خیالات فقہ

موسوم بہ

فطرۃ

من نتائج طبع ذکی مولوی محمد ممتاز علی سنبھلی بجنوری

از اہتمام احقر انام محمد عبد الاحد عفی عنہ - بماہ اکتوبر سنہ ۹۰ء

در مطبع مجتبائی واقع جلال طبع گردید

تعداد ۱۰۵۰

یہ کتاب مصنف کے پاس بھی ہی سی ار پیسا جودہ پورسہ سنہ ۹۰ء

کاپی رائٹ محفوظ

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله المحمود کہ نسخہ نادر الوجود از نتائج طبع ذکی مولوی محمد ممتاز علی سنبھلی عفی

خیالات ممتاز

معروف بہ

الفطرت

بحسن نظام وتصحیح وصفای تمام زیر اہتمام مولوی عبدالاحد صاحب

مطبع مجتبائی واقع دہلی طبع ہوا

ماہ ستمبر سنہ ۱۹۰۵ع

فہرست مضامین

نمبر	مضمون
۱	دہریہ اور مسلمان کا مباحثہ
۲	دنیا مین کتنے مذہب شائع ہین
۳	مسلمانون کا دین کس کس دین سے مطابق اور کس کس سے مخالف ہے۔
۴	مذہب کوئی چیز ہے یا نہین اور انسانی دُنیا کو اُس سے کیا فائدہ ہے۔
۵	اگر مذہبی عقیدہ درست ہے تو کونسا مذہب سچا ہے۔
۶	سچے مذہب کی شناخت کے نشان کیا ہین۔
۷	وہ کیا کسوٹی ہے جسپر مذہبونکو پرکھا جاے۔
۸	فطرت پر سب مذہبون کو پرکھا گیا ہے کیونکہ فطرت قانونِ قدرت ہے۔
۹	اہلِ ہنود کا مذہب اور اُسکی حقیقت۔
۱۰	بودھ مذہب کے بانی کا حال اور اُسکی کیفیت۔
۱۱	گوتم کا لکچر۔
۱۲	عیسائی۔ یہود۔ مجوس کے اصول اور اُنکی اشاعت۔
۱۳	تثلیث کا بیان اور دہریون کے خیالات۔
۱۴	توحید اور رسالت کا مقابلہ فطرت سے۔
۱۵	اسلام اور اُسکے بانی کا حال۔
۱۶	خاتمہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

ای رام رام جپنے والو! ای عیسیٰ مسیح پکارنے والو! ای یزدان اور اہرمن کے ماننے والو! ای مسیح کو سولی پر چڑھانے والو! ای مذہب سے آزاد رہنے والو! ای وحدہ لاشریک کے کہنے والو! جسکو مسلمان مالک اور خالق سمجھکر وحدہ لاشریک لہ پکارتے ہین اُسی کو عیسائی کرسٹو اور گاڈ اور روح القدس کہتے ہین اور جسکو اہلِ توحید قادر مطلق اور واجب الوجود جانتے ہین اسیکو اہلِ ہنود جوتی سروپ نرنکار اور برہما بشن مہیش اور مجوس یزدان اور اہرمن کے نام سے جپتے ہین۔ آپ صاحبون مین کسکی خواہش اپنی نجات اور ابدی عیش کی نہین ہے سبکی غرض اس تسبیح اور مالا جپنے سے یہی ہے کہ مرنے کے بعد آرام ملے اور ہم کسی دائمی عذاب مین مبتلا نہو جائین اور مالک کے روبرو شرمندہ ہونا نہ پڑے۔

اسی کے واسطے آپ دان پُن۔ خیر۔ خیرات وغیرہ کرتے ہین اور اسی کی خاطر اپنی جان شیرین پر ہزارہا مصائب نفس کُشی اور جپ تپ کے اُٹھاتے ہین۔ اسی کے لئے **ہردوار**۔ **جگناتھ**۔ گیا اور مکہ۔ **بیت المقدس** کا دور دراز سفر اپنا گھربار اور اہل وعیال چھوڑکر گوارا کرتے ہین اور اُسی کے واسطے آپ ایک باپ کے بیٹے ہوکر اجنبی اور مختلف فریق کہلاتے ہین مگر اس اختلاف مین بھی گو آپکے مذہبی طرز جداگانہ اور اکثر ایک دوسرے کے مخالف ہین پھر بھی اسپر سب کا اتفاق ہے کہ مالک اور خالق ہم سب کا ایک ہے یہ ہماری سمجھ اور زبانکا پھیر ہے کہ ہم اُسکو کس کس نام سے پکار رہے ہین اگر ایک برہمن رام رام جپتا ہے اور ایک عیسائی کرسٹو کرسٹو پکار رہا ہے اور ایک مسلمان اللہ اللہ کا وظیفہ کر رہا ہے اگرچہ لفظون کا فرق ہی مگر مفہوم سبکا وہی ذات ہی جو ہمارا خالق اور پروردگار ہے۔

لیکن یاد رکھو کہ دو نقیض نہ کبھی آج تک سچے ہوئے ہین اور نہ ہونگے اور یہ کلیہ ایسا مسلم قضیہ ہی کہ روزِ آفرینش سے آج تک نہ اس سے کسی کو اختلاف ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ عیسائی مسیح ؑ

(دہریہ اور مسلمان)

دہریہ۔ میرے نزدیک جسکو لوگ خدا کہتے ہین ایک موہوم اور فرضی شے ہے جیسے جن اور بھوت وغیرہ کا خیال جو لوگ ایسا خیال رکھتے ہین وہ سوتے ہوئے بھی خوف زدہ ہو جاتے ہین اور جو اس خیال سے آزاد ہین وہ جانتے بھی نہین کہ بھوت اور جن کیا بلا ہے کیا ہندو اور مسلمانون کی عورتون پر بھوت اور آسیب کا اثر ہوتا ہے انگریزون کو دیکھو کہ جنگل سنسان مین رہتے ہین کبھی آج تک کسی بیم یا بیم کے بچے کو بھوت یا جن چڑھتے نہین دیکھا اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ انگریز جن اور بھوت کو ایک شے موہوم اور فرضی سمجھتے ہین اور ہندو مسلمان انکو مجسم فی الاصل تصور کرتے ہین ایسا ہی حال خدا کے وجود کا ہے کہ جو اسکو واجب الوجود جانتے ہین اُس سے ڈرتے ہین ہر دم اُسکا خیال رکھتے ہین اُسی کے نام پر خیر خیرات دھرم پُن وغیرہ کرتے ہین اور جو اُسکے منکر ہین وہ بالکل بے خوف ہین اور کچھ بھی نہین کرتے۔

مسلمان۔ دلیل اور خیالات کو تو بہت وسعت ہے اور ہر شخص کے خیالات علیحدہ علیحدہ ہین یہ خیال کوئی نیا خیال نہین ہے مذہبی گروہ (خدا کے ماننے والے) اور خدا کے منکر دنیا مین قدیم سے ہوتے آئے ہین لیکن زیادہ گروہ بنی نوع انسان کا پابند مذہب رہا ہے اور جب کسی ملک مین دہریون کی کثرت ہو گئی ہے تو اُن پر آسمانی آفت ضرور نازل ہوئی ہے خیر یہ تو تاریخی بات ہے اگر آپکے نزدیک خداوند جل وعلی شانہ نعوذ باللہ کوئی چیز نہین ہے تو یہ عالم قدیم سے اسی طرح سے ہے اور آفتاب ماہتاب آسمان اور زمین غرض کہ جملہ مخلوقات اور یہ کارخانہ جسکو ہم دیکھتے ہین بالذات اپنی حالت مین قائم اور برقرار رہے اور آپ انکے بالذات ہونے کو تسلیم کرتے ہین۔

دہریہ۔ بیشک یہ تمام کارخانہ (یہ عالم) قدیم اور بالذات اسی طرح سے ہے جسکو ہم معائنہ کرتے ہین اور ہر دم ہمارے پیش نظر ہے جس سے مین کیا کوئی شخص انکار نہین کر سکتا۔

مسلمان - یہ بات بھی مقتضائے عقل نہین ہے کہ آپ ہزارون لاکھون چیزون کے وجود کے قائل اور خالق کے منکر۔

جو آپ خدا کو نہین مانتے تو اس عالم اور عالم کی جملہ اشیا کے وجود سے بھی انکار کیجیے کہ یہ بھی نہین ہین ایک نظری خیال ہمارے پیش نظر ہو کر عالم کی صورت مین نمایان ہو رہا ہے ورنہ فی الحقیقت کچھ نہین ہے اور ہمارا وجود بھی نہین ہے صرف ایک نظری خیال نے ہمکو توہم مین ڈال رکھا ہے۔

دہریہ - یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جن اجسام کو ہمارے حواس دریافت کر رہے ہین اُنکے وجود سے ہم انکار کرین

مسلمان - یہ ہو سکتا ہے کہ مخلوق کا تو آپ اقرار کرین اور خالق کا انکار۔

اگر حواس کے ادراک پر حصر ہے تو کوئی شے اور کوئی ذی روح آپ ہمکو بتلائین جسکا وجود خود بخود ہو گیا ہو۔ جس وقت آپ کسی شے کے وجود کو تسلیم کرینگے اُسکے صانع کا وجود آپکے حواس کو پہلے تسلیم کرنا پڑیگا۔

دہریہ - اگر خدا ہوتا تو اسطرح پردے مین کیون بیٹھتا جیسے اور اجسام نظر آتے ہین وہ بھی نظر آتا۔

مسلمان - قہقہہ لگا کر سبحان اللہ کیا اچھی دلیل ہے کیا خدا پردے مین بیٹھا ہے اور اُسکا جلوہ نظر نہ آنے سے اُسکی نفی ہو سکتی ہے۔

خدا تو خدا ہی ہے بہت سی چیزین اس عالم مین ایسی ہین کہ ہمارے حواس ظاہری اُن کو بالکل دریافت نہین کر سکتے مگر ہم ہرگز اُنکے وجود سے انکار نہین کرتے۔

علم عقل جہل حکمت وغیرہ مین سے کسی ایک کو آج تک کسی نے نہین دیکھا اور سب ہی چیزون کے وجود کو تسلیم کرتے ہین حتی کہ دہریے بھی اور دیکھنے کو آسمان سبکو نظر آتا ہے لیکن آج تک کسی کا حال کسیکو بھی معلوم نہین ہوا کوئی اسکے وجود کا اقراری اور کوئی انکاری ہے۔

دہریہ - اچھا یہ بتلائیے کہ خدا نظر کیون نہین آتا۔

مسلمان - آپ اپنے وجود اور اللہ جل وعلی شانہ کی ذات پر غور فرمائین کہ اس عالم مین کوئی وجود ایسا نہین جسکو فنا نہو سب کائنات فانی ہے اور عالم کا تغیر فنا کا اظہار ہے اور ذات باری تعالیٰ فنا سے پاک ہے پس ایسے وجود کو جسکو فنا مطلق نہین ہے ہم فانی کیسے دیکھ سکتے ہین ہم تو فانی جسم کے ناظر ہین - ہماری ایسی مثال ہے جیسے شب پرک کی کہ اُسکی آنکھین ہین مگر وہ آفتاب کا جلوہ جو عالم پر پڑتا ہے ہرگز نہین دیکھ سکتی اندھی ہو جاتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ آفتاب کی روشنی کی تاب نہین لاسکتی صرف ستارون کی چمک کی سہار البتہ وہ کرسکتی ہے جو رات کو اُسکی آنکھین روشن ہو جاتی ہین - اللہ جل جلالہ کا جلوہ ہر دم اور ہر جگہ عالم پر پڑتا ہے مگر ہم چونکہ وہ قابلیت نہین رکھتے اس سے وہ جلوہ ہمکو نظر نہین آتا۔

بجہان در ہمیشہ پیدائی	الیکہ در چشم من نمے آئی
اے کہ در ہیچ جا نداری جا	بوالعجب ماندہ ام کہ ہر جائی

دنیا مین کوئی جسم ایسا نہین ہے جو باری تعالیٰ کے جلوے کی تاب لاسکے کیونکہ فنا سے کوئی محفوظ نہین اللہ باقی وہ کل فانی۔

دہریہ - آپکے یہان موسیٰ علیہ السلام کو وہ جلوہ کوہ طور پر کیسے دکھلایا گیا حالانکہ موسیٰ علیہ السلام بھی فنا سے محفوظ نہ تھے۔

مسلمان - یہ قصہ آپنے سنا ہے مگر اسپر آپنے غور نہین کیا جسوقت موسیٰ علیہ السلام نے بوجہ بشریت خداوند تعالیٰ سے یہ عرض کیا کہ رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ اے رب میرے مجکو اپنا جلوہ دکھلا جو مین تجکو دیکھون اسکے جواب مین خطاب آیا قال لَنْ تَرٰىنِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِیْ کہ میرا جلوہ موسیٰ تو ہرگز نہین دیکھ سکتا لیکن پہاڑ کی جانب دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے تو دیکھ لیگا۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا پس جب موسیٰ کے رب نے جلوہ ڈالا تو اس تجلی نے پہاڑ کو توڑ ٹکرے کر دیا اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے اب اس سے آپ سمجھ لیجیے

کہ موسیٰ نے اُس مدہوشی کی حالت مین کیا دیکھا اور پہاڑ کب اپنی جگہ پر قائم رہا کن تراِنی جو فرمایا تھا وہ فرمانا کیسا صحیح اور صادق ہوا۔ موسیٰ جو پیغمبر اولوالعزم اور صاحب شریعت تھے اُنکی التجا اور درخواست بھی رد نہین ہوی اور چونکہ فاموسی کے جسم کو لگی ہوئی تھی ذات باری کا جلوہ نہین دیکھ سکے۔ خداوند تعالیٰ نے اپنی قدرت کا کرشمہ موسیٰ کو دکھلا دیا جس سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ دنیا مین خدا کا جلوہ کسیکو نہین ہوسکتا اور کوئی جسم اُسکے نور کی تاب نہین لاسکتا۔

دہریہ۔ یہ ایک خیالی توہم ہے اور خیال کو بہت وسعت ہے جس قدر آدمی خیال کو وسعت دیگا خیالات بڑھتے چلے جائینگے۔

مسلمان۔ خیالات کو بے شک وسعت ہے مگر سب خیالات باطل نہین ہوتے زمین پر اربہا زیادہ آدمی خدا کے ماننے والے ہین صرف تھوڑے سے آدمی دہریہ خیال کے ہین اور دہریون کا بھی یہ خیال ہی ہے اگر آپ خیال کو باطل سمجھتے ہین تو آپکا دہریہ پنے کا خیال بھی باطل ہے۔

دہریہ۔ میرے نزدیک سب مذہب دہریہ ہین سب سے پہلے مین اسلام کو ہی دہریہ خیال کرتا ہون کیونکہ وحدت سے کثرت ہوئی ہے اور یہ کثرت اسی وحدت مین ملجائیگی کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا آپکے یہان کی صحیح حدیث ہے جسکا ترجمہ کسی شاعر نے کیا ہے ؎

ابھی جوش جنون نے تو میرے پاؤن نکالے ہین　　کیا کرتا تھا اک گوشے مین مین تنہا گذرتے پہلے

ہمہ اوست اور **انا الحق** آپکے مذہب کے اولیا کی زبان سے سرزد ہوا ہے۔

مسلمان۔ آپ بحث کو دور لے گئے بحث شریعت مین تھی آپ تصوف مین جا گھسے مگر خیر ؎

این ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر

دہریہ۔ کیا آپ تصوف کو شریعت کے برخلاف سمجھتے ہین۔

مسلمان۔ ہرگز نہین مگر شریعت ظاہری قانون الٰہی کا نام ہے اور تصوف باطنی کمال ہے جب آپ ظاہری قانون کو نہین سمجھ سکتے اور اُس مین غوطے کھا رہے ہین تو رموز

باطنی تک کیسے آپکی رسائی ہوسکتی ہی	تو کار زمین را نکو ساختی	کہ با آسمان نیز پرداختی

تعزیرات ہند کی دفعات مین آپکی عقل حیران ہے اور خود تعزیرات ہند کے منجانب گورنمنٹ ہونے اور نیز گورنمنٹ کے وجود مین آپکو کلام ہے تو آپ کنسرویٹیو اور لبرل کو کیا سمجھ سکتے ہین اسکی ایسی مثال ہے کہ ایک ناسمجھ بچہ حروف تہجی نہین جانتا وہ بدرجاچ کے معمون کو حل کرنا چاہتا ہے نہ اُسکو لغت سے آگاہی اور نہ صرف ونحو سے واقفیت اسٹیشن سے ٹکٹ لیا نہین اور اُس سے کوسون دور آپ پڑے ہین اور چاہتے ہین کہ مین کود کر گاڑی مین جا گھسون اس سے آپکا سر اور تن کیسے سلامت رہیگا ذرا سا دھکا گاڑیکا آپکو فنا کردیگا

دہریہ - پھر کیا کیا جاوے -

مسلمان - پہلی منزل مثل اسٹیشن کے شریعت ہے اول اسکو طے کرنا چاہیے یہی اصول ہے -

دہریہ - شریعت - طریقت - حقیقت - معرفت سبکے بیان ہے -

مسلمان - واقعی سب اسکے دعویدار ہین اور جسکی شریعت اچھی ہے اسی کی طریقت معرفت - حقیقت سب درست ہی ورنہ باطل ست انچہ مدعی گوید

دہریہ - مین تو یہ جانتا ہون کہ اصول مذہب یہ ہے اور تمام عالم کا اسپر قدیم سے اتفاق ہے کہ نیکی کردار اور بدی سے بچو سب آدمیون کو اپنا بھائی سمجھو جہانتک بس چلے بلا خیال قوم اور مذہب کے اُنکے ساتھ نیکی اور احسان کرو شب و روز امر بالمعروف مین مصروف اور نہی عن المنکر سے محفوظ رہو یہی سب مذاہب کا منشا ہے -

مسلمان - یہ اصول ہرگز نہین جسمین عمل ہی جسکو اپنے اصول خیال کر رکھا ہی اصول عقائد کا نام ہی اور جسمین عمل عبادت اور اطاعت ہی بدون عقیدے کے عبادت کلی فائدہ نہ دیگی عقیدے کا درست کرنا مقدم ہے - خدا کے وجود کو تسلیم کرنا - اسکے قانون کو دریافت کرکے اُس کو بالیقین منجانب اللہ سمجھنا مذہب کا اصول ہی اور یہ فروعات - پہلا طبعی دوسرا عملی طرز ہے حسن عمل وہی کریگا جو باری تعالی اور اُسکے احکام کو تسلیم کرتا ہوگا خوف کی حالت مین

آدمی گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رہسکتا ہی اور انعام کی امید پر نکوئی اور اطاعت کرتا ہے دہریہ پنے کے خیال ان سب باتونسے آزاد ہین بیشک دین کی غرض یہی ہے کہ آدمی نکوکار بنے اخلاقی اور عملی طرز مین وہ مہذب اور شایستہ ہوکر زندگی بسر کرے لیکن یہ غرض اُسی وقت حاصل ہوگی جب وہ دل وجان سے یہ جانیگا کہ خداوند تعالیٰ جزا اور سزا کا دینے والا ہے اور مجکو ایک دن اُسکے حضور مین اپنے جملہ اقوال اور افعال کی جوابدہی کرنی پڑی گی جب تک یہ یقین نہوگا آدمی کا میلان نکوئی کی جانب نہین ہوسکتا ہے نیکی اور بدی بھی ہمکو وہی قانونِ الٰہی تعلیم کرتا ہی اور قانون الٰہی نے ہی رواج علی العموم بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دنیا مین پھیلایا ہے یہ امر شرح طلب ہے مگر یہان اسکا موقع نہین۔

دہریہ۔ وحدت اور کثرت کے مسئلہ کا آپنے کچھ جواب نہ دیا اور ہمہ اوست اور انا الحق کی آپنے کچھ تشریح نہین کی

مسلمان۔ مختصر جواب اسکا یہ ہے کہ ایک کے ہندسہ پر آپ نظر کرین کہ وہ دراصل ایک ہے اور تمام شمار کی اصلیت ایک کا عدد ہے اسکا وجود تمام اعداد مین موجود ہے تمام اعداد مین ایک کے عدد کے موجود ہونے سے عدد واحد کی نفی نہین ہوسکتی نہ اُسکی ذات مین کوئی تغیر ہوسکتا ہے یہی حال اللہ جل جلالہ کے وجود مطلق کا ہے کہ وہ خود تھا دوئی تک نہ تھی اور کچھ نہ تھا پھر اُسی کی ذات سے جمیع کائنات ہوگئی لیکن اس موجودات کے ہونے سے اُسکی ذات مین کوئی تغیر نہین ہوگیا وہ جیسے پہلے اور قدیم سے واحد تھا ویسے ہی اب واحد ہی اور واحد ہی ہیگا اور ہمہ اوست اور انا الحق جو عاشقان الٰہی کی زبان سے نکلا وہ کمال عشق کا ہی محبوب کے عشق مین جب عاشق بالکل محو اور مستغرق ہوجاتا ہے تو اُسکو سوائے اپنے محبوب کے کچھ نظر نہین آتا عالم محویت مین ہمہ تن اپنے کو معشوق گمان کرلیتا ہی یہ عشق کا کمال فنا فی المعشوق کے درجے مین اُسکو لے جاتا ہی یہ امر نہین ہے کہ اسکا اور عاشق کا وجود ایک ہوجاتا ہی بلکہ محویت اُسکو بے خود کردیتی ہی جس سے وہ یہ کہنے لگتا ہی کہ جدھر دیکھتا ہون اودھر تو ہی تو ہے۔

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

دہریہ۔ مہربانی فرماکر یہ تو فرمائیے کہ آپکے یہان شفاعت کا مسئلہ مثل عیسائیون کے کیسا ہے

مسلمان۔ فارسی مین گلستان آپکی نظر سے گذری ہوگی پہلے باب کی پہلی حکایت غالبًا آپکو یاد ہوگی

دہریہ۔ کیون نہین "بادشاہے بکشتن اسیری فرمان داد"۔

مسلمان۔ شفاعت کا عقیدہ تو سبکے یہان ہے اہل شرک دیوتاؤن کو اور دیگر اہل کتاب پیغمبرون اور نبیون کو اپنا شفیع گمان کرتے ہین۔

عیسائی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ گمان اور عقیدہ رکھتے ہین کہ وہ کفارہ سبکے گناہون کا ہوگئے اور تین دن تک اپنے پیروون کے گناہونکے معاوضے کے لیے دوزخ مین رہے مگر مسلمانون کا ایسا خیال نہین ہے وہ اس حکایت کی مطابق اپنے نبی اور جملہ انبیا کو اپنا شفیع سمجھتے ہین اس قیدی کی حکایت پر آپ نظر ڈالیے کہ قیدی حکم قتل کا سنتے ہی بادشاہ کو گالیان دینے لگا اس حالت مین وہ زیادہ مجرم اور مستوجب سزا کا تھا لیکن بادشاہ کو اسکی گالیان سنکر بجاے غضب کے رحم آگیا اور چونکہ داب شاہی کا خیال تھا اس لیے وزیر موزشناس سے فرمایا "کہ چہ میگوید" اس "چہ میگوید" کے ارشاد کو وہ وزیر دور اندیش فورا سمجھ گیا کہ یہ ترحم شاہانہ ہے اور بادشاہ کو اسکی جان بخشی منظور ہے جو ہم سے دریافت کرتا ہے کہ "چہ میگوید" حالانکہ وہ رو در رو بادشاہ کو برا بھلا بک رہا ہے جسکو بادشاہ سنتا اور جانتا ہے۔ یہ سمجھ کر وزیر با تدبیر نے عرض کیا کہ اے خداوند ہمی گوید وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ کہ خداوند یہ تو یہ کہ رہا ہے کہ وہ بھی تو آدمی ہی ہین جو غصہ کو مارتے اور لوگونکو معاف کرتے ہین بادشاہ معافی کا ذریعہ چاہتا تھا اسکے قتل سے درگذرا۔

دوسرا وزیر جو اس مزشاہی سے بے خبر تھا اسکے مخالف ہوکر معتوب ہوا۔

پس ایسی ہی شفاعت جیسی کہ اس وزیر نے کی ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوگی اور اسمین کوئی دخل یا اختیار متصور نہین ہوسکتا ہے قرآن مین کئی جگہ ارشاد ہے وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ کہ خداوند تعالے کے حضور مین کسیکی شفاعت

کام نہین دیگی مگر جسکے لیے وہ حکم دے۔

وہبر یہ یہ بے شک راست ہے اور ایسی سفارش کرنے مین کوئی موقع اعتراض کا نہین ہے

ان دونون صاحب کی گفتگو سے ظاہر ہوگیا کہ مذہبی خیال مین ہر دو صاحب مبتلا تھے۔

وہ چار مذہب جو زمین کے اکثر حصون مین شائع ہین۔

یہود۔ نصاریٰ۔ مسلمان۔ مشرک ہین۔

عیسائی مذہب مذہب یہود سے اور اسلام ان دونون سے بہت ملتا ہے۔

مشرکین کا مذہب ان تینون سے بالکل علحدہ اور مختلف ہے اور جسقدر اختلاف اور کثرت فرقون کی اس مذہب مین ہے کسی مین نہین۔

انھون نے اپنے معبودون کی تعداد پوجاریون سے بھی زیادہ مقرر کر رکھی ہے جسکا حصر نہین ہمیشہ اسمین افزایش کی جاتی اور معبودون کی تعداد بڑھائی جاتی ہے۔

یہ اپنی مذہبی کتابون اور پیشکون سے بھی واقفیت نہین رکھتے رسم ورواج اور آبائی تقلید انکا مذہب ہے۔

اوپر کے تینون مذہبون کی مطابقت انکی صداقت کا بہت ہی بڑا ثبوت ہے۔

جن جن باتون مین یہ تینون مذہب متفق ہین انکو ہم ذیل مین درج کرتے ہین۔

مذہبی اتفاق

(۱) خدا واجب الوجود ہے۔

(۲) پیغمبر اور انبیا اسکے رسول اور نبی ہین۔

(۳) آسمانی کتابین خدا کا کلام اور منزل من اللہ ہین جو رسولون پر نازل ہوئی ہین۔

(۴) قیامت آنے والی اور اعمال کی پرسش یقینی ہے۔

(۵) سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہین۔

(۶) خدا کی عبادت فرض ہے۔

(۷) زمین کی ایک جگہ خداوند تعالی نے قبول فرماکر اسکو زیارت گاہ قرار دیا ہے۔

(۸) ملائک کے وجود مین اشتباہ نہین اور توریت۔ زبور مین بے شک تحریف کی گئی ہے۔
جن اصول مین اختلاف ہے اُنکو دیکھو۔

(۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے مسلمان قائل اور عیسائی۔ یہودی منکر ہین۔

(۲) عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی پیغمبر نہین مانتے خدا کا بیٹا کہتے ہین مسلمان اُنکو پیغمبر اولوالعزم تسلیم کرتے ہین یہودی اُنکو بالکل نہین مانتے۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام کو ہر سہ مذہب پیغمبر برحق جانتے ہین اور کتاب توریت جو اُنپر نازل ہوئی اسکو آسمانی کتاب اور منزل من اللہ سمجھتے ہین مگر یہودی موسیٰ پر نبوت کا خاتمہ کرتے ہین۔

(۴) یہودی توریت کو عیسائی توریت زبور انجیل کو اور مسلمان انکے سوا قرآن کو بھی آسمانی کتاب اور خدا کا فرمان جانتے ہین۔

(۵) یہودیون کا توریت پر عیسائیون کا زبور۔ توریت انجیل پر اور مسلمانون کا صرف قرآن پر عمل ہے۔

(۶) یہودی۔ عیسائی بیت المقدس کو اور مسلمان بیت المقدس کے علاوہ خانہ کعبہ کو بھی اپنا زیارتگاہ سمجھتے ہین مگر مسلمان بیت المقدس کی جانب رخ کرکے نماز نہین پڑھتے۔

(۷) طریق عبادت ہر سہ مذہب کا مختلف ہے۔

(۸) یہودی مسلمان ختنہ کراتے ہین عیسائی نہین کراتے۔

(۹) یہودی عزیر علیہ السلام کو عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے ہین مسلمان ان دونون کو نبی اور پیغمبر مانتے ہین۔

(۱۰) یہودی اور عیسائیونکے نزدیک پیغمبر معصوم نہین اور مسلمان سب انبیا کی عصمت کے قائل ہین۔

(۱۱) یہودی۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے قائل ہین اہل اسلام کہتے ہین کہ ایک یہودی کو خداوند تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ کردیا اور یہودیون نے اُسیکو حضرت عیسیٰ سمجھکر سولی پر چڑھادیا اور مسیح علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لیا گیا۔

یہودی ۔ عیسائی ۔ اہل اسلام ۔ مشرکین ان چار مذہبونمین دیکھنا چاہیے کہ خدائی مذہب کونسا ہے اور ہم کس معیار سے حق و باطل کی تمیز کرسکتے ہین وہ آلہ ہمارے پاس کیا ہے کیونکہ ہر ایک کو دعویٰ اپنے اپنے مذہب کی حقیت کا ہر ہر آدمی کے جسم مین خداوند تعالی نے دو چراغ رکھے ہین یا یہ کہو کہ جس ذات پر لقب انسان کا بولا جاتا ہے ایک عقل اور دو آنکھین رکھتا ہے ظاہری اجسام کے دیکھنے کے واسطے آنکھین اور انکی ماہیت دریافت کرنے کو عقل ہے ۔

ہر چیز کی کیفیت اور حقیقت جو کچھ ہمکو دریافت ہوتی ہے وہ انھین دو ذریعون سے معلوم ہوتی ہے یہ دونون چراغ اسی واسطے ہمکو قادر مطلق نے عطا کئے ہین کہ ہم انکے ذریعے سے تاریک اور روشن چیز کو دیکھین پردہ کی بات سے جسکو ہماری آنکھین نہین دیکھ سکتین واقف ہون اپنے جسمانی و جانی زندگی کی جست و جو کرین نیک و بد کی امتیاز ہمکو حاصل ہو ہر ایک شے کو اچھی طرح سے جانچین اور پرکھین ۔ سو غور کرنا چاہیے کہ دنیا مین وہ کیا چیز ہے جسکو ہماری دونون آنکھین اور عقل پرکھ کر ہمکو یہ تبلا دین کہ یہ مذہب حق ہے اور یہ باطل ۔

لیکن اس سے کسی فرد بشر کو انکار نہین ہوسکتا کہ جسکو ہم مذہب یا دھرم کہتے ہین وہ ایک قانون الٰہی ہے ۔ مشرکین نے گو معبودون کی تعداد حد سے زیادہ اور یہودی اور عیسائیون نے کم اور مسلمانون نے صرف ایک ہی ذات پر حصر کیا ہے مگر سبکے نزدیک مالک و رخالق کل کائنات کا ایک ہی ہے ۔ یہ مسئلہ ایسا مسلم ہے کہ جسمین کسی کو کوئی عذر نہین ہے ۔

جس ذات نے یہودیون کو بنایا اوسی نے عیسائیون کو جسکے بندے مسلمان ہین اوسی کی مخلوق مشرکین ہین خواہ کوئی ایک نام لے یا دو اور تین نام سے یا ہزار لاکھ اور کرور سے پکارے مفہوم ہر ایک کا ایک ہی ذات ہے ۔

یہ جسقدر مخلوقات اور دنیا کی کل کائنات ہے سب کا وہی خالق اور کرتار ہے اور زمین و آسمان و ما فیہا اسکی رحمت اور قدرت کاملہ کا ظہورہ ہے ۔

پس جس حالت مین ہندو مسلمان - یہودی عیسائی مجوس سب کا ایک ہی خالق اور مالک ہے تو اُسکا قانون بھی ایک ہی ہونا چاہیے اور وہ مذہبی قانون خدائی قانون سے بالکل مطابق ہونا واجب ہے -

اس لیے جو مذہب خدائی قانون سے مطابقت رکھتا ہو وہی خدائی مذہب ہے ورنہ محض باطل اور لوگون کی مَن گھڑت ہے جسکو جاہلون نے اختیار کر لیا اور اُسکا پھر رواج تقلید آبائی کے سبب سے دنیا مین ہو گیا -

جبکہ سب کا یہ عقیدہ ہے کہ مذہب خدا کی جانب سے ہے تو خدائی مذہب کے ایسے ایسے نشانات اور علامات ہونی چاہییں جنکو ہر کوئی دیکھ سکے اور ہر جگہ اور ہر شے اور جملہ مخلوقات مین وہ نشان ظاہر اور باہر ہون -

دیکھنا چاہیے کہ وہ قانون الٰہی جس سے کسی فرقے کے آدمی کو انکار نہین ہو سکتا دنیا مین کیا ہے وہ قانون الٰہی جو ہر دم اور ہر لحظہ ہمارے پیش نظر ہے - **فطرت** ہے جس سے کوئی شے اور کوئی مخلوق خالی نہین اور اس فطرت کو ہماری آنکھین ہماری عقل ہر جگہ ہر دم دیکھ سکتی اور دریافت کر سکتی ہے -

فطرت کیا چیز ہے ! وہ ایک قدرتی اور خلقی اثر ہے جسپر قدرت نے مخلوقات کو بنایا ہے اور وہ اثر اُس شے اور مخلوق سے کسی حالت اور کسی وقت مین زائل نہین ہو سکتا ادنیٰ سے اعلیٰ تک جس چیز پر نظر کرو وہ اثر ہر ایک مین ہمکو نظر آتا ہے -

اس فطرت ہی کا نام طبعی خاصہ ہے اور اسی کے لیے علم طبعی ایجاد ہوا ہے اور یہی قدرتی اثر اور قانون الٰہی ہے جو برملا شہادت دے رہا ہے کہ ضرور کوئی خالق ہے جسنے یہ صنعت گری اور مصوری کی ہے جو کسی سے نہین ہو سکتی -

بڑے بڑے فلسفی اور صناع دنیا مین ہو گزرے اور اسوقت مین بھی موجود ہین جنھون نے اپنی حکمت اور صناعی سے بڑی بڑی ایجادین بنا کر ایک عالم کو حیرت مین ڈالدیا مگر ایک مکھی

کوئی نہین بنا سکا اور نہ اسکا کسی سے دعوی ہو سکا۔
واقعی جو خدا کا کام ہے اُسکو کوئی نہین کر سکتا کسی جاندار کا بنانا اور پیدا کرنا تو بڑی بات ہے کوئی فطرتی اثر بھی کسی مین سے کوئی رفع نہین کر سکتا اور نہ بڑھا سکتا ہے۔
ہاتھی کیسا عظیم الجثہ قوی جانور ہے اونٹ کو دیکھو کس شکل اور وضع کا ہے اور کس قدر زور رکھتا ہے اب شیر پر نظر کرو کہ وہ پہاڑی کتے سے زیادہ نہین ہوتا۔
ان تینون جانورونمین قدرت نے جو اثر رکھا ہے وہ نہایت ہی حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے ایسے گران ڈیل جیسے کہ ہاتھی اور اونٹ مین غور کرو کہ آدمی کی اُن کے روبرو کیا حقیقت ہے۔
قیاس نہین چاہتا کہ ایسے زور اور ہیبت ناک جانور اس طرح آدمی کے بس مین رہین کہ وہ اُنکو اپنی باربرداری اور سواری مین لیے پھرتا ہے۔
فطرتی اثر
اونٹ کو ہم دیکھتے ہین کہ شیر سے بدرجہا بڑا اور قوی ہے اور دانت بھی اس کے شیر کے دانتون سے زیادہ تیز اور محکم ہین بھاگ دوڑ مین وہ اس سے کہین زیادہ ہے اور جب بدی پر آتا ہے تو کیسے ہی شہسوار کو چپاڈالتا ہے مگر پھر ایسا غریب ہے کہ ایک آٹھ نو برس کا بچہ ایک قطار کی قطار کو پکڑے ہوے جہان چاہے لیجاتا ہے ڈرپوک اتنا کہ ادنی جانور کو دیکھکر بھڑک جاتا ہے۔
پس قدرت نے اسکو شیر کا سا دل نہین دیا اور بقدر ضرورت سمجھ دی ہے جسکے باعث وہ آدمی کے قابو مین رہتا ہے اور یہ فطرتی اثر اس سے کسی طرح سے رفع نہین ہو سکتا۔
ہاتھی کو اونٹ سے زیادہ قوی ہیکل اور ذی شعور بنایا اور دانت بھی گز گز ڈیڑھ ڈیڑھ گز کے لانبے اسکو دیے عقلمند بھی جانورونمین اعلی درجہ کا ہے اونٹ کو تو ناک بیدھ کر قابو مین کرتے ہین اور نکیل ڈالکر جہان چاہتے ہین لیے پھرتے ہین یہان نہ کوئی موقع لگام دینے کا ہے نہ ناک چھیدنے کا اور نہ گلے مین رسی ڈالنے کا لیکن ہاتھی سے قوی جانور کو یہ خاک کا

پتلا جس کل جانتا ہے بھلاتا ہے اسکو بھی وہ دل نہین دیا گیا جو شیر کو عطا کیا گیا ہے۔ شیر ایک چھوٹا سا جانور جو نہ ہاتھی سے ڈرے اور نہ اُس سے زیادہ کسی عظیم الجثہ کا خوف کرے نہایت نڈر اور بے خوف و خطر ہر ایک پر فوراً حملہ کرتا ہے حالانکہ نہ اوسکا جسم ایسا بڑا ہے نہ ہاتھی اور اونٹ سے زیادہ زور اور قوت رکھتا ہے صرف قدرت نے اُسکا دل بیباک اور جانورون مین سب سے زیادہ قوی بنایا ہے۔

پس اسی کا نام فطرت اور اسی کا نام قدرتی اثر ہے اور یہ اثر ہر ایک نباتات۔ حیوانات جمادات مین اس افراط کے ساتھ ہے جسکی انتہا نہین جس جانور جس درخت جس شے قدرتی پر نظر کرو صدہا ہزارہا اُن مین قدرتی اثر نظر آئینگے۔

برگِ درختانِ سبز در نظرِ ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

آدمی کی صنعت کا یہ حال ہے کہ ایک کل جو آدمی کی ایجاد ہے اُس سے ایک غرض حاصل ہوتی ہے اور اُس مین صدہا ہزارہا پرزے لگے ہوتے ہین جنکا شمار بھی کرتے کرتے آدمی تھک جائے قدرتی اثر دیکھو کہ ایک عضو ہے اور اس سے صدہا فوائد ہزارون غرضین حاصل ہاتھ۔ پاؤن۔ ناک۔ کان۔ آنکھ۔ مونھ کو دیکھ لو کہ کسقدر مطالب انسے حاصل ہوتے ہین۔

بدون وجود ذات باری خود بخود ایسی صورتین یہ سیرتین ہرگز نہین ہوسکتین

اگر خدا نہوتا اور مادون اور ذرّون کے اثر اور اُنکی ملاوٹ سے یہ مخلوق بنی ہوتی تو اب تک آدمی جیسے دانا اور عقیل نے کیا سے کیا کر دیا ہوتا مگر قدرت سے وہ نہایت ہی مجبور اور لاچار ہے۔ بڑے بڑے دانا اور بیدار مغز حکیم اس تختۂ زمین پر ہو گذرے سبکے سب قدرت کے سامنے دم بخود رہگئے اور بجز دست بسر ہونے کے اُنسے کچھ بھی نہین بن پڑا اور یہی اُنھون نے اقرار کیا۔

سبحانک یا آلہ عالم		عالم ترا عجز نے دکھایا	

جب یہ معلوم ہو گیا کہ فطرت قدرتی اثر ہے اور یہ خاصہ جمیع مخلوقات مین موجود ہے جو ہر دم

ہمارے پیش نظر ہے اور خود ہمارے ہر ایک عضو سے اُسکا اعلان ہو رہا ہے تو یہ فطرت کے اصول کے خلاف ہے کہ انسان جسکو اشرف المخلوقات جمیع کائنات مین ہم دیکھتے ہین اور نفس ناطقہ اسی کو عنایت کیا گیا ہے اور جو اس عالم کی چیز ہے وہ سب اسکے فائدے اور اسکے آرام کے لیے بنائی گئی ہے۔

جسے پرورش اور طاقت کے لیے تو یہ کچھ کارخانہ بنایا گیا ہے روحی سامان کچھ نہین کیا گیا کھاؤ۔ پیو۔ مزے کرو جب موت آئے چلدو مذہب ملت سے کچھ غرض نہین سب خیالی ڈھکوسلے ہین۔

جو شخص فطرت کے اصول کو جانتا اور سمجھتا ہے وہ کبھی ایسے آدمی کو انسان نہین خیال کریگا اور ایسے خیال کا آدمی در اصل حیوان مطلق سے کم نہین اور ایسے لوگون سے ہمارا روے سخن بھی نہین نہ وہ قابل گفتگو ہین اور نہ لائق ذکر

جس قادر مطلق نے آدمی کی پرورش کے لیے زمین سے صدہا قسم کے غلے ہزارون قسم کے میوے لاکھون قسم کی ترکاریان قسم قسم کے دودھ طرح طرح کی سواریان ہزارون لاکھون طرح کی پوشاکین اور زیور بنائے اسنے روح کے تزکیہ اور صفائی کے لیے کچھ نہین کیا جو واقعی اصل الاصول ہے اور انسان اُسی سے مراد ہے ورنہ یہ جسم خاکی اُسکا مرکب ہے سو مرکب کی پرورش کے لیے تو دنیا بھر کا سامان اور شہوار کے لیے کچھ بھی نہین یہ محض خبط اور بے ربط بات ہے جو کسی طرح سے دل کو نہین لگتی۔

ہر ایک قدرتی شے اپنا طرز رکھتی ہے اور کوئی شے ہمکو ایسی نظر نہین آتی جو اس قاعدے سے جسپر وہ بنی ہے تجاوز کرے پھر کیسے سمجھا جاے کہ روحی اصلاح کے لیے کوئی قانون نہین ہے بے شک اور بہت ضرور روح کے لیے قدرتی قانون ہے اور خداوند تعالے نے جو بہت تھوڑی مدت انسان کے دنیا مین رکھنے کی مقرر فرمائی ہے اسکی ضرور کوئی وجہ خاص ہے۔

کس لیے کہ یہ عالم مکان اور انسان مکین ہے مکان کو تو اس قدر قرار کہ ہزارون لاکھون

برس سے ایسا ہی قائم اور برقرار اور جسکے واسطے یہ عالم بنایا ہے کسکو کچھ بھی قرار نہین ہے اسکی وجہ خاص یہی ہے کہ اس دنیا مین انسان کو محض آزمایش اور روحی اصلاح کے لیے بھیجا جاتا ہے کہ اس دار فانی مین چند روز رہکر وہ اپنی روح کی اصلاح کرے اور اپنے مالک اور خالق کو یہان کے خدشات اور تعلقات مین نہ بھولے۔

جو لوگ مذہب سے آزاد اور مذہبی خیالات سے اپنے کو علیحدہ سمجھتے ہین وہ قانون فطرت پر غور کرین تو انکو معلوم ہو جائیگا کہ روح کی درستی اور اصلاح کے لیے مذہبی پابندی نہایت اہم اور مہتم بالشان امر ہے اور خاص فطرت کا اقتضا ہے۔

مذہب کے لیے تین امر بحث طلب اور قابل غور ہین۔

(۱) یہ کہ انسان کے لیے مذہبی پابندی ضروری ہے یا نہین

(۲) یہ کہ اگر مذہبی خیال درست اور صحیح ہے تو روے زمین پر کونسا مذہب حق ہے جسکی پابندی کرنے سے انسان کو اپنی نجات کا کلی یقین ہو جاے

(۳) یہ کہ ہمارے پاس وہ کیا ذریعہ ہے جس سے ہم بآسانی دریافت کرسکین کہ یہ مذہب حق ہے۔

ہم انھین تین امر کی بحث کرنا چاہتے ہین۔

امر اول - اگرچہ اوپر تحریر ہو چکا ہے کہ مذہب روح کی شایستگی اور اصلاح کے لیے ہے لیکن یہان اسکی کسی قدر وضاحت کیے دیتے ہین۔

بہ نظر غور تعصب اور جہالت سے آزاد ہو کر جو قانون قدرت (فطرت) پر نظر ڈالی جاتی ہے تو مذہب کی پابندی ہر ایک فرد بشر کے لیے نہایت ہی ضروری ہے کیونکہ انتظام عالم اسی پر منحصر ہے۔

اگر آدمی مذہب سے برطرف ہو کر یہ عقیدہ رکھینگے کہ کوئی ہمارا مالک نہین ہے اور نہ ہمارے لیے جزا و سزا ہے ہر ایک جاندار اور ذی روح مین از خود ایک قوت ہے اور وہ قوت جب تک

رہتی ہے وجود قائم رہتا ہے جسوقت وہ قوت سلب ہوئی وجود فنا ہو جاتا ہے اور سب ذرے خاک مین ملجاتے ہین جو کچھ آرام اور تکلیف ہی وہ اسی عالم مین ہمارے لیے ہے مرنے پیچھے کچھ نہین ایسا خیال کرنے سے انسان نے خوف ہو جائیگا اور اپنی زندگی کے آرام اور فوائد کی خاطر نہ کسی کے قتل کو گناہ سمجھیگا اور نہ دوسرون کا مال غصب کرنیسے درگذر کریگا اور نہ کسی کے ساتھ سلوک اور احسان کو اپنے نزدیک مفید گمان کرسکتا ہے جہانتک اُس سے اس مطلق العنانی مین ممکن ہوگا دغابازی - نے ایمانی - ظلم - غارتگری - چوری - ریاکاری سے اپنی اغراض کے پورا کرنے مین سعی بلیغ کریگا اور ایسا کرتے ہوئے اُسکو کوئی خوف کسی قسم کا نہین ہوگا -

دنیا کا مذہب بے

اگر سب آدمی روے زمین کے مذہبی خیال ترک کردین تو ایک دم بھی یہ کارخانہ دنیا کا قائم نہین رہسکتا ہے تمام دنیا مین فتنہ اور فساد کی آگ بھڑک اُٹھے امن و آسایش جس سے دنیوی کام چل رہے ہین نام کو بھی نرہے -

اور جب یہ سمجھا گیا کہ کوئی ہمارا مالک اور خالق ایسا ہے جو ہمارے اعمال اور اقوال کو ذرہ ذرہ ہر دم دیکھتا ہے اور وہ ہم سے ہر ایک امر کا مواخذہ کرنے والا ہے اور ہم کو اُسکے روبرو ہر ایک بات کی جوابدہی کرنی پڑیگی اور اُسکے احکام کے خلاف عمل کرنے مین ہمکو سخت سزا ملیگی تو آدمی اپنی زندگی کو فضول نہین خیال کرینگے -

خوش معاملگی اور ایمانداری کا برتاؤ رکھینگے راستی - فروتنی - رحم - ہمدردی اور احسان کرنے کو سرمایہ اپنی نجات کا جانینگے -

اس سے دنیا مین خلقت کو آرام ملیگا فتنہ اور فساد نہین ہوگا نظام عالم نہایت خوبی کے ساتھ قائم اور برقرار رہیگا -

مذہبی ضرورت

اگر یہ خیال کیا جاے کہ قانون سلطنت واسطے انسداد قتل - چوری - غارتگری - دغا و فریب کے کافی ہے اور اُسی سے دنیا مین یہ انتظام پھیلا ہوا ہے تو یہ خیال محض باطل ہی

اول تو ہر جگہ اور ہر مسفس کی نگرانی شاہی قانون نہین کرسکتا صدہا ہزارہا موقع ایسے ہین جہان سرکاری ضابطہ کچھ بھی نہین کرسکتا۔

دوم جب وہ خفیہ قانون مذہب سے آزاد ہونگے تو وہ بھی اغراض سلطنت کو مقدم رکھینگے انسداد جرائم کی جانب کیون راغب ہونگے انکو جو یہ جد و جہد جرائم کی نسبت ہے وہ بھی اسی مذہبی خیال کا باعث ہے اور چوری۔ قتل۔ ڈکیتی وغیرہ کو جرم بھی ہمکو مذہب نے بتایا ہے اور مذہبی قانون نے ہی ہمکو طریق تمدن اور آئین سلطنت کی تعلیم دی ہے۔

جیسا آدمی کی زندگی قائم رکھنے کے لیے غذا کی ضرورت ہے کہ بدون غذا کے آدمی زندہ نہین رہسکتا اور سب جاندار غذا کے محتاج ہین اسی کے باعث کوئی امیر اور کوئی فقیر کوئی بادشاہ اور کوئی غلام کہلاتا ہے۔

ایک تخت جواہر نگار پر تاج مرصع برسر نشستہ دوسرا اسکے روبرو دست بستہ کمر بستہ۔ یہ وہی غرض ہے جو انسان کو مجبور کر رہی ہے ورنہ یہ آزادی پسند انسان ہرگز کسیکا فرمان بردار نہوتا اور کسی بادشاہ کے سامنے بھی سر نہ جھکاتا مگر پیٹ کی آگ نے اسکو نہایت عاجز اور ناچار کر رکھا ہے کہ نہ اسکو اپنی شرافت کا خیال ہے اور نہ کسی قسم کی ندامت کا ملال۔

وہ وہ ناشایستہ اور نے شرمی کے کام اس سے سرزد ہوتے ہین کہ جسکی نظیر نہین۔

اسی طرح حیات جاودانی اور روح کی تازگی کے لیے مذہبی ضرورت ہے وہ جسمی غذا ہے تو یہ روحی غذا انھین دونون چیزون پر تمام دنیا کے انتظام کا انحصار ہے۔

اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ انسان کے لیے مذہبی پابندی نہایت ضروری ہے وہو المراد۔

امر دوم پر نظر کرو کہ دنیا کے تمام مذاہب مین کونسا مذہب حق ہے۔

اگرچہ بادی النظر مین اس سوال کا جواب نہایت مشکل اور پیچیدہ معلوم ہوتا ہے مگر تھوڑی سی غور کرنے سے دریافت ہوجائیگا کہ مذہب حق وہی ہے جسکے اصول و قانون الٰہی (فطرت) سے ملتے جلتے ہین کیونکہ خدا کے افعال اور احکام مین فرق نہین ہوسکتا۔

دیکھو خدا کا فعل یہ ہے کہ اُسنے تمام دنیا کو ایک خاص قاعدے لی موافق بنایا اور اسکا حکم مذہب ہی اگر دونون مین اختلاف ہوگا تو ذات باری تعالی پر الزام عائد ہوتا ہی جو محال ہے لہذا وہی مذہب حق ہے جو فطرت سے ملتا ہی اور وہی قدرتی اور خدائی مذہب ہے جو انسان کی اصلاح کے لیے عنایت ہوا ہے وہی اسکی تہذیب اور نجات کا باعث ہے اور وہی اُسکی حیات جاودانی کا سبب۔

اُسی کے اصول سنجیدہ اور اُسی کے فروع پسندیدہ ہین جسقدر اُسکی اشاعت روے زمین پر ہوگی اُسی قدر شایستگی۔ تہذیب۔ ہمدردی۔ حیا۔ عفت۔ عدالت اور دیانت سے دنیا کا انتظام ترقی پذیر ہوگا۔

بہت کم لوگ دنیا مین ایسے ہین جو مذہبی خیال سے آزاد اور اُسکو خیالی ڈھکوسلا سمجھتے ہین اور ایسے خیالات کے آدمی فی زمانہ مہذب خطۂ یوروپ اور امریکہ مین اکثر ہین۔

اسمین شک نہین کہ جیسا مذہبی معاملہ پیچیدہ ہی ایسا کوئی معاملہ دنیا کا پیچیدہ اور اُلجھا ہوا نہین ہے جو لوگ اہلِ کتاب ہین وہ بُت پرستون آتش پرستون اور دیگر مشرکین کے مذہب کو نہایت نفرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہین اور اُنکو قابلِ خطاب نہین سمجھتے۔

ہمارے ہندوستان کے اہل ہنود اہلِ کتاب کے ہاتھ کا پانی تک نہین پیتے اور اُنکو پلیچھ خیال کرتے ہین وہ کیا چیز ہے جس سے اہل کتاب اہل ہنود سے متنفر اور اہل ہنود اہل کتاب سے وحشت ناک ہین وہ خاص مذہبی خیال ہے جسنے بنی نوع انسان مین یہ تفرقہ ڈالا ہے ورنہ یہ سب جانتے اور سمجھتے ہین کہ ہم سب ایک باپ کے بیٹے ہین۔

اہل کتاب کا مذہب اُنکو مواکلت اور مناکحت کی اجازت دیتا ہی مگر پھر بھی اسکا رواج نہین رسم کی پابندی مذہب پر بھی غالب ہی۔

سب سے زیادہ خراب حالت مشرکین اور مجوس کی ہے کہ وہ اپنی مذہبی حقیقت پر مطلق غور نہین کرتے رسم و رواج اور آبائی تقلید کی پابندی مین جکڑے ہوئے ہین کہ جس طریقے پر

اسکے باپ دادا چلے آئے ہین انھین کے قدمون پر یہ دوڑتے ہین اور مطلق غور نہین کرتے کہ وہ گمراہ تھے یا راہ پر وہ عالم تھے یا جاہل محقق تھے یا مقلد۔

اس دھرم کے لوگ اپنے عقیدے پر ایسے مطمئن اور بے فکر ہین کہ مطلق پروا نہین کرتے اور بت پرستی مردم پرستی آتش پرستی نباتات پرستی حیوانات پرستی کہان تک شمار کی جاے جملہ مخلوقات پرستی رات دن کرتے ہین اور آنکھ اٹھا کر نہین دیکھتے کہ یہ کیا واہیات ہے۔

جنکا نام جیتے اور جن اشیا کو پوجتے ہین انکو اچھی طرح سے جانتے ہین کہ یہ آدمی تھے اور یہ اشیا مخلوقات ہین جو آدمی کے لیے بنائی گئی ہین پھر بھی انکو معبود اور اصلی مقصود سمجھتے ہین حالانکہ جنکی وہ پرستش کرتے اور جنکا نام ہر دم جپتے ہین کوئی فرمان یا دستاویز مذہبی انکی عبادت کرنے کی انکے پاس نہین اور نہ عبادت کا طریقہ مختص ہے کوئی **مہادیو جی** کی اور کوئی **کرشن جی** کی اور کوئی **آفتاب** کی اور کوئی **بالاجی** کی اور کوئی **پارسناتھ جی** کی اور کوئی گنگا اور لکھشمی کی عبادت کرتا ہی اسقدر معبود ہین جنکا شمار کوئی نہین کرسکتا باوجودیکہ یہ کچھ اختلاف انکے اصول مذہبی مین ہے مگر وہ سکو اہم نہین سمجھتے اور سب مشرکین کو ایک نگاہ سے دیکھتے ہین۔

یہ ہرگز نہین خیال کرتے کہ کون کسکی پرستش کرتا ہی اور کیون اور کس وجہ سے کرتا ہی حالانکہ ہر ایک کے مذہبی اصول مختلف اور عبادت کے طریقے بھی جداگانہ ہین اور انکے مذہبی اختلاف کی حد نہین۔

وہ اپنے زعم مین یہ سمجھے ہین کہ نجات ہر ایک کی ہر ایک طور سے ہر مذہب مین ہو جائیگی جو خیال فاسد فرمان بردار اور نافرمان کیسے برابر ہو سکتے ہین۔

برہمن[1] - چھتری - بیس قدرتی سدھ ہین باقی سب **شودر** اور ملیچھ ہین جو خدا کے

---

[1] (برہمن) ابتدا مین برہمن کوئی خاص قوم یا نسل نہ تھی ایک عہدہ تھا جو دوسری قومون کو بھی حاصل تھا اسکی تصدیق سنسکرت صفحہ ۸ اشلوک ۳۸ سے ہوتی ہی وسوامتر چند رنسی چھتری تھا جو ریاضت اور عبادت کی وجہ سے برہمن کہلایا اور برہمن اور مین بھی چھتری کہلاتے تھے غرضکہ یہ لقب ذات پر نہ تھے بلکہ ہنر اور پیشہ پر تھے جنسے جو پیشہ برہمن - چھتری یا بیس کا اختیار کیا وہ اُس نام سے موسوم ہوا جیسے فی زمانہ بابو کا لقب قومی نہین ہے عہدہ کا لقب ہی جسپر بنگالیون نے زیادہ قبضہ کرلیا ہے (دیکھو ہرمنس پوران)۔

یہان خواہ کیسے ہی اعمال نیک کرین اور اوپر کی اجلی ذاتین کتنی ہی بدی کرین پھر بھی یہ اعلیٰ درجے مین اور وہ نیچے کے درجے مین رہینگے اور برہمن کو کیسا ہی ظالم۔ حرام کار اور زمانے بھر کا بداعمال ہو ہر حال مین بے پوچھے بھنتی ہو اُس سے کوئی مواخذہ کسی قسم کا نہین ہوگا کوئی مشرک خواہ بت پرستی کرے یا نہ کرے جب تک وہ کسی غیر قوم کے ساتھ کھانے پینے سے محترز ہے ہندو دھرم ہے اور خواہ عقائد مین وہ ہندو دھرم کا پابند ہو اور کسی غیر قوم کے ساتھ جہان اُسنے کھانا کھایا دھرم سے باہر ہوا۔

طرفہ یہ ہے کہ برہمن چھتری کے ساتھ اور چھتری بیس کے ہمراہ کھانا نہین کھا سکتا اور شُدر کو تو اپنے شامل کیون کھلانے لگے ہین اور نہ شدر باہم کھا سکتے ہین جس حالت مین یہ سب ایک دھرم رکھتے ہین تو پھر کھانے پینے مین یہ پرہیز حیرت انگیز ہے۔

اہلِ ہنود کے اقوال اور اُنکے افعال مذہبی سب ایسی قسم کے ہین جنکے دیکھنے اور سننے سے نہایت تعجب ہوتا ہے۔

اہل بصیرت آگاہ ہین کہ یہ دھرم اس ملک مین برہمنون کا ایجاد ہے جنھون نے اپنے فوائد اور اغراض نفسانی کی غرض سے یہ مذہب وضع کیا ہے اور ہر ایک عبادت اور ہر کام مین اپنا فائدہ مدنظر رکھا ہے۔ ایک اپنے لیے تو یہ افتخار اقتدار غیر محدود کہ برہمن جو چاہے سو کرے کسی نوع قابل گرفت نہین اور دیگر قومین برہمن کے سوا کسی حالت مین اُس درجے کو نہین پہونچ سکتین۔

جیسا اپنے ہم مذہبونکو مذہبی قاعدے سے برہمنون نے ذلیل و خوار کیا ہے اُسکی نظیر بھی کسی مذہب مین نہین ملتی بھنگی۔ چمار۔ تھوری۔ بھیل۔ باوری۔ سانسی۔ کنجر وغیرہ خاص اُنکے مذہبی بھائی ہین مگر کوئی برہمن۔ چھتری۔ بیس اونسے اپنا پلا تک نہین بھڑاتا۔

ہندو دھرم

آریہ کی آمد

ایک زمانہ ہندوستان کا ایسا بسر ہوا کہ جسمین علم نام کو نہین تھا اور سب آدمی محض جاہل

اور بالکل بھولے بھالے تھے آریہ[1] (برہمن) جو ایران سے آئے یہ لوگ بڑے فیلسوف اور چالاک تھے علم کے سوا شعبدہ بازی بھی بڑے تھے یہان اُنھون نے اقوام ہند کو وحشی اور جاہل دیکھکر جس طرح سے چاہا اپنا مطیع اور فرمان بردار بنایا اور چند اصول ایسے ایجاد کیے کہ جسکے سبب ایک عرصے دراز تک اِنکا راز فاش نہین ہوا۔

یہ قوم آریہ ایران کی نکلی ہوئی اور ستم دیدہ قوم تھی آئین مذہب و سلطنت سے بھی آگاہی رکھتی تھی بادشاہون اور پیغمبرون کی آنکھین بھی انھون نے دیکھی تھین۔

اُس وقت اگر وہ چاہتے تو راج پاٹ کے مالک ہوجاتے مگر وہ جانتے تھے کہ سلطنت رہنے والی چیز نہین باہمی لڑائی اور فساد کی جڑ ہے اور غیر ملک کے حملہ آورون کا مسکن۔

اس دور اندیشی سے اُنھون نے وہ قوانین اور آئین جاری کیے کہ بادشاہی سے زیادہ لطف اور استحکام رہے بڑے بڑے راجے مہاراجے ڈنڈوت کرتے ہوئے برہمنون[2] کے قدمون پر جان و مال قربان کرتے رہین اور نہ غنیم کا ڈر اور نہ راہزن کا خطر۔ زمین سے کوئی تعلق نہین کھا راجہ سے لیکر پرجا تک سبکے اوپر اپنے حقوق فرض کردیے کہ کوئی متنفس مدون ادائے حق برہمن کے نہ روٹی کھاسکے

---

[1] (آریہ) سکندر اعظم کے وقت مین ہرات کا نام آریات تھا قوم آلانی جو کوہ قاف کے اطراف سے ہرات مین مقیم ہوئی اُنکو آلیانات پھر آلیات بعدہ آریات کہنے لگے ایک زمانے کے بعد الانیہ سے آلیہ اور پھر آریہ مشہور ہوگیا اسمین کسی خاص قوم کی تخصیص نہ تھی کل اقوام کے لوگ شامل تھے پنجاب مین آریہ سولہ سو برس قبل عیسیٰ علیہ السلام کے آئے اور ملک مصر سے قبطی اور خطا سے چھتری شام سے ناگ عرب سے جاٹ ہند مین آئے اور یونانی انکے شامل ہوگئے وہ بھی آریہ کہلائے جیسا کہ حال کے زمانے مین انگریز۔ فرانسیس۔ جرمن وغیرہ جو ہندوستان مین اُن کو اہل ہند فرنگی اور صاحب بہادر کہتے ہین۔ اُنسے پہلے ہند مین شیا اور دون خام بن نوح علیہ السلام کی اولاد کی نسل موجود تھی جو کسی قدر نے ڈول اور بہ شکل تھی جنکو آریہ گورے چمڑے والے راکھش کہنے لگے اور اب وہ لوگ گونڈ سنتھال بھیل۔ ماری۔ راوڑی کے نام سے مشہور ہین۔

[2] ابتدا مین برہمن کوئی ذات نہ تھی بلکہ جو لوگ خدا پرست یا مذہبی پیشوا ہوتے وہ اُس نام سے ملقب ہوتے تھے اسیواسطے یہ ممتاز لقب ان نو وارد ایرانیون نے اختیار کیا۔ جو برہمن نہ تھے بلکہ برہمن تھے۔

نہ کپڑا پہن سکے نہ کوئی تقریب شادی وغمی تیر تہوار کی ادا کر سکے ہر بات اور معاملے مین برہمن کا حق لکھدیا۔
برہمنون نے نہ ہندوستان پر قبضہ کیا اور نہ وہ کسی قطعہ زمین کے مالک ہوے اہالیان اور باشندگان ہند کو اُنھون نے نسلاً بعد نسلٍ اپنے لیے مکفول اور رہن کرلیا اور سبکو اپنی جاگیر بنالیا مرد و نکو بھی اپنے ٹیکس سے بری نہین کیا مرنے مارنے کے لیے اہل ہند اور اُنسے محاصل وصول کرنے کے لیے آریہ اُنکو دین و مذہب سے اور اپنے اور اہل ہند کے جہنمی ہونے سے کوئی غرض نہین تھی کسیکا مردہ دوزخ مین جاے یا بہشت مین اُنکو تو اپنے برہم بھوج سے مطلب تھا۔
یہ بھولے بھالے ہندوستانی جو نہ کوئی علم رکھتے تھے اور نہ عقل اُنکی سحر طرازی اور دم بازی مین آگئے اور حسبقدر ناچ اُنکو اُنھون نے نچائے ناچنے لگے۔
آریہ کی کارروائی
مشاہدہ شہادت دے رہا ہی کہ آریہ وہی برہمن ہین جنکے حقوق کل افراد اقوام ہند پر ہین وہی سب سے پہلے مغربی ملک سے جہالت کے زمانے مین یہان تشریف لائے اور مطلع صاف دیکھکر آتے ہی اپنا سکہ جمایا۔
ہند کے سادہ لوحون کے دل مین یہ نقش بٹھایا کہ موت۔ حیات۔ مال۔ اولاد تمھاری سب برہمن کی زبان پر ہے۔
وہی یہ قوم ہے جو کہین **گوڑ برہمن** اور کہین **سرسوتی** اور کہین **اوجھے** اور کہین **چوبے** اور کہین **لشکر نون** کے نام سے ہندوستان مین پھیلی ہوئی ہے۔
ان مین سے بعض تیرتھون کے پانڈے اور بعض مندرونکے پوجاری اور بعض گروجی مہاراج بن بیٹھے ہین
دراصل ایک قوم ہی جو مختلف مقامون مین رہنے سے علیحدہ علیحدہ لقب سے مشہور ہوگئی ہے۔
تاریخ سے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ قوم **قبطی** ہے جو فرعون کی قوم تھی اسکو بعض محقق **سُلانیک** کہتے ہین۔
جیسے اُنھون نے مصر مین فرعون کو معبود کہلوایا ایسے ہی اس ملک ہندوستان مین بہت سے راجون کو مالا پر چڑھوایا جیسا کہ اب تک اہل ہنود **کرشن** اور **رام چندر** جی کا نام جپتے اور خدائی مین اُنکو شریک سمجھتے ہین۔

جسکو اُنھون نے زبردست اور غالب دیکھا اُسی کو اوتار کا لقب بخشدیا۔
ان اجاؤن کا اس لقب سے بڑا فائدہ یہ تھا کہ تمام حایا بزایا جان نثاری کو اپنی نجات کا باعث سمجھتی
بادشاہت کے استحکام اور دوام کا انحصار رعیت کی رضامندی پر ہے اسکے واسطے بادشاہ
کروڑون روپیہ صرف کرتے اور ہزارون طرح کی تدبیرین کرتے ہین اور پھر بھی رعایا کی
رضامندی حاصل نہین ہوتی یہ عظیم فائدہ ایک بات کی بات مین حاصل ہوگیا پھر وہ راجے
مہاراجے پنڈت جی مہاراج کی قدردانی اور اُنکے حقوق کی نگرانی کیون نہ کرتے۔
اُنھون نے راجہ کو اوتار کہلوایا اور راجہ سے خدا بنایا راجہ نے پنڈت جی کو مہاراج کا خطاب
عطا فرمایا "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو"۔
یہی آریہ جو درحقیقت مصر کے باشندے ہین اسوقت تک مصر جی کہلاتے ہین یہ لقب انکی
سکونت اور اصالت کی برملا شہادت دے رہا ہے۔
اسمین شک نہین کہ ہندوستان مین یہ لوگ ایران سے آئے جو اریہ کہلائے غالباً
ایرانیہ کا آریہ ہوگیا ہے جیسا کہ امتداد زمانہ کی وجہ سے ہوجاتا ہے جسکا حال زبان دان
جانتے ہین اور یہ صرف ایک تاویل فی زمانہ دیانندیون نے واسطے رفع الزام کے بتحقیق
کی ہے کہ آریہ مذہب کا نام ہے جسکے معنی نکوکار کے ہین اور یہ مذہب تمام دنیا مین شائع تھا
جسکا کوئی ثبوت نہین اور دعوی بلا دلیل ہے۔
ایک تو مصر کی تاریخ مین فرعون کا واقعہ کہ جب فرعون اور اُسکی قوم دریائے نیل مین غرق
ہوئی تو باقی قبطی بنی اسرائیل کے خوف سے ایشیا مین بحر قلزم کے اس طرف چلے آئے۔
دوسرے ہندو اور مصر کا تعلق جو صدہا برس رہا وہ ہمارے بیان کی تصدیق کرتا ہے۔
ہندوستان کا ملک پہلے زمانے کی حالت مین نہایت محفوظ اور امن کی جگہ تھا کہ تین طرف تو سمندر سے
اور ایک جانب ایک عظیم اور بلند پہاڑ ہمالیہ سے جو دو ہزار میل تک ہندوستان کی ایک
شمالی سمت کو گھیرے ہوے چلا گیا ہے محدود ہے صرف اُسکی مغربی سمت مین ایک

گھاٹی خیبر کی یہان کے داخل ہونے کی تھی جسکی روک کے لیے دریاے اٹک اُس تمام سمت مین اپنے پانچ معاونون کے ساتھ بڑے زور شور سے داخلین کا سدراہ تھا۔ اسی باعث کئی ہزار برس تک مغربی سمت سے کوئی حملہ آور نہین ہوسکا اور جسقدر وقت یہانکے آنے مین تھی اسقدر کسی ملک کے فتح کرنے مین بھی واقع نہین ہوتی تھی۔

پھر زندگی کا کل سامان ایک ہی ملک مین مہیا۔ سب چیزین بافراط یہان پیدا۔ وہ قبطی جو مصائب اُٹھاکر ایران مین آئے اور وہان بھی اُنھون نے معرکہ ارائیان اور لڑائیان دیکھین تو مارگزیدہ از ریسمان سپیچیدہ اُنکا ایک فریق یہان آگیا ملک دیکھا ہندوستان جنت نشان سب طرح مامون اور محفوظ یہین رخت اقامت ڈالدیا اور وہ قدم جمائے کہ ہزارون برس گذر گئے ابتک وہی اعزاز اور وہی احترام اہل ہنود کے نزدیک برہمنون کا ہے۔

انکے وقار اور حسن معاشرت کا شہرہ سُنکر انکے برادر خواہ فسر جو بعد مین وارد ہوئے اور انسے خواستگاری معاش کی کی تو مجبوراً اُنکی گذر کے لیے نئی قسم کے مذہبی ٹیکس سب اقوام ایسی خوش اسلوبی کے ساتھ لگادئے کہ اپنی دچھنا مین کوئی نقصان یا ہرج واقع نہوا اور وہ مزہ بحال اور فارغ البال ہوجائین کسی کو مردہ کے دان پر اور کسی کو سنیچر اور طلا دان پر راضی کرلیا کہ جسم کا صدقہ اور مُردون کی خیرات اور سونے کا دان اُنکو دیا جایا کرے۔

جو قومین بعد مین آئین وہ اگر پہلی قوم سے اعلیٰ اور افضل نہین تھین تو کم بھی نہین تھین مگر چونکہ یہ نئے اختیار نو وارد اور وہ قابو یافتہ اور مختار کل تھے کیا کرسکتے تھے مُردون کی خیرات اور سنیچر دان پر راضی ہوگئے انکے اعزاز اور وقار کے لیے پہلی قوم نے اُنکا لقب اپنے سے زیادہ مہا برہمن (سب سے بڑا برہمن) رکھدیا جو اب کہین اچارج اور کاٹھیا اور ڈاکوت کہلاتے ہین۔

ایک مدت دراز تک ان برہمنون نے بڑے آرام اور عیش کے ساتھ زندگی بسر کی اُنکے احکام آسمانی فرمان سمجھے جاتے تھے بڑے بڑے راجے مہاراجے اُنکے چرن لیتے تھے اور اُنکی رضامندی کو ذریعہ نجات کا جانتے تھے

کئی ہزار برس کے بعد مہابیر سکیا گوتم[1] رکھ پیدا ہوا جسنے قوم کو متنبہ کیا کہ یہ سب فریب ان آریہ کا ہے اور یہ تمھارے ہم قوم نہین ہین غیر ملک کے لوگ ہین جنکو تم سری پوج سمجھتے ہو یہ دھرم کوئی دھرم نہین ہے۔

لے برہمن خود گمراہ اور دھرم بھشٹ ہین تمکو اُنھون نے اپنی اغراض کے لیے گمراہ کیا ہے اور تمکو محض نادان۔ جاہل۔ وحشی سمجھکر دھرم کے پیرایے مین یہ آئین اور قوانین اپنے آرام اور لطف زندگانی کے لیے ایجاد کیے ہین جنکو کوئی دانا قبول نہین کرسکتا۔

جس قدر طریقے پوجا پاٹ کے ہین ان سب مین برہمنون کا اور اُنکی قوم کا فائدہ ہے اسی واسطے مذہبی امور کا زیادہ ٹھاٹھ اُنھون نے پھیلایا ہے اور جملہ رسوم پر اپنا قبضہ کر رکھا ہے

---

[1] (گوتم) گوتم جسکا نام بودھ اور پھر گوتم رکھا گیا ۵۹۶ برس قبل عیسوی کے تھا کول خاندان کی لڑکی سے ساکیا خاندان مین پیدا ہوا بودھ اس سے پہلے بھی ہوگیا ہے اسکے باپ کا نام سودھوان ہے چانا برہمن اسکا مشیر تھا اور بودھ مذہب طوفان نوح علیہ السلام کے ایک ہزار برس بعد خوب ترقی پائی طوفان نوح علیہ السلام کے بعد شریعت نوح پر سب لوگون کا مذہب تھا جسکی بنا توحید مطلق پر تھی پھر وہی مذہب صابی کہلایا اُسکے عقائد تثلیث اور ادریس پیغمبرون سے ملتے تھے کیومرث سے جمشید تک یہی مذہب پایا جاتا ہے اور عرب یونان مصر وغیرہ مین موسی علیہ السلام تک زیادہ تر اسی شریعت کا رواج رہا پھر اسمین بت پرستی شامل ہوگئی۔ بودھ سنسکرت یعنی مازندرانی زبان کا لفظ ہے جسکے معنی مجموعہ حکما اور مجموعہ عقل کے ہین وہ واسطے امور صلاح و انتظام سلطنت کے ایک جمہوری قانون تھا جسکا نام اصول بودھ رکھا گیا تھا مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا اور سب شریعت نوح اور مذہب صابی کے پابند تھے شاکمونی حکیم بودھ مذہب کا پیغمبر مانا گیا ہے جو ملک خطا مین پیدا ہوا تھا مسلمانون کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۶۳۰ برس پہلے۔ تزک ہندجو کالنکا پرکاس کی شرح ہے اسمین لکھا ہے کہ بودھا اوتار کو سمت ۱۹۰۰ تک دو ہزار اٹھ سو تر سٹھ برس گذرے ہین راجا اشوک برادر زادہ راجہ جینک نے اسکو خوب ترقی دی اور لنکا تک پہنچا کر بودھا اوتار اور پدم پوران مین گوتم کو گوتما بودھ لکھا ہے اور یہ گوتم جو بہار مین پیدا ہوا بودھ مذہب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاکمونی جسکو بودھا اوتار کہتے ہین اور اسی کا نام گوتم ہے اس بہاری گوتم سے پیشتر علاوہ ازین اس گوتم کے خیالات فرقے مجوس سے ملتے ہین۔

اپنی فسون سازی اور دم بازی سے تمھاری آنکھون کو انھون نے اندھا کر دیا ہے ۔ مذہب سے تم کو مس تک نہین اسکی بو بھی تمھارے دماغ تک نہین پہونچی تم جیسا احمق تم جیسا بیوقوف دنیا مین دوسرا نہوگا کہ اپنا جان و مال ایک قوم پر نثار کر رہے ہو جس نے تمھارے ساتھ ٹھگائی کر رکھی ہے یہ برہمن ٹھگ سے بھی بدتر ہین ٹھگ کا یہی کام ہے کہ وہ مال لے جان لے مگر یہ جان لیکر بھی پیچھا نہین چھوڑتے تمھارے مرنے کے بعد ورثا کو خوب جھنجھوڑتے ہین ۔

اگر تمکو ذرا بھی عقل رہنمائی کرتی تو تم خود سمجھ جاتے کہ بُت جو تمھارے ہاتھ کے گھڑے ہوے اور بنائے ہوئے ہین اُن پر تُم جل چڑھاتے ہو اُنکا سونہ دھوتے ہو اُنکو بھوگ دیتے ہو کپڑے سلوا کر پہناتے ہو سب طرح تم اُنکی سیوا کرتے ہو اور اُسکو یہ سمجھتے ہو کہ ہم بڑا دھرم کر رہے ہین ہماری برابر کوئی گیانی اور دھرم وان نہین ہے دنیا کے سب اقوام مین ہم ہی سدھ ہین کتنے ہی پاپ کرین جہان گنگا اشنان کیا سب پاپ دُھلگئے **بدری نراین** گئے اور کایا سدھ ہوی **کالی دیوی** کے درشن کرتے ہی سب کلیس دور ہوے ۔

ظالمو ! یہ سب پاپ کے کام ہین جو تمکو نرگ مین لے جائینگے ذرا سی سمجھ کا آدمی بھی تمھاری اِس بیہودگی کو گوارا نہین کر سکتا بُت پرستی سے بدتر کوئی پاپ نہین اور یہ جل چڑھانا بھوگ دینا بُت کو مزین کرنا پھر اُسکو ڈنڈوت کرنا بہروپیون کا سانگ ہے ۔

ای قوم ! آگاہ ہو کہ بت پرستی خلاف فطرت انسانی ہے اُسے ترک کرو اور وحدہ لاشریک کی عبادت کرو جو تمھارا اور ان برہمنون کا مالک اور خالق ہے ۔

برہمنون کی اطاعت اور فرمان برداری سے یک قلم آزاد ہو جاؤ ۔

اُس **جوتی سروپ نرنکار** کی عبادت کرو جسکے نزدیک سب قومین برابر ہین اور اُسکو کسی کی شرکت اپنی خدائی مین نہین بھاتی ۔

اُسکے نزدیک **شدر** اور **ملیچھ** وہی ہین جو اُسکے سوا اُسکی مخلوقات کو مالک اور خالق

سمجھتے ہین اُنکی مکتی ہرگز نہوگی اُنکو نرگ مین جھونک دیا جائیگا اور کہین پناہ نہین ملے گی۔
دنیا چند روزہ ہے ان خویونکے دام فریب مین آکر کیون اپنی اور اپنی قوم اور اولاد کی عاقبت
خراب کرتے ہو مرنا یقینی اور بدیہی امر ہے اور خدا کے یہان اعمال کی جزا وسزا واقع ہونے
والی ہے مصیبت کے دن سے غافل مت رہو اور اس چند روزہ زندگی مین اپنی عاقبت کی فکر کرو
مرنے کے بعد پچتانے سے کوئی فائدہ نہوگا۔

ہمکو غیر اقوام کی تاریخ سے اسکا پتہ نہین ملتا کہ یہ گوتم کون تھا مگر اسمین شک نہین کہ وہ موحد اور خدا پرست تھا
قوم متنبہ ہوئی اور باہم اتفاق کرکے بتونکی پوجا اور برہمنونکی اطاعت موقوف کی۔

گوتمی مذہب کا رواج تمام ملک مین ہوگیا اور برہمنون کو ملک سے نکالنا اور قتل کرنا شروع کیا۔
ایک عرصے تک خوب تلوار چلی اور برہمن بھاگ کر اور جان بچاکر دوسرے ملکون مین چلے گئے۔
مدت دراز تک **بدھ مذہب** کا رواج اس ملک مین رہا اُس وقت علی العموم اور درباری
مذہب یہی تھا کوئی طاقت اُس آریہ قوم کا نہین چلا تمام ملک اُنسے باغی ہوگیا لیکن وہ تاک مین
لگے ہوے تھے اور ہزارون تدابیر کرتے تھے۔

آخر کار چند برہمنون نے چار چھتریون کو شجاع اور تنومند اور اپنے مطلب کے دیکھکر اپنے ہمراہ لیے
اور اُنسے کہا کہ اگر ہماری راے کی مطابق عمل کروگے تو ایک روز تخت سلطنت پر جلوہ فرما
ہوجاؤگے اُنکو عام کے روبرو لاکر یہ ظاہر کیا کہ ہمنے ارمد گر (آبو کے پہاڑ) پر ایک **اگن کنڈ**
(آتش کدہ) بنایا تھا اُسمین چار مورتین ڈالدی تھین سو اُس اگن کنڈ سے **اگن کل** کے
چار چھتری یہ پیدا ہوے ہین جنکو ہم اپنے ہمراہ لائے ہین جو کوئی انکی اطاعت اور فرمانبرداری
کریگا اسکی مکتی ہوگی ورنہ نرگ مین پڑیگا۔

اسپر بہت سے جاہل اُنکے دام تذویر مین آگئے اور اُنھون نے مطلق غور نہین کی کہ یہ دام
فریب کس غرض اور منشا سے بچھایا گیا ہے اور برہمن مہاراج اس آڑ مین کیا شکار کھیلا چاہتے ہین۔
اتفاق اور جہلا کے ہر یونگ سے ایک جم غفیر ہوگیا اور تمام ملک مین غدر پڑگیا اور بدھ والونکو

ہندوستان سے چھانٹنا اور کاٹنا شروع کیا۔

پھر وہی **مورتی پوجن** اور **برہمنی دھرم** اس مُلک مین پھیل گیا اور اُن چارون چھتریون کی نسل **پرمر**[۱] **-چوہان**[۲] **-سولنکھی**[۳] **-پرہار**[۴] کے نام سے موسوم ہوکر فرمان روائی کرنے لگی۔

برہمنو کا فائو

جسوقت ان برہمنون نے اپنی گئی بادشاہت پھر اپنے قبضہ مین دیکھی اور بودھ والون کا نام ونشان اِس ملک سے مٹا دیا تو آیندہ کے واسطے براہ دوراندیشی چند تجاویز ایسی کین جسکے اجرا سے اُنکے مذہب اور ملت کا قیام اسوقت تک موجود ہے۔

(۱) یہ کہ ذاتون کی تقسیم کرکے علیحدہ علیحدہ اُنکے کام مقرر کردئے۔

چھتری راج تلک کے مالک اور وہ سپہ گری کا پیشہ اور سکے ہنر سیکھین۔

بیس - بنج بیوپار - تجارت اور دکان داری کرین۔

شدر - (پنچ ذات جو اُنکے سوا ہین) نوکری - خدمتگاری اور دیگر پیشے کاشتکاری اور مزدوری وغیرہ اختیار کرین۔

ان تینون کو علم سے کوئی سروکار نہین۔

برہمن (پنڈت جی مہاراج) آرام سے بیٹھے ہوئے علم کی پستکین بانچین اور سب طرح کے علوم حاصل کرین اسکے سوا انکا کوئی شغل نہین۔

وحقوق قدیم سے برہمنون کے فرض ہین وہ بدستور جاری رہین اُنکا حفظ اور اُنکا عمل جات کا باعث ہے۔

ب کی طرف سے پوجا پاٹ بھی برہمن ہی کیا کرین اور جنم پتری وغیرہ اور کل مذہبی فرائض اُنکے حقوق دیکر اُنھین سے ادا کرائے جائین۔

بیس صرف حساب بھی - کھاتہ بقدر ضرورت سیکھ لیا کرین باقی علوم سے کوئی سروکار نرکھین یہی سبب ہے کہ کوئی بنیا یا چھتری مذہبی پُستک نام کو بھی نہین جانتا۔

یہ اصول برہمنون نے اسی غرض سے قائم کیا کہ یہ علوم پڑھنے سے ہوشیار اور واقف کار ہوجائینگے تو ہمکو نہین پوچھینگے جہالت کی حالت مین ہی ہماری کاربرآری ہوسکتی ہے۔ اس حالت مین یہ سب طرح سے برہمن کے محتاج جملہ امور مین رہینگے یہی سبب ہے کہ کوئی کام اہل ہنود بدون برہمن کے نہین کرسکتے۔

گوتم رکھ کا واقعہ اُنکے پیش نظر تھا یہ سبق اُنکو وہی تعلیم کرگیا کہ علم کو اپنے قبضے سے علیحدہ کسی کے لیے نہین کرنا چاہیے یہی اپنی کلید اور یہی نوید جاوید ہے۔

تاریخ سے کسی بائس یا چھتری کا بدیاوان ہونا نہین پایا جاتا اسکی خاص وجہ یہی ہے کہ برہمنون کے سوا دیگر اقوام کے لیے مثل زمانہ سابق **یوروپ** کی علم پڑھنا جرم تھا۔

اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان سے علوم جاتے رہے صرف **بیدک۔ جوتش۔ حساب علم ادب** رہگیا جو سنسکرت مین اس وقت تک موجود ہے۔

(۲) یہ قانون وضع کیا کہ کوئی ہندو دھرم جہاز کا سفر کرے جہاز پر قدم رکھا اور دھرم بھشٹ ہوا۔ وہ جانتے تھے کہ خشکی تو ایک ہی جانب مین ہندوستان کے ہے اور سمندر تین طرف سے محیط ہے اور خشکی کا سفر مشکل اور تری کا آسان۔ اگر یہانکے باشندے غیر ملکون مین جائینگے اور اپنے یہان کے انوکھے مذہب پر غور کرینگے تو یہان آکر بدل جائینگے اور لوگون کو نفرت اُس دھرم سے دلائینگے جسکا انجام یہ ہوگا کہ ہمارے قابو سے یہ کمیرے باہر ہوجائینگے اور برہمن پٹر مارے مارے پھرینگے۔

(۳) یہ قانون بنایا کہ کوئی کسیکے ساتھ نکھائے اور پانی اور کھانے اور برتنون مین چھوت ٹھرادی۔ مٹی کے برتن کو اس درجہ حقیر کردیا کہ جو ایکمرتبہ استعمال مین آیا پھر قابل برتنے کے نہین ہوسکتا۔ اُسکی وجہ بھی یہی تھی کہ وہ جانتے تھے کہ دیگر اقوام ایسے برتنون کا استعمال کرتے ہین تاکہ اہل ہنود اُنسے متنفر رہین اور انکے گھر کا پانی تک نہ پئین۔

(۴) دنیا کی سب اقوام کو ملیچھ (نجس و ناپاک) کے لفظ سے تعبیر کردیا کہ دیگر ممالک مین

جو اقوام ہین نہایت ناپاک اور قدرتی نجس ہین اُنسے ہندو دھرم کو ہمیشہ متنفر رہنا چاہیے اگر کپڑے بھی اُنکے کپڑونسے بھڑینگے تو کپڑے اور جسم سب ناپاک ہوجائیگا۔

(۵) گوشت کھانا خود بھی ترک کردیا اور دوسرون کو بھی اُسکی سخت ممانعت کردی۔

ان ضوابط سے غرض یہی تھی کہ اہل ہند دوسرے ملک مین جانے اور دیگر اقوام کے میل جول سے محترز رہین گو ماس بھوجن چھوٹے مگر موہن بھوگ تو ہاتھ سے نجائے۔

واقعی جہالت آنکھون کو اندھا اور کانون کو بہرا کردیتی ہے اور دل کی بصارت جاتی رہتی ہے۔ اہل ہنود نے اُسکو نفاست خیال کیا اور اصلیت پر نظر نہین کی کہ پنڈت جی کے احکام اور قوانین کس بنا پر مبنی ہین اور وہ دھرماتما بنانے کے لیے نہین ہین بلکہ اُنکو اور اُنکی نسلون کو ترقی سے روکنے اور خسرالدنیا والاخرۃ بنانے کے لیے وضع کیے گئے ہین۔

انھین قوانین نے اہل ہند کو کم زور اور ذلیل کیا اور وہ ہمیشہ مغربی اقوام کے ہاتھ سے ذلیل اور خوار ہوے اور اپنی ہزارون برس کی سلطنت کو ہاتھ سے کھو بیٹھے۔

یہی وہ اصول ہین جنکے سبب برہمنی دھرم اس ملک مین ابتک قائم اور برقرار ہے۔

یہ قوم آریہ اور اُنکی نسل بڑی دور اندیش اور خود غرض تھی دولت حاصل کرنے اور عیش کی زندگی کے لیے ہزارون ذریعے معاش کے اُنھون نے اپنے لیے قائم کرلیے کہین تیرتھ کے مقام بنائے تاکہ وہان صوبے صوبے مین ہر سال ہندو جمع ہون اور اپنی اپنی فیاضی سے برہمنون کو مالا مال کرین اور کہین ہوم اور برہم بھوج کے احکام جاری کردئے کہ جب کوئی بیماری مصیبت واقع ہو تو برہمنون کو دان۔ پُن دیا جاے جسمین سونا۔ چاندی۔ مشک۔ زعفران۔ جواہرات ریشمی۔ سوتی پارچہ۔ غلہ۔ مویشی۔ ہتیار ہر قسم کی چیزین داخل کردین جسکی تجویز بھی برہمن کرے۔

ئے دن برہمنون کو جمایا جاے کل خیرات اور صدقات خاص برہمنون کا حق ہے اور کسی کے دینے کا کچھ فائدہ نہین خواہ کوئی کیسا ہی محتاج اور اپاہج ہو صرف برہمن کو دینے کا دھرم ہے خواہ وہ لکھ پتی ہو۔

ایک غریب بیوہ بھی اگر اپنے لیے روٹی پکاے تو اُس مین بھی برہمن کا حصہ ہے۔
اس قدر تہوار مقرر کردے کہ برہمن ہمیشہ دوسرون کے گھر ہی جیمتے رہین اور چلتے وقت جیب خرچ کے لیے دکھشنا (دانت گھسائی) لیکر جائین۔
تمام مندرون اور تیرتھون پر برہمن ہی قابض رہین اور وہان جسقدر چڑھاوے اور نذر و نیاز چڑھے وہ عین المال برہمنون کا ہے۔
برہمن یہ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ یہ اصول وہی لوگ مان سکتے اور تعمیل کرسکتے ہین جو علم و عقل سے بے بہرہ ہون اسواسطے علم کی اجازت کسیکو نہین دی گئی۔
جتنے بڑے بڑے راجا مہاراجہ گزرے انمین سے ایک بھی لکھا پڑھا نہین تھا سب جاہل اور کُندہ ناتراش تھے اسی وجہ سے وہ اس وشنے کے زمانے مین بھی ناخواندہ ہین اور ہندوستان مین ایسا تو ایک بھی راجہ نام و نشان کا نہین ہے جو اپنے مذہبی علوم سے آشنا ہو اور یہی حال اُنکے مصاحبون کا ہے۔
ہمکو کسی قوم کی تاریخ لکھنا مدنظر نہین ہے صرف مختصر طور پر مذہبی خیالات اور واقعی اور بدیہی حالات عام پر ظاہر کرنا مقصود ہے سو اس سے ناظرین خیال کرسکتے ہین کہ یہ اصول اہل ہنود کے کس قدر نفرت انگیز اور تعجب خیز فطرت کے خلاف ہین۔
جو کچھ بھی علم و عقل رکھتا ہوگا وہ ہرگز ایسے لغو اور بیہودہ عقائد کو پسند نکریگا فوراً سمجھ لیگا کہ یہ دھرم کرم کچھ نہین ہے صرف برہمنون کی شکم پری کی باتین ہین اور قوم کے لیے گمراہی اور بے دینی کی گھاتین۔
شکر ہے کہ اُس زمانے مین انگریزی تعلیم کے اثر نے انکو کسی قدر متنبہ کیا ہے اور کچھ لوگ نئی روشنی کے جو اپنے کو آریہ سماج کہتے ہین کسی قدر آگاہ ہوے ہین جنکا پیشوا **سیامی جی پنڈت سری دیانند سرستی جی** پہلا شخص ہے جسنے اہل ہنود کو آگاہ کیا کہ بید جسکو تم آسمانی کتاب کہتے ہو وہ بتون کی پرستش کا حکم نہین دیتا ہے۔

یہ مورتین جو مندرمین قائم کررکھی ہین جنکی پوجا بڑے خلوص سے کرتے ہو محض گمراہی ہے انکو توڑو جلادو خاک مین ملادو اور جوتی سروپ نرنکار کی پوجا کرو جو تمھارا اور ان تبون کا خالق اور مالک ہی۔

یہ دھرم جو رائج ہی بالکل بید کے خلاف ہی اس سے مکتی ہرگز نہو گی۔

یہ فطرت کا پہلا مسئلہ ہی جسکی اشاعت کے واسطے سیامی جی نے سب جگہ کتھا کہی اور اہل ہنود کو برانگیختہ کیا۔

اگرچہ اسکا رواج کچھ زیادہ نہین ہوا اور کسی مقام سے بُت نہین اُٹھائے گئے لیکن خیالات مین اہل ہنود کے کچھ تغیر ضرور آگیا اور جو لوگ سیامی جی کے مقلد ہین وہ بُتون کی پرستش سے بیزار اور متنفر ہین اور وہ اُنکو ایسا ہی سمجھتے ہین جیسا کہ دیگر مذاہب کے لوگ جس سے امید ہے کہ آیندہ کو ان خیالات کے ترقی پانے سے بتون کی پوجا اس ملک سے بالکل اُٹھ جائیگی کیونکہ علم اپنا قبضہ ہر جگہ اور ہر قوم پر کرتا جاتا ہی اور جو باتین پہلے لوگون کو معلوم نہ تھین وہ علم کی بدولت اچھی طرح سے واضح ہوتی چلی جاتی ہین غیر ملکون کا سفر بھی اہل ہنود کرنے لگے ہین۔

مگر افسوس کہ سیامی جی نے بُت پرستی سے تو مخالفت کی لیکن معرفت الٰہی کے مسئلے مین بھی کھنڈت ڈالدی کہ جسطرح باری تعالیٰ کا وجود قدیم مانا ہے اسی طرح مادۂ علم اور ارواح کو بھی قدیم بنادیا جس سے بے شمار واجب الوجود بن گئے اور خداوند تعالیٰ کا قادر مطلق ہونا جو مذہب کا رکن اعظم ہے باطل ٹھہر گیا۔

تاہم جو عقائد مذہبی بے اصل تھے اُنکی کسی قدر حقیقت اہل ہنود کو دریافت ہونے لگی ہے۔

اس زمانے مین علم وہ کام کر رہا ہے جو کسی زمانے مین تیر و نیزون سے نہین ہو سکتا تھا علم کا کام جہالت مٹانے اور خیالات کے درست کرنے کا ہے اور اب علم کا دور دورہ ہے سو جھوٹے مذہب بہت جلد اب دُنیا سے اُٹھنے والے ہین اور وہی مذہب سرخرو اور قابل قدر رہیگا جسکے اصول نہایت پختگی اور ثبوت کے ساتھ یہ ظاہر کرینگے کہ یہ خدائی مذہب موافق فطرت ہی۔

یہ حجاب اکبر جو تقلید آبائی نے آنکھون پر ڈال رکھا ہے کوئی دن کا ہی جس قدر زوال دن بدن

اہل ہنود کے مذہب کو ہے اور ہوگا اس سے زیادہ کسی مذہب کو نہین اور ہونا ہی نہ
جھونٹ ہمیشہ نہین چل سکتا کاغذ کی ناؤ ایک ہی دفعہ پانی مین چل سکتی ہے۔
کوئی بھی پہلو اس ہندو دھرم کا عقل کی موافق نہین ہے جسقدر اصول اور فروع ہین سب ہی لغو
اور بیہودہ ہین مذہب کی بو تک اُنکے دماغ کو نہین لگی بھیڑونکے ریوڑ کی طرح وہ آبائی تقلید کے
ڈگر پر پڑ لیے ہین اور اُسکو مذہب سمجھ رکھا ہی جو جہنم کا راستہ ہے۔
دراصل اہل ہنود کو مذہب کی جانب رغبت نہین ہے دُنیا نے اُنکو اسقدر غافل اور ملوث کر رکھا
کہ وہ رات دن معاش کی فکر مین سرگردان اور پریشان رہتے ہین اور کچھ خیال اُنکو اس بات کا نہین
ہی کہ موت سر پر سوار ہے دنیا رہنے کا مقام نہین ہے یہان کا قیام ایسا ہی ہے جیسا اسٹیشن کا قیام
کہ وہان مختلف اقوام کے لوگ جمع ہو جاتے ہین کوئی دو گھوڑونکی اور کوئی چار گھوڑون کی اور کوئی
ریل گاڑی کی بگھی مین سوار ہو کر وہان اُترتا ہے اور کوئی پیادہ پا اپنا استر بستر بھی سر پر لیے
جانے کے ارادے سے آتا ہی وہان اس تھوڑے سے قیام مین آکر کسی کو بیٹھنے کے واسطے کرسی
درکھانے کو شیرینی اور میوے ملے تو کیا اور جو کسی نے بے فرش زمین پر پڑ کر باسی روٹی کھا کر
دو گھونٹ پانی پیکر گذر کی تو کیا گاڑی کا سفر سب کو برابر ہے اور وہ اسٹیشن کا مکان ہمارے
باپ کا نہین جسپر ہم کوئی فخر یا گھمنڈ کرین۔
رسمی اور تقلیدی طور سے اہل ہنود مذہبی عمل کرتے ہین مگر دلی سعی اور تجسس مذہب کی جانب
مطلق نہین ہے اور وہ آنکھ اُٹھا کر بھی نہین دیکھتے کہ ہم کیا کر رہے ہین۔
صاحبو! اس ناپائدار زندگی پر جو تم بھولے ہوے اور مغرور پھرتے ہو اسکے قیام اسٹیشن
کے قیام مین صرف تفاوت تو اسیقدر ہی کہ اسکے قیام کے منٹ اور اسکے قیام کے برس مگر
فطرت نے تمکو اسقدر آگاہ اور متنبہ کیا ہی جسکی انتہا نہین ہزارون مشاہدات اور بدیہیات کو تمھارے
عبر کے لیے ہر دم پیش نظر کر دیا ہی کہ کسی طرح سے تمھاری آنکھین کھلین اور تم اس مست خواب سے
ہوا ور خدا کی جانب دل لگاؤ اور اسکے پاس پہونچنے سے پہلے اُسکے احکام اُسکے فرمان اُسکے او

اُسکے نواہی سے واقف ہو جاؤ اور اسکے مطابق تعمیل کرنے کو اپنی نجات کا باعث سمجھو لیکن تم ایسی میٹھی نیند مین مست اور سرشار ہو کہ کروٹ تک نہین لیتے گویا کہ سانپ سونگھ گیا ہے جھوٹے اور وضعی مذہب کی پیروی کرتے ہو اور اُسپر ایسا تمنے اعتماد کر رکھا ہے کہ چھان پھوڑ اُسکی کچھ نہین کرتے کھانے اور پینے کی احتیاط کو تمنے اپنا مذہب سمجھ رکھا ہے اصول کی تمکو خبر تک نہین کہ مذہبی اصول کیا ہین۔

یہ کھانے پینے سونے جاگنے چلنے پھرنے کی خواہش تو حیوانات مطلق مین بھی ہے پھر کیا تم انکی ہی برابر رہنا چاہتے ہو جس منشا اور مطلب کے لیے تمکو دنیا مین بھیجا گیا ہے اور آدمیت کا خلعت تمکو پہنایا گیا ہے صاحبو! اُسکا دل سے خیال رکھو اور اُس سے غافل مت رہو۔

عمر تین تمکو ایسی ناکافی نہین دی گئین کہ جسمین تمکو دنیوی امور سے فرصت نہ ملتی ہو کہ تم گیان دھیان مین تھوڑا سا وقت صرف کرو بہت سا حصہ تمھارے اوقات کا محض فضول اور مشاغل لایعنی مین برباد جاتا ہے۔

تمھاری مجلسون مین دنیا بھر کے بکھیڑے ہزار طرح کے جھگڑے طے ہوتے ہین اور رات دن دنیا کے کمانے مین تمکو آرام کی فرصت بھی نہین ملتی مگر تم کبھی بھولے سے بھی اس طرف غور نہین کرتے کہ مہادیو اور سری کشن کون تھے اُنکے افعال اور اقوال کیا تھے اُنکی تعظیم اور پرستش کیون کی جاتی ہے اُنکے واقعی حالات کیا تھے دیوتا اور اوتار کا عقیدہ قابل تسلیم ہے یا نہین اس سے ذات باری تعالی پر کیا الزام عائد ہوتا ہے

مندرون مین جو مورتین سلا دٹونکے ہاتھون کی گھڑی ہوئی ہین وہ عظمت اور ڈنڈوت کی قابل کیسے ہو سکتی ہین۔

دریا کے پانی سے اشنان کرنے سے کیسے گناہ رفع ہو سکتے ہین سری ماتا اور لچھمی کسطرح ہمارے گناہونکا بار اُٹھا سکتی ہین دیوی کیا ہے کالی بھوانی کون بلا ہے۔

سب سے اعلی فرض انسان کا یہ ہے کہ وہ معرفت الہی کو دریافت کرے جب اسی کا حال

کلو معلوم نہوا تو یہ زندگی اور مال دولت سب اکارت ہے۔
دنیا مین رہکر تمنے کیا کیا پیٹ تو اپنا جانور بھی بھر لیتے ہین اس حالت مین تم اُنسے بھی بدتر ہو
نسے کوئی مواخذہ نہین اور تم سے ہر ایک بات کی گرفت ہوگی۔
یہ دولت اور یہ ثروت اور یہ حکومت کچھ کام نہ آئیگی اُلٹا وبال جان اور آفت کا طوفان اُٹھائیگی
اُسوقت کا افسوس تمکو کچھ فائدہ نہ دیگا۔
تمنے دُنیوی امور مین اپنے باپ دادا کا چلن بالکل چھوڑ دیا کوئی برہمن اور مہاجن نہ
نہین کرتا تھا اب قوم کی قوم نوکری پر جان دیتی ہے پوشاک خوراک تمھاری سب بدل گئی کوٹ
پتلون سوڈھا واٹر برانڈی کا علی العموم رواج ہے اسکو ہرگز آبائی طرز کے خلاف نہین سمجھتے اور نہ
ایسا عمل کرنے مین کوئی دوس خیال کرتے ہو لیکن مذہبی عقائد وہی چلے جاتے ہین اور برہمنون
کے دام فریب سے رہا ہونے کو جی نہین چاہتا اسی گمراہی مین خود مبتلا ہو اور اپنی آیندہ نسلکو
بھی اسی گمراہی کی وصیت کرتے ہو۔
دراصل اہل ہنود مین وہ مادہ ہی نہین ہے دوسرے مذہبونکی تحقیق تو وہ کیون کرنے لگے ہین
خود اپنے مذہب کی پُستکین اور پوتھیان بھی وہ نہین بانچتے
جو عبادت وہ کرتے ہین اُس پر یہ غور نہین کرتے کہ ہمارے یہان کیا سند اس عقیدے اور عبادت
کی ہے یہ جو طریقہ پوجا کا رائج ہی کہانتک پایہ ثبوت رکھتا ہی یہ نوش ہے یا نیش زہر ہے یا امرت۔
دنیوی ترقی کے واسطے وہ بڑی بڑی کوششین کرتے ہین اور واقعی دنیا کی ترقی مین وہ بہت
بڑھے ہوے ہین لیکن جیسے وہ دنیا کمانے مین دیگر اقوام ہند سے سبقت لے گئے ہین ویسے ہی
مذہب مین سب سے ہیٹے اور پس ماندہ ہین اُس کی جانب ذرا بھی اُن کو رغبت نہین جہان
اُن کو ہمیشہ رہنا ہی۔
تھوڑی سی نے بنیاد زندگی کے لیے دنیوی علوم حاصل کرکے بڑے بڑے پاس کرتے ہین مگر
دائمی زندگی کے لیے ایک کتاب بھی نہین پڑھتے۔

سنسکرت[1] جسمین اصول اُنکے دھرم کے ہین اُس سے محض ناآشنا ہین اور وہ نام کو رہگیا ہے نہایت ہی کم مقدار کے آدمی اُسکی تحصیل کرتے ہین اور جو کرتے ہین وہ جوتش حاصل کرکے دنیا کماتے ہین اصول اور عقائد پر بھی حاصل نہین کرتے۔

ایک زمانہ عنقریب ایسا آنے والا ہے کہ اُنکی مذہبی پستکین اور وہ چارون بید[2] جنکو وہ آسمانی کتاب سمجھے ہوئے ہین ترجمہ ہوکر شائع ہوجائینگے اس وقت اُنکو یہ راز سربستہ خود بخود کھلجائیگا

---

[1] (سنسکرت) اصل اسکی سہنسکرت ہے سہنس قدیم مازندرانی زبان کا لفظ ہے ساکنان مازندران دنیا مین دیو بولے جاتے تھے اسی واسطے وید کو دیوناؤن کی زبان لکھا جاتا ہے سہنس کے معنی ہزار کے ہین اور کرت کے سریانی زبان مین بار۔ مرتبہ اور مدت کے ہین چونکہ یہ زبان طوفان نوح علیہ السلام سے ایک ہزار برس کے بعد جاری ہوئی اسواسطے یہ نام ہوا اس مین سریانی۔ عبرانی۔ عربی۔ دیہاتی۔ پہاڑی وغیرہ زبانین شامل ہین قدیم زبان آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک سریانی تھی طوفان کی چھٹی صدی مین ہود عبیر نے جو قوم عاد کا پیغمبر تھا زبان عبرانی جاری کی ساتوین صدی مین ہود عبیر کے پوتے یعرب نے عبرانی کو نئی ترتیب یلیون کے ساتھ فصیح بناکر عربی جاری کی اور پارسی زبان جو سنسکرت سے مشابہت تمام رکھتی ہے اسکی وجہ یہی ہے کہ ملک پارس مازندران سے ملا ہوا ہے اور پارسی پارس بن ہوشنگ نبیرۂ کیومرث بن سام بن نوح علیہ السلام نے طوفان کی پانچوین صدی کے اخیر مین جاری کی۔

[2] (بید) مولف وجھ پرکاسا احمیر اور دیگر مورخ اقراری ہین کہ بیاس جی نے اپنے شاگردون رج۔ یجس۔ سامن۔ اتھرونا سے زند واوستا کا ترجمہ کرایا جسکی تعلیم اُنھون نے زردشت سے بلخ جاکر حاصل کی تھی اُن چارون ویدون کو اپنے شاگردون کے نام سے موسوم کیا رج سے رگوید۔ یجس کے نام سے یجروید اور سامن سے سام وید اور اتھرونا کے نام پر اتھرین وید نام رکھے گئے اور بیاس جی کا خطاب وید بیاس ہوا ان ویدون کو تالیف ہوئے ساڑھے تین ہزار برس ہوئے زند واوستا کے مضامین کے مطابقت ویدون کے ماخذ کی شاہد ہے اور جبھی سے اہل ہنود مین اگ کی تعظیم شروع ہوئی۔ وید کے معنی علم۔ دانائی۔ واقفیت کے ہین۔

اور وہ جان لینگے کہ ہم اور ہمارے بزرگ سخت گمراہی مین تھے اور جسکو ہمنے امرت سمجھا تھا وہ بکل سنکھیا تھا اور جسے سنکھیا گمان کرکے نفرت کرتے تھے وہی امرت نکلا۔

اچھے کو بُرا بُرے کو اچھا سمجھے	کتنی یہ بُری سمجھ ہے اچھا سمجھے

برہمنون نے ایک چالاکی یہ کی کہ تاریخی حالات یہان کے اور نیز اپنے قلم بند نہین کیے ضرور ہے کہ یہان خدا پرست اور مقدس بزرگ بھی ہوے ہون اور اُنھون نے لوگونکو ہدایت کی ہو کیونکہ اہل ہنود مین کوئی بات کسی مذہب کی اور کوئی کسی مذہب کی جو پائی جاتی ہے جسکا حال آگے معلوم ہوگا اُسکی وجہ یہی ہے۔

یہ بھی قیاس مین نہین آتا کہ جو طریقہ عبادت کا اُسوقت رائج ہے وہ قدیم ہے بلکہ عبادت کا طریقہ بھی مختلف رہا ہے۔

راجہ رام چندر جی کے زمانے اور اُنسے پہلے عہد مین پرستش کا دوسرا طریقہ ضرور ہوگا اسی طرح **سری کرشن** جی کے بعد اور اُنسے سابق کے زمانے مین عبادت اور ہی وضع پر ہوگی۔

مگر اسمین شک نہین کہ علی العموم مورتی پوجن اہل ہنود کا اصول رہا ہے اور کھانے پینے کی احتیاط کو عقائد پر مقدم رکھا گیا ہے۔

جو کسی نے مہادیو کی پرستش ترک کرکے راجہ رام چندر جی یا سری کرشن جی کا نام جپنا شروع کیا تو اُس سے کوئی تعرض نہین کیا گیا لیکن کھانے پینے مین اگر کوئی بے احتیاطی وقوع مین آئی تو اُسکو ہندو دھرم سے فوراً خارج کیا گیا غرض کہ اہل ہنود کے یہان متمم بالشان امر کھانا پینا ہے جو دوسری قومون کے میل جول اور ربط ضبط کے لیے ایک بڑی دیوار حائل ہے برہمنون کو مذہب سے تو غرض تھی نہین جو اُسکی پابندی کا خیال ہوتا اُنکو تو اپنی وچھنا اور برہم جھوج سے سروکار تھا اسواسطے اُنھون نے اُسی کا زیادہ التزام کیا عقائد مذہبی کی اُن کو کیا پروا تھی۔

گوشت کی وید مین کہین ممانعت نہین ہے بلکہ **ماس بھوجن** کو سب کھانون مین افضل لکھا ہے اور سب اوتار اور دیوتا نے گوشت کھایا ہے لیکن برہمنون نے یہ سمجھکر کہ دنیا کی کل اقوام اُسکو بغبت تمام کھاتی ہین ذبیحہ کو گناہ قرار دیا کہ یہ جیو ہتیا ہے تاکہ غیر اقوام سے اہل ہنود پرہیز اور نفرت کرین اسی مین اُنکا مدعا وابستہ تھا چھتریون کی گوشت خواری کے مجبورًا وہ روادار ہوئے کیونکہ وہ فرمانروا اور جنگجو قوم تھی اس سے اُنکو مستثنےٰ کردیا گیا۔

یہ بھی ایک تعجب کی بات ہے کہ برہمن - چھتری - بیس اور شدر ایک مذہب کے تابع اور پیرو کار اور پھر اُنکے باہم کھانے پینے اور عبادت مین یہ اختلاف اور پرہیز اور اصرار کہ برہمن چھتری کے یہان کا کھانا نہین کھاسکتا اور نہ بنیا شدر کے ہاتھ کا کھانا کھاسکتا ہے۔

چھتریون کو گوشت مباح اور برہمن اور بیس کو حرام - لیکن برہمن ہین بڑے ہوشیار کچھ لوگون نے اس عمدہ غذا کے کھانے سے پرہیز کیا تاکہ اسکا رواج ہو مگر **فوجی کشمیری بنگالی** - برابر نوش جان فرماتے ہین اور شدر مین تو کوئی پرہیز ہی نہین ہے البتہ بیچ مین مارے گئے بچارے بنیے کہ عمدہ غذا سے بھی محروم رہے اور برہمن کے درجے کو بھی نہین پہونچے گوشت چھوڑنے سے بالکل بزدل ہوگئے۔

ہندوستان کی جمیع اقوام مین بنیون سے زیادہ ڈرپوک کوئی قوم نہین ہے تلوار بندوق بڑی چیز ہین میدان مین ایک اجپوت یا دوسری قوم کا ٹھگنا آدمی دس بنیون کو پچاہے سو کرسکتا ہے۔

یہ قوم ہرگز لڑائی کے کام کی نہین ہے جرأت اور بہادری نام کو اُن مین نہین ہے یہ طفیل برہمنون کا ہے جنھون نے اُنکو اس درجہ نامرد اور بزدل بنایا ہے۔

اپنی نسل خدا کو رکھنے منظور تھی جو پیشوایان مذہب نے گوشت کے ساتھ جانورون کا دودھ حلال رکھا اُنکو تو یہ سمجھ نہین تھی کہ دودھ خون سے بنتا ہے جو برہمن مہاراج اسکا بھی اظہار کرکے دودھ کو حرام کردیتے تو بس بنیون کا خاتمہ ہوا تھا۔

گوشت کی ممانعت پہلے اس طرح سے نہین تھی بڑے بڑے بھگت اور رشی برنجت تمام اسکو کھاتے تھے نالندا وہ سرے عہد برہمنی مین گوشت کھانے کا انتظام کیا گیا بودھ والون کے یہان گوشت خواری اور مورتی پوجن جرم تھا انکے دھرم مین دونون کا عمل درآمد تھا جو نہین بودھ مذہب کی یہان مغلوب ہوکر رہین مورتی پوجن برہمنون کا انکو اختیار کرنا پڑا اور گوشت نہ کھانے کا طرز برہمنون کو بودھ والون کا پسند آیا ہم یہ نہین کہہ سکتے کہ فریقین کے باہم ایک مدت تک جدال وقتال رہی تو اُس پر یہ فیصلہ ہوا کیونکہ ہمارے پاس وہ صلحنامہ نہین ہے جو اُنکے باہم ہوا تھا مگر اسمین شک نہین کہ جب برہمنون نے دوبارہ بودھ والون پر غلبہ پایا اور ہزارون لاکھون کو اس ملک سے نکالدیا تو جو لوگ یہان بودھ مت کے رہے وہ بہر نوع دب کے رہے اور دبنے کی حالت مین فریق غالب نے سخت شرائط پر ان لوگونکو اس ملک مین رہنے کی اجازت دی ہوگی برہمنون کا اصل اصول بُت پرستی تھا اسی شرط کو انھون نے بودھ والون سے منظور کرایا اور بودھ والون کا بڑا اصول جیو رکھشا تھا وہ برہمنونکو قبول کرنا پڑا جسکی تعمیل سب سے زیادہ بنیون نے کی خواہ اپس کی مجادلت اور موانست نے جو عرصے کے بعد ایک جگہ رہنے سے ہوگئی بت پرستی کا رواج بودھ والون مین کردیا جیسے پردے کا رواج اہلِ ہنود مین قطعی نہین تھا اور لباس بھی انکا اور ہی وضع کا تھا مسلمانونکی مجانست سے انھون نے پردے کی رسم اختیار کی اور انھین کا لباس زیب تن کیا۔

اب جو بودھ مت والے جینی دھرم کے نام سے مشہور ہین وہ بھی علانیہ بُت پرستی کرتے ہین اور پارسناتھ جی کی مورت اپنے مندرونمین نصب کرتے اور پوجتے ہین جسطرح سے برہمن چوبیس اوتار کو خدائی مین شریک کرتے ہین ایسے ہی وہ چوبیس تیرتھنکر کی نسبت یہ عقیدہ رکھتے ہین اور بھجن گاتے اور پوجا کرتے ہین الغرض برہمنون نے بودھ والونکو بھی اپنی مت کا کرلیا جیسے وہ مشرک ہین ایسے ہی جین والے ہین۔

جیو ہتیا کی احتیاط مین تو اس درجہ مبالغہ اور غلو کیا ہے کہ مونھ کو ہر دم بندھا رکھتے ہین

اپنے ہاتھ سے روٹی نہین پکاتے صاف پانی نہین پیتے تیل کھیل برتنون کا دھوئون گھرون سے مانگ کر لیجاتے ہین اسی کو پیکر زندگی بسر کرتے ہین جوتا نہین پہنتے نہ بال سر پر رکھتے ہین کہ جوئین پڑینگی غسل بالکل نہین کرتے اور نہایت ناپاک رہتے ہین انکے افعال اور اقوال ناشایستہ ناگفتہ بہ ہین۔

ان مین سے جو فریق ایسا ہے وہ بالکل تارک الدنیا علانیہ رہتا ہے عورتین بھی اس مذہب کی سر منڈوا کر اس پنتھ مین شامل ہو جاتی ہین اور آزادانہ طور سے رہتی ہین اور بے پردہ دربدر روٹی مانگتی پھرتی ہین۔

یہ ڈونڈیا پنتھ عجیب قسم کا ہے۔

بھیک مانگنا جو بدترگناہ ہے وہ انکے نزدیک اعلیٰ درجے کا حسن عمل ہے۔

کسی کو کوئی ظلم یا کبیرہ گناہ کرتے ہوئے دیکھکر روکنا انکے یہان بڑا گناہ ہے۔

یہ لوگ گھر واسہ بھی نہین کرتے عورتین اور مرد مجرد رہنا ثواب سمجھتے ہین مگر عورتون اور مردون کا ایک جگہہ مجتمع رہنا گناہ نہین خیال کرتے

جب اس پنتھ مین کوئی مرد یا عورت داخل کی جاتی ہے تو اس پنتھ کے گرو جمع ہوتے ہین اور بڑی خوشی کرتے ہین عورت کے سر کے بال کھسوٹ کر اوسکا سر صاف کر دیتے ہین اور پھر اپنے طریق مین اسکو داخل کر لیتے ہین۔

اہل ہنود کی بیوہ عورتین اکثر اس پنتھ مین شامل ہو جاتی ہین۔ اور خویش و اقارب سے کنارہ کر کے گھر بار چھوڑ کر ایسے لوگون مین جا ملتی ہین اور انھین کے ساتھ زندگانی بسر کرتی ہین۔

اب مین ناظرین کو اس جانب متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ جن کو اپنے مذاہب کی نسبت یہ دعویٰ ہے کہ ہمارے مذہب موافق قانون فطرت ہین اور ہم خدائی دین کے تابع فرمان ہین۔

یہود۔ نصاریٰ۔ مسلمان تینون مذہبون کے دعویدار اپنے اپنے مذہب کو دین حق اور بموجب فطرت کے کہتے ہین اور تینونکے پاس جو مذہبی قانون ہے اُسکو آسمانی کتاب بتلاتے ہین اور یہ تینون مذہب تمام روے زمین کو گھیرے ہوے ہین کسی ایک ملک یا ایک قطعہ زمین مین محدود نہین ہین۔

یہ تینون مذہب خدا کو خدا سمجھتے ہین اور انبیا کے اور اُنکی رسالت اور وحی کے قائل ہین اور قیامت کا ہونا بھی مانتے ہین۔

تاریخ سے اِن تینون مذہبونکی اصلیت ابتداے آفرینش بنی نوع انسان سے پائی جاتی ہے اور تینون کے نزدیک یہ امر مسلم ہے کہ سب سے پہلا انسان **حضرت آدم** علیہ السلام اس زمین پر آیا جسقدر انسان ہین سب اُسی کی اولاد ہین اُسی کو موس **آبا** اور دیگر مشرکین **آدا** اور **مہادیو** کہتے ہین۔

اُسکی پیدائش اور دنیا مین آنا اور **وحدانیت** اور **رسالت** کا قائل ہونا بھی تینون مذہبونکے نزدیک ایک ہی طرح سے ہے جسمین کچھ تفاوت نہین۔

آدم علیہ السلام کی رسالت بھی تینونکے نزدیک مسلم ہے اور تینونکے یہان ایک ہی نام ہے۔

یہود کے یہان **موسیٰ** علیہ السلام تک اور **نصاریٰ** کے یہان حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام تک اور **اہل اسلام** کے نزدیک **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم تک نزول وحی کی حد ہے۔

ان تینون کی کتابین آسمانی ایک دوسری کی تصدیق اور واقعات کا حال ایک ہی وضع اور نام سے ظاہر کرتی ہین۔

توریت مین تشبیہات زیادہ **زبور۔ انجیل** مین کم اور **قرآن** بالکل مفصل ہے۔

توریت۔ زبور۔ انجیل مین کنایون اور اشارات مین اکثر مطالب کا

اظہار کیا گیا ہے جسکے سبب کسی نے کچھ اور کسی نے کچھ مطلب سمجھا اور باعث اختلاف کا ہوا لیکن قرآن مین اصولِ ایمان کو جن پر مذہب کا دار و مدار ہے ایسی وضاحت اور تفصیل سے بیان کیا ہے کہ جس سے سامع کو کوئی اشتباہ کسی قسم کا نہین رہتا نہ تاویل کی ضرورت ہوتی ہے۔

فروعات مین بعض بعض کلمات البتہ اس طرح کے ہین کہ جنکے معنی مین تاویل کی جاتی ہے اور کوئی کچھ اور کوئی کچھ معنی لگاتا ہے مگر اس سے کوئی وقت واقع نہین ہوتی بلکہ باعث آسانی اور سہولیت کا ہے کہ عاقل جس پر چاہے عمل کرے۔

سب سے پہلے ہمکو وہ اصول قائم کرنے چاہیین کہ جو از روے فطرت مذہب کے لیے نہایت ضروری اور مہتم بالشان امور ہین پھر دیکھنا چاہیے کہ وہ کس مذہب مین پائے جاتے ہین اور کس مین نہین۔

اول اصول اور لب لباب اور سب سے بڑا مسئلہ خداوند جل و علی شانہ کے وجود کا ہے کہ ہم اُسکی ذات کو تسلیم کرین کہ وہ مالک اور خالق روے زمین اور تمام عالمون کا ہے اور وہ ہم سے ہر قسم کا مواخذہ کرنے والا اور ہمکو عذاب و ثواب دینے والا ہے کسیکو اُسکے حکم مین دخل نہین سب اُسکے تابع فرمان ہین ایک ذرہ نے اُسکے حکم کے ہل نہین سکتا اور جو اوصاف مُسمین ہین وہ کسی مین نہین۔

یہ ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ فطرت خود ہمکو بتلا رہی ہے کہ کوئی ہمارا خالق ایسا ہے کہ جسنے یہ کارخانہ بنایا ہے اور سب کا وہ مالک ہے اُسی کی بادشاہت آسمانون اور زمین مین ہے اور جو کچھ اُسکے اندر ہے وہ اُسی کے قبضۂ قدرت مین ہے وہ سب سے نرالا اور یگانہ ہے نہ کوئی اُسکا شریک و عدیل ہے اور نہ کوئی مصاحب اور وزیر۔

وہ قدیم ہے جسکو کبھی کسی قسم کا تغیر تبدل نہین ہوگا جس حالت مین ہے اُسی حالت مین ہمیشہ رہے گا۔

نہ اُسکے واسطے مکان کی ضرورت ہی نہ قیام کی حاجت ہے نہ وہ جنم لیتا ہی اور نہ اولاد رکھتا ہی
نہ اُس کے ماں باپ ہے اور نہ بیوی اور نہ خاندان نہ خویش نہ اقارب ہے وہ انسانی
صفات سے بالکل مبرا اور منزہ - اور فطرتی اوصاف سے قطعی معرا -
تمام عالم رائی کے دانے کی برابر ہر دم اُسکے پیش نظر ہے -
نہ وہ کسی کی عبادت کا محتاج ہے اور نہ ارام و راحت کی اُسکو احتیاج -
سب کو فنا ہے مگر وہ ذات جیسی ہے ویسی ہی ہمیشہ رہیگی نہ اُسکے واسطے پہلے سے
کوئی وقت ہی اور نہ آیندہ کے لیے اُسکو وقت کی ضرورت ہے -
وقت بھی اُسکی ایک مخلوق ہے جیسی کہ روح اور جمیع کائنات اُسکی مخلوقات ہی -
جب تک ہم ایسی ذات کو بصفات بالا تسلیم نہ کرینگے فطرت کا مسئلہ حل نہین ہوگا -
کیونکہ جب کسی چیز صنعتی یا علمی پر ہم نظر ڈالتے ہین تو ہمارا فطرتی خاصہ یہ ہے کہ ہمکو اُس
شے کے دیکھنے سے اُسکے واضع اور صانع کی قابلیت کا اندازہ فورًا دریافت موجاتا ہی -
جسوقت کوئی کل یا کوئی کتاب ہماری نظر سے گذرتی ہے تو اُسکو دیکھکر ہم اُسکے
صانع اور مصنف کو گو آنکھ سے نہ دیکھین مگر عقل سے ہمکو اُسکی لیاقت اور قابلیت کا
علم ہوے بدون نہین رہتا پھر کیا وجہ کہ لاکھون کروڑون قدرتی اشیا کو ہم دنیا مین
اپنی آنکھ سے دیکھین اور اُسکے صانع حقیقی نے جو لاکھون صنعتین قسم قسم کی اسمین خفیہ
اور جلانیہ رکھی ہین اُنکو دیکھکر اُسکے صانع سے منکر ہو جائین -
ایسا کرنا فطرت کے محض خلاف ہوگا -
ہماری عادت ہی یہ واقع ہوئی ہے کہ ایک نقش کے دیکھنے سے بھی فورًا نقاش کا خیال
یقین کے ساتھ ہمارے دل مین آجاتا ہے -
پس یہ خیال جین فطرتی خیال ہے جو ہم سے کسی حالت اور کسی وقت مین کسی طرح
سے رفع نہین ہو سکتا -

دنیا مین ہمکو کوئی شے اور کوئی وجود ایسا نہین ملتا جو خود بخود ہوگیا ہو اور کوئی اُسکا صانع نہو سب اشیا دنیا کی اُسی وقت بنی ہین جب اُن کے صانع پہلے پیدا ہوگئے ہین اس لیے مقتضاے فطرت دنیا مین یہی امر ہے کہ ہم خالق عالم کے وجود کو سب سے اوّل تسلیم کرین۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ بے شک اس موجودات کا کوئی خالق ہے اور اُسکی ذات کے وجود کو تسلیم کرنا مقتضاے فطرت ہی تو اب اُسکے اوصاف ہمکو از روے فطرت دریافت کرنے چاہیین کہ وہ کن اوصاف کے ساتھ متصف ہی۔

سب سے اعلیٰ اور افضل قدرت کا نمونہ انسان ہی اسپر نظر ڈالو کہ یہ کیا تھا اور کیا سے کیا ہوگیا۔ اگر غور کرو تو قدرت نے بڑی ہی شان اور جلوہ گری کا اظہار کیا ہے کہ ایک قطرۂ منی سے جو محض ناپاک تھا اور جسکے نام لینے سے بھی نفرت آتی ہے حضرت انسان کو کس صناعی کے ساتھ پیدا کیا ہی کہ خون سے تو منی بنائی تھی پھر وہ رحم عورت مین جاکر خون ہوگئی اور اُسکے اثر نے حیض کے خون کو اپنی جانب کھینچنا شروع کیا وہ خون جو ماہوار عورت کے شکم سے جاری ہوتا تھا اب وہ رحم مین جمع ہونے لگا اور جمع ہونے سے اُسمین غلظت آگئی غلیظ ہوکر ہڈیان گوشت کے ساتھ بننی شروع ہوئین اور پھر ایک ہی چیز نہین صدہا چیزین اپنے اپنے موقع پر اور کس خوبی کے ساتھ اُنھین ناپاک اور متنفر چیزونکے میل سے بنین جنکے دیکھنے سے کراہیت اور حقیقت پر نظر کرنے سے نہایت ہی حیرت اور تعجب ہوتا ہی۔

وہی مرد اور عورت کا خون ہے جس سے ہڈیان علیحدہ بن رہی ہین بال علیحدہ دانت ناک آنکھین۔ کان۔ ہاتھ۔ پاؤن۔ سر۔ ناخن وغیرہ اعضاے ظاہری اور اندرونی اعضاے دل۔ جگر۔ دماغ وغیرہ علیحدہ بن رہے ہین جن مین سے ایک کی شرح کے لیے بھی دفتر چاہیے اور پھر کسقدر جلد کہ نو مہینے مین یہ مضغۂ گوشت اچھی طرح سے بن سنور کر دم کے دم مین سلامتی کے ساتھ صاف ستھرا عالم شہود مین جلوہ گر ہوگیا۔

الحمد لواہب العطایا	اس شور نے کیا مزہ چکھایا
والشکر لصانع البریہ	جسنے ہین آدمی بنایا

یا تو یہ حالت تھی کہ اسکی اصلیت کو کوئی دیکھ بھی نہین سکتا تھا نام لینے سے بھی قے آتی تھی یا اب یہ کیفیت ہے کہ گود مین لیتے ہین چومتے ہین چاٹتے ہین آنکھون سے لگاتے ہین اور یہ زندہ ہے سبکو دیکھتا ہے مگر مُردے سے بدتر نہ اسکو یہ خبر ہے کہ مین کون ہون اور یہ کون لوگ ہین جو مجکو آنکھون پر لیے پھرتے ہین اور کہان سے آیا ہون اور کس حال مین تھا نہ اپنے جسم کی سدھ ہے نہ کسی چیز کی خبر نہ اٹھانے سے اُٹھے اور نہ بٹھانے سے بیٹھے۔

دنیا مین آگئے مگر کسی کام کے نہین پھر جو اُسنے بڑھنا اور نشو و نما پانا شروع کیا تو اچھا قوی زبردست خوب صورت تنومند جوان بنگیا۔

اب کسی کو نظر مین نہین لاتا سرور جوانی پر منڈلا رہا ہے ایسا نشے مین سرشار ہے کہ نہ اپنے فرائض کا خیال ہے اور نہ کسی طرح کا ملال کہ مجکو اس دنیا مین کیا کرنا ہے اور کس غرض سے مجکو یہان بھیجا گیا ہے کس قدر جھگڑے اور کتنے بکھیڑے میرے جی کو لگے ہوے ہین کچھ پروا نہین اپنے زور مین مست اور اپنی نیند کے نشے مین متوالا ہو رہا ہے۔

موت کا فرشتہ سر پر چڑھا ہر دم موت کا حکم سُنا رہا ہے مگر یہ غافل پڑا ہوا کروٹ تک نہین لیتا۔

یہ بھی ایک دریا کا سا چڑھاؤ تھا جو وقت معین کے بعد اُتر گیا سب اعضا ضعیف ہو گئے نہ وہ جسم مین توانائی رہی اور نہ دل مین وہ امنگ نہ ورازمائی محض ناقابل مردے سے بدتر ہو گیا اور ایکدن آخر کو ہزارون حسرتین اور لاکھون تمنائین دلمین لے جاکر راہیِ مُلک بقا ہوا۔

یا تو اس ذرا سی زندگی پر بڑے بڑے انتظام اور بڑے بڑے کام کر رہا تھا اور زمین و آسمان کے قلابے ملا رہا تھا یا اب دیکھنے کو بھی اسکا کوئی نشان نظر نہین آتا یہ بھی معلوم نہین کہ کہان گیا اور کیون چلا گیا آرام مین ہے یا تکلیف مین۔

ماں باپ زن و فرزند سب سے ایسا گیا کہ نہ اُسکو اُنکی خبر اور نہ انکو اُسکی اطلاع۔

جنلی خاطر یہ اپنی جان قربان کرتا تھا اور رات دن اُنکے ارام کے لیے سر ھپا تا تھا اور کچھ پڑا اس بات کی نہین تھی کہ ایک دن یہ محبت اور یہ الفت میرے جی کا وبال ہوگی وہ کچھ بھی اسکی غمگساری اور ہمدردی نہین کرسکتے۔

یہ ہے اور اُسکے اعمال نہ کوئی اسکا رفیق اور نہ کوئی عزیز یہ سب ظاہری دنیا سازی کی باتین ہین اور غفلت کا پردہ آنکھون پر پڑا ہوا ہے۔

عاقبت کی خبر تو خدا جانے دنیا مین دیکھو تو آدمی کا کوئی بھی ہمدرد اور غم خوار نہین ہے۔

جب تک اسکے ہاتھ کو وسعت ہے دشمن بھی دوست اور انتہا درجے کے مہربان ہین جسوقت تنگی آئی گھر کے عزیز و اقارب بھی اسکے دیکھنے کے روادار نہین وہ بھی ہر دم تحقیر اور خونخوار نگاہ سے دیکھنے لگتے ہین خود اپنے زن و فرزند کو یہ بار خاطر گذرتا ہے۔

یہ سب کہنے کی باتین ہین سب غرض کے آشنا اور وقت پر دھوکا دینے والے ہین۔

آدمی ناحق اور بے فائدہ انکی محبت کے نشے مین دیوانہ ہو رہا ہے دنیا مین دوست صادق اِسکا ایک بھی نہین۔

دراصل اسکا اصلی اور سچا دوست جو ہر دم اسکے اچھے بُرے حال کا خبر گیران اور ہر صورت اور ہر موقع کا نگران خواہ یہ کسی حال مین ہو اسکو یہ اچھا ہی معلوم دیتا ہے اور وہ اسکے جمیع امور جسمانی روحانی کا متکفل نہ اس سے کسی چیز کا خواہان نہ اس پر نظر کہ ہندو ہے یا مسلمان اپنے خزانہ سے ہر دم اسکو مالا مال کرنے لیے آمادہ۔ اور دمبدم نگاہِ لطف و کرم زیادہ۔ وہ ذات اسی خداوند وحدہ لاشریک کی ہے جسنے اسکو پیدا کیا ہے اور عدم سے عالم شہود مین لایا ہے۔

وہی اسکا معاون اور مددگار اور بگڑی کا بنانے والا اور وہی اسکو ہر بلا سے بچانے والا ہے۔

دنیا مین دل لگانے اور جان فدا کرنے کی قابل اگر کوئی ذات ہے تو وہ خدا کی ہی ذات ہے جسکا کوئی عدیل نہین لیکن اُسکے اکرام اُسکے انعام کا معاوضہ جان قربان کرنے سے بھی نہین ہوسکتا بقول مرزا غالب

جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی		حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہوا

بڑی بڑی مشکلات مین وہ آن کی آن مین ایسی دستگیری اور فریاد رسی کرتا ہے کہ آدمی کو
از خود بالیقین معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ اُسی کا کام ہے اور اُسی کے فضل سے یہ مشکل حل ہوئی ہے
اُسوقت سارے دہریون اور فلسفیون کے اقوال جو خداوند کریم کے منکر ہین باطل اور یک
قلم مردود ہوجاتے ہین۔

فطرت کا جوش جب زور کرتا ہے اور آدمی کو اپنی اصلی حالت پر لے آتا ہے تو ہر ایک ملحد
اور منکر خدا سے اُسکی قدرت کاملہ کا اقرار کرادیتا ہے۔

جو لوگ مصائب وہ خصوصاً جہاز کے سفر کردہ ہین اُنسے اس امر کو کوئی دریافت کرے۔

اس قدرت کے دیکھنے کا انکو بہت ہی زیادہ اتفاق پڑتا ہے اور جو اہل باطن عارف باللہ
ہین وہ تو قدرت کے جلوے مین ہر دم محو رہتے ہین۔

روحانی خیالات اُسی وقت صاف اور عمدہ اور پاکیزہ ہوتے ہین کہ جب دل صاف ہو
اور دل کا صاف کرنا ریاضت اور نفس کشی پر منحصر ہے جس قدر نفس امارہ کو مارا جائیگا
اور لذات اور خواہشات لایعنی سے اُسکو روکوگے اسی قدر قلب صاف ہوگا اور جب تک
یہ مکدر ہو رہا ہے اُس وقت تک انوار الٰہی کا پرتو اثر انگیز نہین ہوسکتا۔

اللہ رب العالمین کا فیض عام ہے اور وہ تمام عالم پر محیط ہے۔

یہ امر نہین ہے کہ اُسکا جلوہ کہین پڑتا ہے اور کہین نہین ہر جگہ اسکا جلوہ روشن ہے لیکن
جو اجسام اُسکی قابلیت رکھتے ہین اُنپر زیادہ اثر ہوتا ہے اور جو کم قابلیت رکھتے ہین اُنپر کم
اور جو بالکل نہین رکھتے اُنپر مطلق اثر نہین ہوتا۔

دیکھو! آفتاب کیسا جسم روشن ہے مگر تاریک اور مکدر جسم کو وہ ہرگز روشن نہین کرسکتا
جن اجسام کی سطح صاف اور چکیلی اور شفاف ہو وہ کیسے روشن معلوم ہوتے ہین۔

پانی اور آئینے پر غور کرو کہ اُنمین کدورت نہین ہوتی تو اُنکا یہ حال ہوتا ہے کہ خود آفتاب

ہی اُن مین نظر آنے لگتا ہے۔
کہان آفتاب کا جسم اتنا بڑا کہ جسکی برابر ہم کسی جسم کو تشبیہ تک نہین دے سکتے اور کہان ایک ذرا سے ظرف کا پانی اور ایک چھوٹا سا آئینہ جسمین آفتاب سما جاے اور ہمکو نظر آنے لگے اس سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ چھوٹے بڑے اور ادنی اور اعلی پر منحصر نہین ہے وہ جلا اور صفائی کا خواہان ہی جہان یہ صفائی ہوگی اُسی جسم مین وہ اپنا انعکاس ڈالیگا۔
قلعی اُسی برتن پر اچھی ہوتی ہے جسمین کلوٹ نہین رہتی اور جسمین میل بھرا ہوتا ہے کیسی ہی قلعی کرو کبھی وہ برتن اجلا نہین ہوتا یہ قصور قلعی کا نہین ہے دراصل قصور اُس برتن کا ہے۔
لیکن اس بیانسے یہ نہین سمجھنا چاہیے کہ خداوند تعالی کا جلوہ کسی کو نظر آتا ہے البتہ اُس کا جلوہ عالم پر پڑتا ہے مگر۔

ہر جائی ہے تیرا جلوہ لیکن	دیکھا تو کہین نظر نہ آیا
تجکو ہی سزا ہے کبریائی	کرسی کا نہ عرش کا یہ پایا

اوپر جو ہمنے انسان کی پیدایش اور اُسکی زندگی کا حال قلم بند کیا وہ اُسکا ایک جسمی خاکا تھا اب جو اُسمین فطرتی اوصاف ہین انپر غور کرو جنکے سبب یہ تمام مخلوقات مین معزز اور محترم ہے۔
قدرت نے جو اوصاف اسکو عطا فرمائے ہین اُنمین سے ایک بھی کسی غیر مین نہین پایا جاتا۔
(۱) یہ کہ اُسکو روح دی گئی ہے جو کسی کو نہین دی گئی شاید بعض آدمیون کو یہ خیال گزریگا کہ دیگر حیوانات اور نباتات مین بھی روح ہے اسلیے ہم بتلاتے ہین کہ روح سوائے انسان کے کسی مین نہین ہے اور حیوانات اور نباتات مین روح ہرگز نہین اُنمین ایک قوت روان ہے جسکے سبب وہ چلتے پھرتے اور نشو و نما پاتے ہین جسکو **جان** یا **جیو** کہتے ہین۔

روح اور جان کا امتیاز دریافت کرو۔

روح کا بیان

روح ایک جوہر لطیف ہی جو بتلاتی ہے کہ یہ کام نیک اور یہ کام بد ہے وہ کسی حالت مین کام سے خوش نہین ہوتی بلکہ کُڑھتی رہتی ہے اسکا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے کہ نیک کام

کرنے کے بعد روح پر غور کرو تو اسکو ایک طرح کی فرحت اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور بدکام کرنے سے گو حظ نفس ہو مگر روح پر کلفت کا اثر دیر تک رہتا ہے پس یہ روح ہی ہے جو نیک و بد افعال سے خوش اور غمگین ہوتی ہے اور یہی **نفس ناطقہ** ہے۔

جس قدر عمدہ اور پاکیزہ خیالات دل مین حلول کرتے ہین وہ روح کا اثر ہے عقل روح نہین ہے وہ روح کی مشیر اور اسکی صلاح کار ہے۔

فطرت نے روح کی حفاظت کے واسطے جہان اور مددگار اور محافظ دیے ہین انمین عقل اعلیٰ ہے۔

روح تمام جسم کے رگ و ریشہ مین دائر اور سائر ہے رنج و راحت جو کچھ پہونچتا ہے وہ روح کو ہی محسوس ہوتا ہے۔

حواس خمسہ باصرہ۔ سامعہ۔ لامسہ۔ ذائقہ۔ شامہ جنکو حواس ظاہری کہتے ہین اور وہم خیال حس مشترک وغیرہ باطنی حواس سب روح کے تابع فرمان ہین۔

اگر یہ کہو کہ یہ قوتین دیگر حیوانات مین بھی پائی جاتی ہین کہ وہ بھی دیکھتے۔ کھاتے۔ پیتے اور سنتے ہین اور باطنی حواس سے اپنی مضر شیا کو دریافت کر لیتے ہین اور اس سے اپنے کو بچاتے ہین اور اپنے آرام و آسایش کے لیے صدہا طرح کے بندوبست کرتے ہین جس سے بخوبی عیان ہے کہ جیسے حواس انسان کو دیے گئے ہین ویسے ہی دیگر جانورونمین موجود ہین۔

لیکن حقیقت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فطرت نے موافق انکی حفاظت کے انکو سمجھ دی ہے جیسی سمجھ انسان کی ہے ویسی انکو ہرگز نہین دی گئی اگر ایسی سمجھ انکو دی جاتی تو وہ کبھی انسان کے بس مین نہ آتے بلکہ آدمی کا دنیا مین رہنا مشکل کر دیتے۔

ایک ذائقہ کی قوت پر نظر کرو کہ آدمی کے ذائقے اور حیوانات کے ذائقے مین نہایت تفاوت ہے یہ نباتات گھاس لکڑی وغیرہ آدمی کو تلخ اور بدمزہ معلوم ہوتی ہے اور چارپایون کو شیرین اور خوش گوار کہ وہ مزہ کے ساتھ برغبت تمام کھاتے ہین اور بعض چارپائے اسکو سونگھتے تک نہین۔

شیر۔ بھیڑیئے۔ چیتے اور لومڑی وغیرہ کے روبرو کیسی ہی سبز گھاس اور پتے رکھو وہ کبھی نہین کھائینگے اُنکی غذا گوشت ہے۔

گائے۔ بیل۔ بھینس وغیرہ گوشت کھانے سے بالکل متنفر ہین اس سے معلوم ہوتا ہی کہ آدمی کے اور اُنکے ذائقے مین ضرور تفاوت ہی اور جو ذائقہ آدمی کو دیا گیا ہے وہ ذائقہ ہی اور ہے اور حیوانات کو بھی جو ذائقہ دیا گیا ہے وہ بھی مختلف ہی چیل اور گدھ کے روبرو مٹھائی مٹی کی برابر ہے خواہ کسی قسم کی ہو پھر جو چیزین وہ کھاتے ہین اُنکی ماہیت سے قطعی بیخبر ہین صرف اسقدر ادراک اُنکو ہے کہ یہ ہماری خوراک ہے۔

یہ ہرگز نہین سمجھتے کہ یہ گھاس یا درخت کے پتے ہین یا زراعت کے ڈوکھے اور کیسے اُگے ہین اور کسطرح سے ہمارے کھانے مین آئے ہین اُنکو کھانے سے غرض ہے۔

باصرہ کی قوت بھی اُنکی ایسی ہی ناقص ہے کہ وہ جس چیز پر نظر کرتے ہین اسکی اصلیت کو نہین سمجھ سکتے اگر وہ اصلیت کو جانتے تو اپنے سے ادنی جانور کو دیکھکر کیون خوف کھاتے۔

گھوڑے اور اونٹ کو دیکھکو کہ کیسے قوی جانور ہین اور ادنی جانور بیل اور گدھے اور خرگوش تک کو دیکھکر بھڑک جاتے ہین گاڑی کی گڑگڑاہٹ سے بالکل بے قابو ہوجاتے ہین۔

شیر سب سے زیادہ بے باک اور دلیر جانور ہی مگر آگ کے دیکھنے سے کوسون بھاگتا ہے۔

ہاتھی جو نہایت قوی ہیکل ہے ایک چٹاخے کی آواز کی سہار نہین کرسکتا۔

یہی حال اُنکے دیگر حواس کا ہی اور وہم وخیال تو اُنکو مطلق نہین ہے نہ وہ اپنی حالت پر غور کرسکتے ہین نہ کوئی منصوبہ کسی طرح کا اپنے دل مین باندھ سکتے ہین نہ خود واقف ہین کہ ہم کون ہین کسی طرح کے نیک و بد کی اُنکو تمیز نہین بمقابلۂ انسان کے اُنکی زندگی ایسی ہی جیسی نباتات کی کہ وہ نشو ونما پاتے اور آدمی کے کام آتے ہین اُنمین جو قوت ہی وہ جب زائل ہوجاتی ہے تو وہ بے جان ہوکر گر پڑتے ہین مثل انسان کے اُنکی جان قائم نہین رہتی کہ دوسرے عالم کی سیر کرے۔

اور یہ قوت جمادات مین بھی پائی جاتی ہے صرف اُنکی قوت اور حیوانات کی قوت مین اسقدر

تفاوت ہی کہ ان مین روانی ہے اُن مین نہین وہ نشو ونما پاتے ہین اور یہ نہین۔
ان کی توالد تناسل پر نظر کرو تو یہ وصف بھی اُن مین ایسا نہین ہے جیسا آدمی مین ہے
عورت کو حیض ہوتا ہی اور حیض کے خون سے بچہ بنتا ہی حیوان مطلق مین یہ بات نہین پائی جاتی۔
اُنکی شہوت بھی وہ شہوت نہین ہے جو آدمی مین ہے نر اور مادہ کو جفتی کی خواہش اُسیوقت تک
رہتی ہے جب تک نطفہ قرار نہین پاتا جہان نطفہ ٹھہر گیا نر مادہ کو اور مادہ نر کو سونگھتی تک
نہین اور آدمی کو ہر حالت مین بدستور وہی خواہش رہتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آدمی کی جو
خواہش ہے اور ہے اور حیوانات کی خواہش صرف بضرورت نسل ہے۔
پھر ایک تفاوت یہ ہی کہ جب تک اُنکے بچے پرورش نہین پاتے اُسوقت تک بچے حیوانات کو
اور حیوانات بچونکو نہین چھوڑتے بڑے ہونے پر وہ بالکل اجنبی ہو جاتے ہین۔
غرضکہ روح جسکے واسطے یہ سب کارخانہ قدرت نے قائم کر رکھا ہے صرف حضرت انسان ہی کا
حصہ ہے اور اسی کے باعث یہ جملہ مخلوقات مین اشرف المخلوقات کہلاتا ہی اور اسی واسطے اسکے لیے
جزا و سزا ہے اور اسی مین کوئی بڑا اسرار الٰہی ہے جسکو ظاہر نہین کیا گیا۔
روح روح مین بھی تفاوت ہی ایک روح ایماندار (فرمان بردار) بندونکی ہے اور ایک روح کافرون
(نافرمانون) کی ہے جو روح فرمان بردارون کی ہے اسمین بھی کئی درجے ہین۔
ایک تو وہ ہین جو دل سے خداوند تعالیٰ اور اُسکے احکام کو تسلیم کرتے اور مانتے ہین مگر عمل
نہین کرتے اور مغلوب النفس ہین۔
دوسرے وہ ہین کہ درمیانی چال چلتے ہین بہت سے نیک اور بہت سے بدکام اُنسے سرزد ہوتے ہین
تیسرے وہ اللہ کے بندے ہین جو ہر دم نیکیون مین مشغول اور مصروف ہین اور خالق
عالم کی نافرمانیون سے کوسون بھاگتے ہین اور وہ سابق بالخیرات ہین کہ نیکی کرنے سے
کسی وقت اُنکو سیری نہین ہوتی۔ اس تیسرے فریق مین سے ایک فریق اُن بندگان
عالی شان برگزیدہ کا ہے جنکا انتخاب خود قدرت نے کیا ہے خواہ کوئی صورت کسی قسم

کی ہو وہ گناہ پر امادہ نہین ہوسکتے ہر حال اور ہر وقت مین وہ تابع فرمان خداوند ذوالجلال کے رہتے ہین یہی وہ فطرتی اثر تھا جسنے یوسف علیہ السلام کو زلیخا جیسی حسین اور دل رُبا شاہزادی ایسی ایسی حالت مین کہ جسمین انسان بے اختیار ہو جاتا ہے گناہ سے باز رکھا۔

کافرون کو دیکھو کہ دُنیا کے معاملات مین وہ کیسے سنجیدہ اور سریع الفہم کہ بڑے بڑے مشکل عقدون کو ایک نگاہ مین حل کرتے ہین اور ایسے چالاک اور ہوشیار ہین کہ کسی عیّار کے دام فریب مین نہین آسکتے مگر مذہب کی جانب سے ایسے کودن اور نے مغز کہ مطلق غور نہین کرتے اور اُن کو ذرا بھی خیال نہین ہوتا کہ ہمارا مذہبی عقیدہ درست ہے یا نادرست۔

اُنکو خواہ کوئی کیسی ہی ترغیب دے اور کیسی ہی دلائل اور براہین اُنکے روبرو کوئی پیش کرے وہ اُس جانب مائل ہی نہین ہوسکتے اور اُس طرف کا اُنکو خیال بھی نہین آسکتا ورنہ اقتضاے فطرت انسانی یہ ہے کہ جس امر مین یہ اپنا کچھ بھی فائدہ سمجھتا ہے اُسکی جانب بجان و دل متوجہ ہو جاتا ہے اور اُسکے موانع کا دفعیہ بڑی کوشش اور سعی کے ساتھ کرتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ایسے بڑے فائدہ کے لیے یہ راغب نہین ہوتا اور ایک عارضی اور ناپائدار نفع کی خاطر ہر دم اپنی اوقات گرانمایہ کو ضائع کر رہا ہے۔

جو انسان ذرا سی عقل بھی رکھتا ہے اُسپر کوئی مقدمہ فوجداری کا خدانخواستہ دائر ہو اور وہ اگرچہ ہنوز ماخوذ بھی نہوا ہو لیکن اس خیال سے کہ شاید جرم ثابت ہو جاے اور مین سزایاب ہو جاؤن ایک دم چین سے نہین بیٹھ سکتا خواہ اُسکا گھر برباد ہو جاے اور زن و فرزند کیسے ہی فاقے سے مرین یہ اپنے بچاؤ کیواسطے اپنی محنت اور خرچ مین کمی نہین کرسکتا۔

گو یہ اچھی طرح سے جانتا ہو کہ جو جرم مجھ پر لگایا گیا ہے اُسکی سزا دائم الحبس نہین پھانسی نہین صرف چند روز کی سزاے قید یا جرمانہ ہے مگر وہ ہرگز اُس سے غافل نہین رہ سکتا اور خواہ اُسکو کیسا ہی یقینی ذرائع سے اطمینان دلاؤ وہ مطمئن اور فارغ البال نہین ہوسکتا۔

موت کا حکم خدا کے گھر کا ہر دم منادی کر رہا ہے اور باآواز بلند سبکو پکار رہا ہے کہ موت کیواسطے

ہوشیار اور خبردار ہو جاؤ اور ہزارون لاکھون کو اپنی آنکھونکے روبرو روز مرتے ہوے دیکھتے ہین پھر بھی کچھ پروا نہین ہوتی اس عارضی زندگی کو حیات ابدی اور سرمایہ جاودانی جانتے ہین۔ پس اسکی وجہ یہی ہے کہ اُن کفار کی روح از روے فطرت وہ جوہر لطیف نہین ہے کہ جو ایمان دار بندونکی ہے ایمان دار دل ایماندار روح ہر دم اور ہر لحظہ اسی ذکر و فکر مین مصروف و مشغول رہتی ہے۔

مرد مومن دار آخرت کی درستی اور اصلاح کے لیے دنیا کو مزرعۂ آخرت سمجھکر مونہ لگاتا ہے ورنہ دل سے ہرگز راغب نہین ہوتا اور یون کہتا ہے۔

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم — جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

وہ نفیس اور پاک روحین خواہ کسی قوم اور ملت مین جنم لین اور کیسے ہی جان و مال کے خطرے اُنکو پہونچین وہ خدا کو نہین بھول سکتین۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیسے بُت پرست اور اشد کافر کے گھر مین جنم لیا تھا کہ تمام خاندان اور قوم کے آدمی اور بادشاہ تک خدا کے مُنکر تھے اور انھون نے قسم قسم کے عذاب بھی دیے اور بادشاہی قہر و غضب سے بھی سب طرح سے ڈرایا مگر وہ ہرگز اُنکے ڈرانے سے نہین ڈرے اور بت جوش اور مبالغہ کے ساتھ بتون کی توہین اور اُنکے عقیدے کی تذلیل نہایت جرأت اور جوان مردی سے کرتے رہے۔

وہ کیا چیز تھی جسکے باعث اُن بت پرستون ملحدون جاہلون کو پکار پکار کر کہتے تھے کہ "ای قوم! اس گمراہی اور جہالت سے باز آؤ اور وحدہ لاشریک جس نے تمکو اور تمھاری قوم کو پیدا کیا ہے اُسکی عبادت کرو"

"وہ تمھارا اور تمھارے باپ دادا کا رب ہے"

کیون بتون کی پرستش سے عذاب الٰہی اپنے اوپر لیتے ہو اور کس واسطے اس تبہ کار عقیدے سے اپنے مکان ہمیشہ کے لیے دوزخ مین بناتے ہو۔

وہ روح پاک تھی جو ایسی بدکار قوم سے نکل کر علیحدہ ہو گئی اور اُسنے قوم کو للکارنا اور پکارنا شروع کیا

اور قوم کے اور اپنے خاندان کے لعن وطعن اور رسوائی کا مطلق لحاظ و پاس تک نہین کیا اور نہ تمہ سلطانی سے خوف آیا۔

جن لوگون کا دل خدا کی جانب سے غافل اور دنیا مین شاغل ہے اور وہ مذہب کی تلاش اور تفتیش کچھ نہین کرتے آبائی تقلید پر مرمٹے ہین اور اُنکو کسی وقت یہ خیال نہین آتا کہ ہمارے عقائد مذہبی کیسے ہین قدرتی ہین یا مصنوعی باپ دادا جو گذرتے چلے گئے وہ محقق تھے یا مقلد مرنے کے بعد خاص ہماری ذات سے سوال ہوگا آبائی تقلید ہمکو کچھ فائدہ نہین دیگی۔

اگر ہمارے باپ دادا گمراہ اور خلاف حکم خدا ہوے تو اُنکا اتباع ہمارے لیے سم قاتل ہوگا اور پھر ہم دوسری بار دُنیا مین نہین آئینگے جو تلافی مافات کرسکین صرف ایک دفعہ کی زندگی اعمال اور عقائد کے لیے عطا کی گئی ہے۔

فطرت کا یہ خاصہ ہی نہین ہے کہ مرنے کے بعد دوسری مرتبہ پھر دُنیا مین کسی کو بھیجا جاے آج تک کوئی مردہ لوٹ کر نہین آیا عدم کا راستہ وہ ہے جسکی واپسی نہین۔

جنکو یہ خیالات نہین آتے وہ اچھی طرح سے یقین کرین کہ اُنکی روحین از روے فطرت خبیث ہین جنکو دوزخ مین جھونکدیا جائیگا۔

گو وہ یہان چندروزہ زندگی مین دنیا کا مزہ اُٹھالین اور جو جو دل کی حسرتین ہین وہ ایک وقت معین تک جب تک کہ اُنکو موت نہین آتی ہے بخوبی نکال لین مگر مرنیکے بعد وہ بھی فریاد کرینگے کہ ہاے "کیا اچھا ہوتا کہ ہم دنیا مین مٹی ہوتے"

وہ حکومت اور دولت اور وہ عیش جب سب خاک مین ملجائیگا تو کچھ بھی یاد نہین آئیگا صرف ایک خواب وخیال سا رہجائیگا اس وقت وہ یہ کہینگے کہ "ہمکو ہمارے باپ دادا اور سردارون اور دنیا کے جاہ وحشم نے برباد کیا" ہم جسکو نوش سمجھتے تھے وہ سراسر نیش تھا جسکو امرت خیال کیا تھا وہ زہر ہلاہل تھا اور سردار اسی طرح سے اُنکو نادم اور شرمندہ کرینگے کہ تمنے ہمکو کھویا۔

کاش اُس دولت اور ثروت کی عوض ہم دُنیا مین محتاج اور ذلیل ہوتے فاقے کرتے ہر قسم کے

مصائب اُٹھاتے لوگ ہمکو ذلیل رکھتے دولت ۔ثروت حکومت کچھ ہمکو ندی جاتی صرف خدائے واحد کی عبادت کرتے اور اس دام فریب مین نہ آتے تو آج کیون اس بلا مین مبتلا ہوتے کی ہزار مصیبتون اور آفتون کو ہم جھیل لیتے یہ عذاب ہمکو ندیا جاتا۔

لیکن اُس وقت کا یہ افسوس کچھ فائدہ ندیگا اور اُسکے بچانے سے کچھ حاصل نہوگا۔

(۲) انسان کو عقل عطا ہوئی ہے جو کسی کو نہین دی گئی اور قدرت نے یہ جوہر نفیس اور بے بہا بھی اُسی کو بخشا ہے حیوانات مطلق مین یہ ادراک نہین ہے۔

یہ عقل وہ چیز ہے کہ جہان ہماری نگاہ نہین پہونچ سکتی جسکو حواس ظاہری نہین پا سکتے وہان یہ پہونچ جاتی ہے اور اصل کا پتہ لے آتی ہے۔

یہی اشیا کو اور اُنکی حقیقت کو کما ینبغی دریافت کرتی ہے اور طرح طرح کے تجربون سے نتائج نکالتی ہے حیوان مطلق کو جو سمجھ دی گئی ہے وہ اُس سے کسی چیز کی اصلیت یا حقیقت کو ہرگز دریافت نہین کر سکتے صرف انکو اتنی ہی سمجھ ہے کہ وہ اپنی خوراک اور آرام کی چیزون کو جانتے ہین اور اپنے مضر کو پہچانتے ہین انسان کی عقل ہے کہ عالم بالا تک کی اشیا کو دریافت کرتی ہے اور اُنکی حقیقت معلوم کرکے قسم قسم کی اشیا اور چیزین بناتی ہے۔

جس قدر آرام و آسایش کا سامان اس عالم مین پھیلا ہوا ہے وہ عقل کا ہی زور ہے۔

اگرچہ بعض چرند پرند اپنے لیے عمدہ مسکن اور گھونسلے بنا لیتے ہین لیکن وہ اُس عقل سے بہرہ نہین رکھتے جو انسان مین ہے وہ ایک طرح کا گھونسلا یا مکان بنانا اُنکا فطرتی خاصہ ہے کہ جب وہ بنائینگے اسی قسم کا بنائینگے۔

چڑیا اپنی وضع کا اور دیر اپنی وضع کا گھونسلا بنائیگا دوسری وضع کا ہرگز اُس سے نہین بن سکیگا۔

انسان ہے کہ روزمرہ نئی ایجاد نئی وضع نیا طرز ہر ایک امر مین اپنی عقل خداداد سے کرتا اور بناتا رہتا ہے۔

انسان کی عقل غیر محدود اور حیوان مطلق کی سمجھ بالکل محدود ہے۔

انسانی

(۳) انسان کو علم دیا گیا ہے جو دیگر حیوانات کو نہین دیا گیا۔

(۴) سخاوت۔

(۵) شجاعت۔

(۶) امانت۔

(۷) دیانت خاص انسان ہی کا حصہ ہے جس سے کل جانور محروم ہین۔

یہان دو وصف **شجاعت** اور **امانت** کی ہم تشریح کرینگے باقی کی صراحت کی ہم ضرورت نہین دیکھتے۔

شجاعت

شجاعت

شجاعت اس جوانمردی اور بہادری کا نام ہے کہ جہان موقع جان کے لڑانے اور خطرے مین ڈالنے کا ہو وہان آدمی جرأت کرے اور کچھ خیال اُسکو اپنی جان کے جانے کا نہین رہے۔

یہ وصف انسان کا کس وقت برانگیختہ ہوتا ہے **اوّل** حفظ آبرو **دوم** حفظ جان **سوم** حفظ مال **چہارم** حفظ دین۔ انمین سے تین وصف تو دیگر حیوانات مین مطلق نہین ہین حفظ جان کے واسطے وہ بھی حملہ آوری کرتے ہین جیسے شیر۔ چیتا۔ ہاتھی۔ سانپ۔ بچھو وغیرہ کہ اپنی جان کے خوف سے وہ آدمی کو مار لیتے ہین وہ شجاعت نہین ہے انسان کی بہادری سے اُسکو کوئی مناسبت ہی نہین ہے وہ حملہ آوری اُنکا خاصہ ہی ہے خواہ اُنکا دوست ہو یا دشمن اور موقع ہو یا نے موقع اُنکو حملہ آوری سے غرض ہے

نیش عقرب نہ از پئے کین ست	مقتضائے طبیعتش این ست

شیر اپنے پرورندہ کو اور ہاتھی فیلبانکو اکثر مار ڈالتا ہے جو خاصہ ان جانورونکے اندر ہے اُسکو شجاعت نہین کہتے ہین جُبن اور تہوّر کا جو وسط ہے اُسکو شجاعت کہتے ہین جس سے حیوان مطلق کو سون دور ہین۔

امانت

امانت

یہ بار امانت آدمی پر ہی ڈالا گیا ہے اور اسی نے اس بار امانت کو اپنے سر پر اُٹھایا ہے

یہ وہ بار ہے جسکا بجز انسان کے کوئی متحمل نہین ہوسکتا
انسان کو جو روحانی اور جسمانی طاقتین اور حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہین
یہ سب امانت ہین اور زن و فرزند خویش و برادر جس قدر بنی نوع انسان ہین سبکا بار اسکے
ذمے ڈالا گیا ہے اور ہر ایک کا حق اسپر لگایا گیا ہے۔
آنکھ امانت کان امانت۔ ہاتھ پاون امانت جملہ اعضا امانت ہین کہ انکو یہ ضروری کام مین
لگائے بیہودہ اور لغو امور مین ذرا لگایا اور خائن کہلایا۔
سنکرات مین انکو مصروف کیا اور مجرم ہوا برخلاف دیگر حیوانات کے کہ وہ اس سے بالکل
آزاد ہین اور کوئی بار امانت اُنکے ذمے نہین ہے۔
دنیا مین وہ صدہا حرکات کرتے ہین کسی جانور کو مارتے کسیکو مجروح کرتے کسیکی زراعت برباد
کرتے ہین کسیکا گھی۔ دودھ مکھن وغیرہ کھا جاتے ہین اور ہزار طرح کے نقصان کرتے ہین
مگر قانوناً اُنسے کبھی کوئی مواخذہ نہین کیا جاتا اور آدمی ہے کہ اگر بی بی کو نان و نفقہ نہ دے اولاد
کی پرورش نکرے ماں باپ کی خدمت مین کمی کرے عزیز و اقارب کو اُنکے حقوق نہ دے اُس سے
فوراً باز پرس ہوتی ہے۔
پھر یہی نہین ہزار طرح کے بار اسکے علاوہ اُسکے ذمے ہین سب جانور غیر مکلف ہین اور یہ
ذرا سا بندہ ضعیف البنیان مکلف۔
آسمان۔ زمین۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ سورج چاند وغیرہ مین سے کوئی بھی ایسا شکنجے
مین جکڑا ہوا نہین ہے جیسا کہ انسان ہے پیٹ کے فکر کے سو لاکھون طرح کے تفکرات ہی
جان کو لگے ہوئے ہین۔
آج بی بی کے پاجامے اور کرتی کی فکر ہے تو کل بیٹے کے انگرکھے اور جوتے کی۔
اولاد کی پرورش اُنکی تعلیم ماں باپ کا نان و نفقہ اور اُنکی خدمت بھائی بہنونکے حقوق
غرضکہ دنیا بھر کا بار ہی خاک کے پتلے پر ڈالا گیا ہے۔

"آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند"

(۸) انسان فاعل خود مختار ہے اپنے اقوال اور افعال مین وہ پورا آزاد ہے اور اس آزادی ہی کا باعث ہی جو زمانہ بھر کے جھگڑے دنیا بھر کے بکھیڑے اسکے پیچھے لگے ہوئے ہین حیوانات مین یہ وصف نہین ہے وہ خود مختار ہرگز نہین صرف اپنی خورش اور آسایش کا انتظام وہ اسی فطرتی قاعدے سے کر سکتے ہین کہ جو اُنکے لیے مخصوص ہے۔

(۹) انسان مین ہمدردی ہے ہر ایک کے رنج و راحت مین یہ شریک ہوتا ہے اپنی قوم اپنے خاندان اپنے عزیز و اقارب کے سوا تمام بنی نوع انسان اور حیوان کے آرام کے لیے ہزارون تدبیرین اور کوششین کرتا ہے اُنکی صلاح اور فلاح کے لیے جان و مال خرچ کرتا ہے اور اپنی زندگی کا نتیجہ اور ذاتی فرض ہمدردی کو سمجھتا ہی یہ وصف نہایت ہی اعلی اور افضل انسان مین ہے۔

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیان

یہ چند اوصاف مذکورۂ بالا جو ہمنے انسان کے ظاہر کئے انکے ملاحظے سے ثابت ہی کہ قدرت نے جو اوصاف فطرتی انسان مین رکھے ہین وہ کسی کو عطا نہین فرمائے جسقدر مخلوقات ہی سب مین انسان ممتاز ہے اور جو صنعتین کہ انسان بناتا اور ایجاد کرتا ہے اُن مین انسان کا کوئی وصف نہین پایا جاتا۔

ہزارون کلین اور لاکھون طرح کی چیزین انسان کی بنائی ہوئی موجود ہین اور بعض کلین ایسی ہین کہ لاکھون آدمیون کے زور کا کام دیتی ہین لیکن انسانی وصف اُن مین مطلق نہین ہے۔

گھڑی اگرچہ وقت بتلاتی ہے مگر انسان جیسا تنفس اس مین نہین ہے گھنٹہ ہر چند کہ آواز دیتا ہے لیکن آدمی کا سا نطق اُس مین کہان۔

جس طرح سے انسان کی مصنوعی اشیا قسم قسم کا کام دیتی ہین اسی طرح سے قدرت نے انسانی ضروریات کے لیے حیوان مطلق بنا دیے ہین وہ چلتے ہین پھرتے ہین کھاتے ہین

پیتے ہین جاگتے ہین سوتے ہین گرمی سردی سے موثر ہوتے ہین بولتے ہین چھپاتے ہین دیکھتے ہین سونگھتے ہین سنتے ہین چھوتے ہین مگر جیسے اوصاف انسانمین ہین وہ اُنمین نہین۔

ایک قوت ناطقہ انسان کی ہے کہ جیسے دریا کا دہانہ کھولدیا اور وہ روان ہورہا ہے اور ایک بولنے کا خواص حیوانات مین ہے کہ جسقدر اُنکو قدرت نے سکھادیا ہے وہی اوازین وہ بول سکتے ہین اور جو انسان کی بولی اُنکو سکھائی جاے تو اُسکے مفہوم کی کچھ خبر اُنکو نہین ہوتی۔ طوطا اور مینا گو آدمی کی بولی سیکھ جاتے ہین لیکن مفہوم کو ہرگز دریافت نہین کرسکتے اور جو سکھایا جاتا ہے نہ اُس سے تجاوز کرسکتے ہین۔ یہی حال اُنکے دیگر خواص کا ہے۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ جو اوصاف انسان مین ہین وہ حیوانات مین نہین اور جو حیوانات مین قدرت نے اوصاف رکھے ہین وہ دیگر مخلوقات مین نہین پائے جاتے اور خود آدمی جن چیزون کا صانع ہے اُنمین بھی کوئی وصف آدمی کا نہین پایا جاتا **تو اب یہ مسئلہ** "کہ

"خداوند جلّ وعلی شانہ بٹیار رکھتا ہے" یا

"وہ رحم عورت مین حلول کرتا ہے"

محض غلط اور صریح بہتان ہے اور فطرت کے خلاف

جس حالت مین کہ اُسنے انسان کو باین صفات بنایا کہ اُسکے سے اوصاف کسی مین نہین رکھے تو خود وہ انسانی صفات سے کیسے متصف ہوسکتا ہے۔

یہ عقیدہ اُسکی قدرت کاملہ کو دھبہ لگانے والا اور خدائی زور کا مٹانے والا ہے۔

جن لوگون کا یہ عقیدہ ہے کہ ایک ذات مین تین وصف ہون کہ

وہ خالق بھی ہو۔

پروردگار بھی ہو۔

قہار بھی ہو۔

محال ہے۔

اسواسطے وہ تین خدا علحدہ علحدہ مانتے ہین۔

(۱) برہما پیدا کرنے والا۔

(۲) بشن پرورش کرنے والا۔

(۳) مہیش (مہادیو) قہر کرنے والا۔

یہ اُنکی سخت غلطی ہے وہ آدمی کی حالت پر نظر کرین کہ وہ ایک ذات ہوکر کتنے اوصاف رکھتا ہے کہ سخی ہے۔ دولتمند ہے۔ عالم ہے۔ بہادر ہے۔ حسین ہے۔ سنتا ہے۔ دیکھتا ہے۔ لکھتا ہے پڑھتا ہے۔ چلتا ہے۔ پھرتا ہے۔ موجد ہے صدہا ہزارہا اوصاف ایک ذات مین موجود ہین یہ تو محال نہین اور خداوند تعالی مین ان تین صفتون کا ہونا محال اور ناممکن سمجھا جاے محض دعوی باطل ہے۔

تثلیث

اسی طرح سے جو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ اب (باپ) ابن (بیٹا) روح القدس (جبرئیل) یہ تینون وجود ہین جو مالک اور خالق زمین و آسمان ہین۔

یہ عقیدہ بھی فطرت اور قانون قدرت کے خلاف ہے کیونکہ باپ یا بیٹا ہونا انسانی خاصہ ہے اگر خدا کو باپ تصور کیا جائیگا تو وہ انسانی صفات سے جو الوہیت کے شایان نہین ہے متصف ہوگا اور جیسا خاصہ توالد تناسل کا انسانین ہے وہی خدا کی ذات مین ماننا پڑیگا۔

اگر یہ لوگ اللہ اور مسیح دونون کو قدیم جانتے ہین تو بیٹا ہونا ہی اس کے منافی ہے اسلیے کہ بیٹے کے لیے ضرور ہے کہ باپ کے بعد ہو اور یہ شان ہے حادث کی اور دونو کو حادث کہین تو خدا تشریف لیگئے اور اگر باپ کو قدیم بیٹے کو حادث جانین تو باپ بیٹے مین مجانست نہی مغائرت آگئی کچھ کام نہ نکلا بہرطور مقدمات دلیل فاسد اور دعوی باطل ہے۔

یہ عقیدہ مذہب کے اصل اصول کو ہی نسیاً منسیاً کیے دیتا ہے۔

اس لیے کہ سب سے پہلا اور اعلی مسئلہ مذہب کا یہی ہے کہ بندہ یہ جانے کہ ہمارا مالک اور خالق کون ہے جب یہی اُسکو دریافت نہوا اور پہلے ہی مقام مین یہ بھٹک کر رہگیا تو آگے اسکا جانا معلوم۔

اس عقیدے مین چند عقائد ہین۔

ایک تو وہ جو **اقنوم** یعنی تین وجود کے قائل ہین جسکا بیان ابھی ہم کرآئے ہین۔
دوسرے وہ ہین جو یہ کہتے ہین کہ ان تینون یعنی **باپ - بیٹا - روح القدس** سے ذات باری کا وجود ہے۔
اسکی دلیل اُنکے نزدیک یہ ہے کہ بغیر تین امر کے واحد کا وجود محال ہے جیسے ایک کاہندسہ کہ وہ درحقیقت دیکھنے اور سمجھنے مین تو ایک ہے مگر اس مین طول بھی ہے عرض بھی ہے رنگ بھی ہے اسی طرح سے خدا کا وجود سمجھو۔
تیسرے وہ ہین کہ جنکا یہ عقیدہ ہے کہ خداوند تعالی نے بندونکی مغفرت کے لیے دُنیا مین اپنا بیٹا مسیح علیہ السلام پیدا کیا کہ وہ کفارہ سب گنہ گارون کے گناہ کا ہوجاے اور اُسکے سبب سے وہ سبکو بخشدے جو اُسپر ایمان لائین۔
یہ تینون عقیدے جو تمام یوروپ مین ایک درازعرصے سے چلے آتے ہین جسکو ہزار برس سے زیادہ گذر گئے فطرت کے خلاف ہین۔
پہلا عقیدہ تو اہل ہنود کے مذہب کی موافق ہے کہ ان مین جو لوگ **برہما - بشن مہیش** کو خدا کہتے ہین ویسے ہی یہ **اقنوم** کو یعنی جیسے برہما - بشن - مہیش خدائی کے مالک ہین اسی طرح سے انکے نزدیک باپ - بیٹا - روح القدس خالق عالم اور رب العالمین ہین پس ایک خدا کے تین خدا ہین۔
اس عقیدہ کا خلاف فطرت ہونا ہم اوپر بیان کرآئے ہین یہان یہ اظہار کرتے ہین کہ اس عقیدے کے لوگ موحد نہین مُشرک ہین۔
کسی نے کسی دیوتا کو خدا مانا کسی نے **کالکا دیوی** اور ماتا کو پرمیشر جانا اور کسی نے اُنکا بیٹا بنا کر بیٹے کو اور روح القدس کو اُنکی خدائی مین شریک سمجھا نتیجہ اور مآل کار دونونکا ایک ہے۔
یہ عقیدہ جو اہل ہنود کے مذہب سے ملتا ہے شہادت دیتا ہے کہ یا تو اہلِ ہنود کے پیشواؤن نے عیسائیون سے یہ سبق لیا ہے یا عیسائیون نے اُنسے۔

ہنداور یونان مین بھی ایک زمانے تک جو تعلق رہا ہے وہ کسی تاریخ دان سے پوشیدہ نہین کیا عجب ہو کہ مثل تناسخ کے یہ مسئلہ یونان کے عیسائیون سے اہل ہنود نے سیکھا ہو اور یہان آکر اپنے مذہب کی مطابق یہ شکل بنالی ہو۔

تاریخ پکار رہی ہے کہ ساتوین صدی عیسوی تک **مصر** - **روم** - **یونان** مین عیسائی اور **ایران** مین بت پرستی - آتش پرستی کا مذہب جاری مذہب تھا اور ملک **عرب** مین گو کوئی مستقل سلطنت اُس وقت مین نہین تھی مگر **نصاریٰ** - **یہودی** **مشرکین** سب لوگون کے مذہب کا مجموعہ **عرب** تھا اور ہندوستان مین رعایا برایا اور دربار کا مذہب علی العموم بت پرستی تھا۔

چونکہ ان ملکون کا سلسلہ آپس مین ملا ہوا ہے ایک ملک سے ایسے عقائد دوسرے مُلک مین اور اُس سے تیسرے ملک مین پھیل گئے یہی وجہ ہے کہ اہل ہنود کا مذہب مجموعہ تمام مذاہب کا ہے۔ تھوڑی بہت سبکی تقلید کو اپنا شعار کیا ہے۔

ایک[۱] تو وہ ہین کہ جو برہما - بشن - مہیش کو خدا مانتے ہین۔

دوسرے[۲] وہ ہین کہ چوبیس[۲۴] اوتار اور تینتیس[۳۳] کروڑ دیوتا کو خدا جانتے ہین۔

تیسرے[۳] وہ جو آگ کو دیوتا اور خدا سمجھتے ہین۔

چوتھے[۴] وہ ہین کہ ان سبکے سوا **دیوی** کو خدا جانتے ہین اور دیوی بھی ایک نہین صدہا دیوی ہین۔

پانچوین[۵] وہ ہین کہ چوبیس[۲۴] **تیرتھنکر** کو خدا کہتے ہین اور پارسناتھ جی کی پوجا کرتے ہین۔

یہودی اور عیسائی **بیت المقدس** کی زیارت کرتے اور اُسکو **بیت اللہ** سمجھتے تھے۔

عرب کی قومین **خانہ کعبہ** کو اپنا زیارت گاہ جانتی تھین اور احرام باندھکر وہان جاتی تھین اور سر مُنڈاتی بال کتراتی تھین **آب زمزم** وہانسے لاتی تھین جیسا کہ اہل اسلام مین اب تک رائج ہے۔ اہل ہنود نے اُسکی جگہ **ہردوار** مقرر کیا جو بعینہٖ **بیت اللہ** کا ترجمہ ہے۔

یہ بھی وہان بال مُنڈاتے اور احرام باندھتے اور گنگا جل کی شیشیان وہان سے بھر کے لاتے ہین پہلے یہود۔ نصاریٰ زکوٰۃ یا صدقے کے مال کو باہر نکال کر رکھتے تھے ایک قدرتی آگ کا شعلہ اُسکو جلا دیتا تھا اہل ہنود نے اُسکی جگہ ہوم قائم کیا جو اب تک اُنکے یہان ہوتا ہے اور صدہا من گھی۔ تیل۔ غلہ وغیرہ آگ کی نذر کیا جاتا ہے۔

بیاس جی جو بید کے مصنف ہین انھون نے **ایران** مین جاکر مذہب **زردشت** اختیار کیا اور یہان آکر آتش پرستی کا رواج دیا جسکی تصدیق پارسیون کی کتابین کرتی ہین۔ جب سے اہل ہنود آگ کو **اگن دیوتا** کہنے لگے اور راجپوتانے مین عام وخاص آگ کو **باسدیو** کہتے ہین۔

یہ سب گل کھلایا ہوا اُسی عقیدۂ تثلیث کا ہے بعض قصے بھی اُنکے **اہل کتاب** کے قصون سے ملتے ہین **ہرناکش** اور پہلاد کا قصہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود بادشاہ کے قصے سے مشابہت نام رکھتا ہے اور اُسی واقعہ کی یادگار **ہولی** کا تہوار ہے جسکی صورت امتداد زمانہ اور جہالت کی وجہ سے کچھ کی کچھ ہوگئی ہے۔

ایسی ایسی مذہبی باتین تبلا رہی ہین کہ مغربی ملکون کے میل جول سے جو کسی نے مانے مین تھا برہمنون نے وہی عقائد اس ملک مین جاری کر دیے اور اُنمین کسیقدر رد وبدل کر دیا۔

تناسخ جسکو **آواگون** کہتے ہین **یونان** کے دہریون کا مسئلہ تھا جو اہل ہنود نے اختیار کر لیا اسی طرح جس طرح نفس بھی اُنمین سے بعض کا شیوہ تھا جو یہان رواج پاگیا اور اُسکو عبادت تصور کر لیا جس پر آجکل کے آریہ زور دے رہے ہین۔

اہل ہنود کی بہت سی باتین یہود و نصاریٰ اور زردشتیون سے ملتی ہین۔

یہود و نصاریٰ نے حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنایا تو اہل ہنود نے بجاے اُسکے **اوتار** مقرر کر لئے کہ خود ذاتِ باری نے حلول کیا ہے اور سرکشون کی تنبیہ کے لیے جنم لیا ہے۔

یہ خیال اور یہود و نصاریٰ کا عقیدہ دراصل ایک ہے۔
لطف یہ ہے کہ خود نصاریٰ کے علما اس مسئلے مین حیران ہین اور وہ کوئی دلیل اسکی اپنے پاس نہین رکھتے صرف آبائی تقلید سے اُسکی پابندی کرتے ہین - زیادہ افسوس دانایان فرنگ کی دانائی پر آتا ہے جنھون نے ادنیٰ حالت سے اعلیٰ درجے کی ترقی کی ہے اور وہ اپنی کتابون اور تاریخون کے دیکھنے سے تجربہ کار اور واقف کار ہوگئے ہین کہ اس آبائی تقلید کی وجہ سے اُنکی قوم نہایت تاریکی مین پڑی ہوئی تھی اور علی العموم اوہام باطلہ مین مبتلا اور رسم کی پابند تھی جب تک ان عقائد موہومہ جاہلانہ کو ترک نہین کیا گیا ترقی کا زینہ ہاتھ نہین آیا۔
دنیا کی اصلاح اُنھون نے خوب کی دولت و عزت مین آج وہ تمام قومونسے سبقت لے گئے ہین مگر مذہب مین ہنوز اُنکا قدم پیچھے ہے۔
سب باتونمین اپنا طرز آبائی بدل دیا نہ وہ کھانا ہے نہ وہ لباس نہ اگلا طریق معاش جو بات ہے نئی وضع اور نئے انداز کی لیکن مذہبی خیال وہی چلے جاتے ہین اور تثلیث کے باطل عقیدے پر بلا دلیل جمے ہوئے ہین۔
یہ غور نہین کرتے کہ یہ عقیدہ شرک کا ہے جس سے مذہب باطل ہوتا ہے خداوند تعالیٰ کو جب تک وحدہ لاشریک نہین تسلیم کیا جائیگا دین حق نہین سمجھا جا سکتا ہے۔
دوسرا عقیدہ جو یہ ہے کہ بدون تین کے واحد کا وجود نہین ہو سکتا جیسے ایک کا ہندسہ کہ وہ دراصل ایک ہی مگر اُس مین طول اور عرض بھی ہے اسیطرح سے خدا سمجھو کہ وہ خود اور مسیح اور روح القدس فی الحقیقت ایک ذات ہے۔
یہ عقیدہ اور پہلا عقیدہ نفس الامر مین تو ایک ہے ظاہرا اسکی شکل جداگانہ معلوم ہوتی ہے ورنہ یہ عقیدہ پہلے عقیدے کی ایک دلیل ہے ہان اتنا تفاوت ضرور ہے کہ وہان تین وجود علیحدہ علیحدہ تسلیم کیے گئے ہین اور یہان ہر سہ وجود کا ایک وجود مانا گیا ہے

اور سمجھانے کے لیے ایک مثال دی گئی ہے جسمین صریح مغالطہ ہے کہ ایک کے واسطے شرف طول اور عرض کو لازم کرکے محدود کردیا حالانکہ اسی پر حصر نہین ہوسکتا جس شے کے لیے طول اور عرض کو لازم کروگے اُسکے واسطے جسم اور جہت اور مکان اور زمان اور رنگ اور وضع بھی ازروے فطرت ماننی پڑیگی صرف تین پر حصر نہین ہوسکتا۔

جو یہ خیال گذرے کہ اگر خداوند تعالیٰ کو ہم واحد ہی تسلیم کرین اور اُسکی ذات کو بیٹا اور روح القدس سے پاک اور منزہ سمجھ لین تب بھی ازروے فطرت یہ قباحت جو اوپر بیان کی رفع نہین ہوسکتی اور ہمنے تو تین پر ہی حصر کیا ہے تمکو زیادہ معبود ماننے پڑینگے۔

لیکن جس حالت مین ذات باری تعالیٰ کو آپ یہ تسلیم کرینگے کہ وہ بالکل فطرت انسانی وحیوانی وانجمادی سے پاک۔ مبرّا اور نرالا ہے اور وہ ذات ہی اسطرح کی ہے کہ جو ہمارے وہم اور گمان سے اعلیٰ ہے جسقدر اجسام ہماری نظر سے گذرتے ہین وہ بات کسی ایک مین بھی نہین پائی جاتی اور ہمکو اسقدر فہم نہین کہ اگر اُسکی حقیقت ہمارے ذہن نشین کی جاے تو ہمارے قیاس اور ادراک مین وہ آجائے۔

آفتاب اور شعلے کا مٹھی مین آنا اور سمندر کا کوزے مین سمانا جیسا ناممکن ہے ایسا ہی ذات باری تعالیٰ کی ماہیت ہمارے ادراک اور وہم اور قیاس مین آنی محال ہے۔

دنیا مین اُسکا سا کوئی جسم اور کوئی شے ہم نہین دیکھتے اُسکی ذات تو اُسکی ہی ہے اُسکے اوصاف پر نظر کرو کہ وہ کن اوصاف سے موصوف ہی تو یہ خدشہ دل سے رفع ہوجائیگا۔

حلم اُسکا ایک وصف ہی اور یہ وصف انسان مین بھی ہے مگر خداوند تعالیٰ کے حلم کے روبرو انسان کا حلم بالکل نے حقیقت ہی۔

آدمی کیسا ہی حلیم اور بردبار کیون نہو جہان اپنے کسی مطیع اور فرمان بردار کو خلاف حکم دیکھیا اور غضب مین آیا خداوند تعالیٰ لاکھون نافرمانیان ہزارون سیہ کاریان آدمیون کی ہردم دیکھتا ہے اور ویسے ہی انعام اور اکرام کیے جاتا ہے اور غضب مین نہین آتا۔

خدائے راست مسلّم بزرگواری وحلم	کہ جرم بیند و نان بر ستم میدارد

رحم اسکا اس درجہ وسیع ہی جسکی انتہا کسی نے نہین پائی ادنی اُسکا یہ ہی کہ اگر اس سے التجا کے ساتھ طلب کرو تو وہ خوش ہوتا ہے اور جو نہ مانگو تو نہ مانگنے سے ناراض یہی معنی رحمٰن کے ہین۔

غفور اتنا بڑا ہے کہ جس قصور مین کسیکو پکڑکر اسکی مغفرت کریگا تو وہ مغفرت ایسی ہوگی کہ پھر کسیکو اُس گناہ مین ماخوذ نہین کریگا۔

علیم اس درجہ ہے کہ ہر ایک وقت مین سورج۔ چاند۔ زمین۔ آسمان۔ عرش و کرسی اور مافیہا کے جملہ حالات سے بھی کماحقہ علم رکھتا ہے اور کیڑے جو زمین پر چل رہے ہین اُنکو بھی جانتا ہے اور اُنکی آرزونکا علم رکھتا ہے۔

قادر اتنا بڑا ہے کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو صرف یہی فرمادیتا ہے کہ "ہوجا" جسکے فرمانے کے ساتھ فوراً وہ کام ہوجاتا ہے۔

غرضکہ اسکے اوصاف مین ہی ہماری عقل حیران اور پریشان ہے جب صفات ہی اُسکی ہماری خرد مین نہین اسکتین تو ذات مین ہم کیا گفتگو کرسکتے ہین۔

"تو کار زمین را نکو ساختی	کہ با آسمان نیز پرداختی"

صفات تو صفات انسان اُسکی ادنی مخلوق کی حقیقت دریافت نہین کرسکتا۔

یہ اُسکی انتہا درجے کی جسارت ہے کہ وہ ذات الٰہی کی حقیقت دریافت کرنے کے درپے ہوجاتا ہے اور اپنی اصلیت پر نظر نہین کرتا ہے اور یہ نہین جانتا ہے۔

"کہ خاصان درین رہ فرس رانده اند	بلا احصی از تک فرو مانده اند"

اُے در تگ و پوے تو ز آغاز	عنقاے نظر بلند پرواز	فکر تو بدل خیال بگداخت
اوج تو ز مرغ بال بگداخت	دانا کہ بکنہ راہ اوست	بر کنگرِ شعلہ تار موست
این مرحلہ گرچہ دل نشین ست	ہشدار کہ بادش آتشین ست	توحید تو ہر کہ راند در قیل

بر مور چہ زد عماری فیل	گر دیدہ نظر کند بدان سو	قرگان زندش طمانچہ بر رو	
ذاتت صفتِ صفت گرفتہ		حیرت رہِ معرفت گرفتہ"	

اسی واسطے اُسکو "سبحان" کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے علیحدہ اور نرالا ہے۔
ایسا یقین کرنے سے کوئی ضرورت ہمکو نہ اُسکے جسیم اور وسیع اور طویل اور عریض ماننے کی پڑتی ہے اور نہ مکان اور زمان اور جہت اُسکے لیے لازم ہو سکتی ہے۔
کیونکہ وہ وجود ہی فطرت سے نرالا ہی فطرت تو اُسکی مخلوق ہے اور وہ خالق۔
اس سے جب ہم یہ سمجھ لینگے کہ اللہ کی ذات موافق فطرت کے نہین ہے اور فطرت خود مخلوق ہے اور وہ اس قاعدۂ فطرت سے علحدہ اور نرالا ہے تو اُسپر ہم وہ خلقی قاعدہ جو ازروے فطرت دیگر اجسام پر چلاتے ہین نہین وارد کر سکینگے اور یہ جانینگے کہ وہ ذات ہی ایک نرالی ذات ہے جسکا نہ کوئی شریک ہے نہ عدیل نہ اُسکے باپ ہے اور نہ وہ کسی کا باپ نہ اُسکو عورت کی ضرورت ہے نہ کسی مرد کی اُس وقت دل خود بخود یہی اقرار کریگا کہ "سبحانک لاشریک یا ہو" اس خیال سے کوئی نقصان عائد نہین ہو سکتا۔
کس لیے کہ خداوند تعالی جو خالق کل موجودات کا ہے وہ ایسا ہی ہونا چاہیے کہ نہ اُسکا کوئی نظیر ہو نہ شریک۔ اگر ہم یہ تسلیم کرینگے تو نظیر اور شریک ہونے کا ثبوت ہمکو دینا پڑیگا جو قطعی محال ہے اور اُنکے اختیارات اور اُنکی جداگانہ قدرتین تسلیم کرنی پڑینگی۔
خداوند تعالی کا کوئی نظیر ہوتا تو آسمان و زمین اتنے عرصے تک ہرگز قائم نہ رہتے وہ مقابل کا حریف اُنکو تہ و بالا کر دیتا یا دوسری جگہ اُٹھا کر لیجاتا اور جو کوئی خدائی مین شریک ہوتا تو وہ اپنا کارخانہ ضرور ظاہر کرتا یہ عالم اس طرح سے ہرگز برقرار نہ رہتا۔
ایک پادری صاحب سے کسی نے پوچھا کہ مسیح علیہ السلام خدا کا بیٹا سپوت ہے یا پوت ہے یا کپوت ہے اگر سپوت ہوتا تو اس سے بہتر عالم بنا کر دکھلاتا اور باپ کے کارخانے کو ترقی دیتا مگر عالم بدستور ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ سپوت نہین۔

جو پوت تسلیم کرین تو پوت کے واسطے یہ لازم ہے کہ باپ کی برابر کرکے دکھلائے مسیح علیہ السلام نے کوئی عالم بناکر نہین دکھلایا باپ کے ہی مکان مین اقامت کی اور باپ کے ہی سرمایہ سے زندگی گذاری اس سے ظاہر کہ وہ پوت بھی نہین ہے۔

تیسری صورت کا بیٹا کپوت ہوتا ہے جو باپ کے کارخانے اور سرمائے کو درہم برہم کردے سو یہ کارخانہ دنیا کا ویسے ہی چل رہا ہے اور جہان قائم اور برقرار ہے اس سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کپوت بیٹا بھی نہین ہے۔

اب فرمائے کہ مسیح علیہ السلام جسکو آپ خدا کا بیٹا قرار دیتے ہین کیسے بیٹا ہوسکتا ہے۔

یہ وہ مدلل مسئلہ لاجواب تھا کہ پادری صاحب کو بجز سکوت کے کیا جواب آسکتا تھا۔

تیسرا جو یہ عقیدہ ہے کہ دنیا مین بندونکی مغفرت اور نجات کے لیے خداوند تعالیٰ نے اپنے بیٹے مسیح علیہ السلام کو بھیجا کہ وہ کفارہ سبکے گناہون کا ہوجاے تاکہ جو اُسپر ایمان لائین اُن کو وہ بخشدے۔

یہ خیال بھی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ دین از روے فطرت ہے اور خاص غرض دین کی یہی ہے کہ سب بنی نوع انسان خدا کو مانکر اُسکا خوف کرین اور گناہ سے بچتے رہین کیونکہ نظام عالم جبھی قائم رہسکتا ہے کہ علی العموم مذہبی خیال لوگونکو ہو ورنہ اس خیال کے نرکھنے سے نہ دنیا مین امن ہوسکتا ہے اور نہ مخلوق کو آسایش۔

اسی خیال نے یہ سب باتین کررکھی ہین جس سے دنیا مین یہ بہار آرہی ہے اور لوگ اگرچہ مختلف مذاہب رکھتے ہین مگر قتل۔ چوری۔ زناکاری۔ دغا فریب کو سب گناہ کبیرہ سمجھتے ہین۔ وہ کیا چیز ہے جسنے اُنکے دل مین ان امور کو جرم قرار دیا ہے وہ خیال صرف عاقبت کا ہی خیال ہے جو اُنکو خوف دہ کررہا ہے اور وہ گناہونکے ارتکاب سے ڈرتے ہین۔ اسی پر امن خلائق کا مدار ہے۔

جب لوگ یہ سمجھ لینگے کہ ہمارے گناہون کا بار مسیح علیہ السلام نے اُٹھالیا ہے تو اُن کو گناہ

کرنے کی جرات ہوگی اور وہ گناہ کرتے ہوئے ہرگز خوف نہین کرینگے ملک مین کثرت سے فتنہ اور فساد پھیل جائیگا امن و آسایش نام کو نہ رہیگی۔

قدرت نے جو مذہبی خیال سبکے دل مین ڈالا ہے وہ باطل ہو جائیگا اور نظام عالم مین درہمی برہمی پڑ جائیگی پس جو مذہب معصیت اور گنہگاری سے لوگونکے دل کو اطمینان دلاتا ہے وہ مذہب فطرت کے خلاف ہے کیونکہ اقتضاے فطرت یہی ہے کہ کوئی کسی کا بار گناہ نہین اٹھا سکتا۔

کرے کوئی اور بھرے کوئی محض انصاف کے خلاف ہے۔ یہ مسئلہ ایجاد بندہ ہے ایسا دین خدائی دین نہین ہو سکتا جسکا بطلان ظاہر۔

"رسالت"

دوسرا اصول مذہب کا "رسالت" ہے

تجربے سے معلوم ہوا کہ عقل جو قدرت نے ہمکو عطا کی ہے وہ ایک ایسا چراغ روشن جسم مین ہے جو ہمکو ہر ایک تاریک اور نورانی جسم کی جہان ہماری نگاہ نہین پہونچ سکتی دیگر حواس پہونچ سکتے ہین خبر دیتی ہے ہر ایک نیک و بد ہمکو اسکے ذریعے سے دریافت ہوتا ہے۔ جو امر ہنوز ظہور مین نہین آیا اسکی صورت بنا کر یہ عقل آنکھون کے سامنے کھڑی کر دیتی ہے کہ اگر ایسا کروگے تو ایسا ہوگا۔

وہ ہمکو نیکی کی جانب رجوع کرتی ہے اور بدی سے ہمکو بچاتی ہے۔

اس مین اور اس خواہش مین جو ہمکو بدی کی جانب راغب کرتی ہے ہمیشہ اختلاف رہتا ہے جب یہ غالب ہو جاتی ہے تو ہم اس بدی سے محفوظ رہتے ہین ورنہ اس خواہش نفسانی مین مبتلا ہو کر گنہگار اور مجرم ہو جاتے ہین۔

اس عقل کا فطرتی خاصہ یہ ہے کہ وہ جہانتک ممکن ہو آدمی کی اصلاح اور تہذیب اور شایستگی

اور بہبودی مین کوشش کرے اور اُسکو خداوند تعالی کی نافرمانی اور گنہگاری سے بچائے۔
اگر یہ چراغ روشن آدمی کے جسم مین نہوتا تو یہ محض نکما اور ناکارہ تھا۔
جب اس مین فرق آجاتا ہے تو آدمی دیوانہ ہوجاتا ہے اور کچھ بھی اپنا نیک و بد نہین سمجھتا نہ اپنے مال کی حفاظت کا اُسکو خیال ہوتا ہے نہ جان کے تلف کرنے کا ملال۔
عزت۔ دولت۔ راحت۔ کلفت۔ ذلت کسی کی جانب بھی اُسکی نظر نہین رہتی
دراصل یہ عقل ہماری نہایت درجہ محافظ اور صلاح کار اور اعلی درجے کی مفید مطلب چیز ہے۔
لیکن جہان اس مین تمام خوبیان اور سرتاپا نکوئیان ہین وہان اتنا نقص بھی اُسکو لگا ہوا ہے کہ یہ خطا سے محفوظ نہین۔
کیسا ہی عقلمند اور ذکی اور فہیم ہو مگر کسی نہ کسی وقت وہ ضرور خطا کھا جاتا ہے اور کوئی رائے ایسی دیتا ہے جسکا نتیجہ نہایت ہی مضر اور خراب نکلتا ہے۔
یونان کی عقل نہایت مشہور اور مسلم ہے **بطلیموس** وہانکے حکما مین اعلی درجے کا عقل مند اور دانا حکیم ہوا ہے جسکے مقلد **افلاطون** اور **ارسطو** جیسے مشہور اور نامی فلاسفر ہوگذرے ہین اسکی رائے تھی کہ زمین ساکن ہے اور آسمان کو گردش ہے۔
یہ عقیدہ تمام دنیا مین پھیل گیا اور ہزارون برس تک لوگ اسی بات کے قائل رہے اور زمین کے سکون اور افلاک کی گردش پر صدہا رسالے تصنیف ہوئے اور ہنوز بھی کروڑہا آدمی اسی پر جمے ہوئے ہین۔
بعد مین جو ایک حکیم حاذق اُسی ملک یونان مین **فیثاغورث** ہوا تو اُسکی عقل بطلیموس کے خلاف اس جانب گئی کہ زمین آفتاب کے گرد پھرتی ہے اُسنے اس امر کے دلائل روشن کے ساتھ اس مسئلے کو لوگون کے ذہن نشین کیا کہ بہت آسانی سے لوگ سمجھ کر حیران رہگئے اور خداوند تعالی کی اس قدرت کو دیکھکر انکی عقل دنگ ہوگئی اور کوئی تردید عمدہ براہین کے ساتھ اُسکے دعوی کی وہ نہین کرسکے۔

اسکے بعد جو حکما ہوئے سب نے فیثاغورث کی رائے کو پسند کیا اور بطلیموس کی رائے کو باطل۔ اس سے معلوم ہوا کہ عقل خطا سے محفوظ نہین ہے اور جسکے واسطے فطرتی خطا لگی ہوئی ہو کہ وہ غلطی بھی کرتی ہے تو اسپر اعتماد کامل نہین کیا جاسکتا۔

دنیا مین کوئی عقلمند یہ دعوی نہین کرسکتا کہ میری عقل کبھی خطا نہین کرتی نہ آجتک کسی نے یہ دعوی کیا۔ جس حالت مین عقل کی یہ کیفیت ہو کہ وہ خطا سے محفوظ نہین اور روح کی شائستگی اور تہذیب کے لیے دھرم یعنی دین لازمی ہے تو روح کو صرف عقل کے بھروسے پر چھوڑنا اور دین کا مدار عقل پر رکھنا خلاف فطرت تھا۔

کیونکہ جس حالت مین عقل کی نسبت غلطی کا احتمال ہے اور مذہب ایک امر غیبی اور اسرار الٰہی ہے تو لازم ہوا کہ کوئی چیز عقل کے سوا انسان کی روحانی اصلاح کے لیے ایسی ہونی چاہیے کہ جو خطا سے محفوظ ہو اور وہ ایسی چیز ہو جس مین کوئی احتمال کسی قسم کا باقی نرہے اور وہ منجانب اللہ ہو تاکہ اسکو سب آدمی محکم سمجھ کر یقین کرین اور اس کا اتباع کرنے سے حیات جاودانی کا لطف اُٹھائین۔

اسکے واسطے قدرت نے بندونکی روحانی اصلاح کے لیے رفع حجت کی غرض سے **الہام** کا قاعدہ مقرر فرمایا جسمین خطا کا احتمال تک نہین ہے۔

اسی کا نام پیام الٰہی اور اسی کا نام **وحی** ہے پھر جیسا یہ پیام خالص اور خطا اور جملہ عیوب سے پاک وصاف تھا اُسکے واسطے مقتضائے فطرت لازم ہوا کہ جس پر وہ پیام نازل ہو وہ بھی از روے فطرت نہایت سچا اور خالص اور سنجیدہ انسان ہو جسمین گناہ اور نافرمانی کا فطرتی اثر نہووے اور خدا کے احکام پہونچانے اور اُسکی اشاعت کرنے مین ہر دم ساعی اور قوم کا بجان و دل ہوا خواہ اور سچا یار مددگار ہو۔

وہ کسی ذاتی غرض سے غرض نرکھتا ہو خالص خدا کے واسطے لوگون کی تہذیب اور روحانی اصلاح کرتا ہو وہ خود مقدس ہو ایماندار ہو معصوم ہو۔

خداوند تعالیٰ کے احکام کا پورا پابند اور جملہ گناہون سے پاک اور منزہ ہو اور ان احکام کی تعمیل مین خواہ اُسکے مال کا خواہ اُسکے اہل وعیال کا یا اُسکی جان کا کو کیسا ہی نقصان ہو اور اُسکو قوم کیسے ہی عذاب دے قسم قسم کے مصائب اُسکو اُٹھانے پڑین خواہ کوئی اُسکو جلتی ہوئی آگ مین ڈالدے یا اُسکے گلے پر چھری پھیر دے مگر وہ اُس کلمہ حق سے باز نہ رہے۔ تمام دنیا اور اُسکی جملہ کائنات کی رائی کے دانے کی برابر بھی اُسکی نگاہ مین وقعت نہو ئے۔

ایسے شخص مقدس کو قدرت نے فطرت کی رو سے اُس **الہام** اور **وحی** کے لیے منتخب کیا اور وحی سے اُسکی تصدیق فرمائی کہ "یہ ہمارا نائب اور برگزیدہ بندہ ہے جو کہے اُسکو سنو اور بسر و چشم منظور کرو"۔

"اگر اسکا حکم نہین مانوگے اور دوسرونکے کہنے سننے کی موافق اُسکے خلاف مین رہوگے تو آسمانی عذاب نازل ہونگے"

"دنیا مین رسوائی اور بلا اور آخرت مین دائمی عذاب دیا جائیگا اور روسیاہ ہوکر میدان حشر مین پکڑے ہوئے آوگے اور جو اطاعت اور فرمانبرداری کروگے تو دنیا مین عزت کے ساتھ بسر کروگے اور عاقبت مین حیات جاودانی اور عیش و کامرانی کا مزہ اور لطف اُٹھاوگے"

"ایک ایسے عمدہ اور پاکیزہ عشرت منزل مین تمکو رکھا جائیگا کہ جسکے آرام اور عیش کا لطف تمھاری عقل مین بھی نہین آسکتا ہے"

"فرمان بردار بندون کے واسطے جسقدر آرام اور عیش کی زندگی اعزاز کے ساتھ بعد مرنے کے ہے ویسا لطف اور عیش نہ آجتک کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کانون نے سنا اور نہ کسی کے دل مین ایسا خیال گذرا"

قدرت نے اپنے ایسے منتخب اور چیدہ اور برگزیدہ بندے کو لقب **رسول** اور نبی کا از روے وحی عنایت فرمایا معجزات اور فطرتی اثر نے شہادت دیدی کہ یہ وہ مقدس اور بزرگ لوگ ہین جو وحی کے لیے منتخب کیے گیے ہین۔

جس وقت **آدم** علیہ السلام کا ظہور دنیا مین ہوا اسیکے ساتھ ہی وحی کا نزول کیا گیا۔

آدم علیہ السلام جن سے نسل انسان کی چلی اور جنکو مذہب ثلثہ آدم اور مجوسی آباد اور مشرکین آدا اور مہادیو کہتے ہین بہشت سے نکالے گئے تھے۔

اگرچہ مشرکین اس طرح سے حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا مین آنے کی تصدیق نہین کرتے اور اس بارے مین اُنکے مختلف اقوال ہین لیکن یہود۔ نصاری مسلمان اس پر متفق ہین اور اُنکی آسمانی کتابین اسکی شاہد۔

یہ آدم علیہ السلام سب سے پہلا انسان پہلا نبی پہلا رسول اور سب آدمیونکا باپ ہے جو اس وقت روے زمین پر ہین اور ابتداے آفرینش انسان سے ابتک گذر چکے ہین۔

یہ ضرور ہے کہ جس شخص نے نعماے جنت کا لطف اُٹھایا تھا اور وہ فلک الافلاک کی سیر کرتا تھا اور مسجود ملائک تھا جب اس تودۂ خاک پر پھینکا گیا ہوگا تو کیسا کچھ صدمہ اور غضب کا حادثہ اُسکے دل پر نہ ہوا ہوگا ایسے وقت مین جب تک پیام الٰہی نے اُسکو اُسی مقام کے ملنے کا مژدہ نہین سُنایا ہوگا اُسکا غم فرو نہین ہوا ہوگا۔

اسواسطے اول وحی اُسپر یہی نازل ہوئی کہ "آیندہ ہماری ہدایت پر جو ہم وحی اور الہام کے ذریعے سے وقتاً فوقتاً نازل کرتے رہینگے تُو اور تیری اولاد عمل کریگی تو یہی مقام پھر ہمیشہ کے لیے اسطرح سے نصیب ہوگا کہ وہانسے کبھی نکالے نہین جاؤگے سو چند روزہ اُس قیام دنیوی مین کہ صبر کرو اور دنیا مین جو ساگ پات۔ غلہ وغیرہ کاشتکاری کے ذریعے سے حاصل کروگے وہی تمھاری غذا ہے جوتو۔ بوؤ۔ کماؤ اور کھاؤ"

اگر اُسوقت وحی یہ ہدایت نکرتی تو آدم علیہ السلام کے کھانے پینے رہنے سہنے کا کچھ بھی بندوبست نہوتا۔ اسی وحی نے غلے کا بونا زمین کا جوتنا۔ پیسنا۔ پکانا سب تعلیم کردیا۔

پھر جب زمین پر آدمیون کی کثرت ہوگئی اور دنیوی امور مین ایجادین ہونے لگین اور خود آدمی اپنی عقل خداداد سے انتظام تمدن کرنے لگے اور بندے خداوند تعالیٰ کی نافرمانی کی جانب مائل ہونے لگے اور فطرتی اصول کے خلاف وہ بت پرستی کرنے لگے اور بعض یہان تک

سرکش ہوگئے کہ وہ اپنے جاہ وحشم پر مغرور ہوکر اپنے کو خدا کہلانے لگے تو اُس وقت وحی کی نافرمانی اور سرکشی کے دور کرنے کے لیے خاص روحانی اصلاح کے واسطے نازل ہونے لگی۔ جسکی فرمانبرداری کوئی فریق ہمیشہ کرتا رہا اور وہی فریق فرمان بردار اور خدا پرست کہلایا باقی فریق جو اُسکے خلاف میں رہے وہ منکر اور نافرمان کے نام سے نامزد ہوئے اور پھر اُنمیں بہت سے فریق ہوگئے اور نفاق بڑھتا چلا گیا۔

باہمی فساد اور خونریزی نے یہ تفرقہ ڈالا کہ بنی نوع انسان جو سبکو ایک باپ کا بیٹا سمجھتے تھے ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے اور ایک فریق دوسرے فریق کو غیر جنس خیال کرنے لگا۔

امتداد زمانے نے وہ برادرانہ رشتہ منقطع کرکے تقلید آبائی کو مذہب اور قوم بنا دیا جسکو جہالت نے رنگ برنگ کے جلووں سے وہ رنگ دیا جسکی صورتیں اور طرزیں آج ہزاروں قسم کی ہم دنیا میں دیکھ رہے ہیں یہ ہے روحانی خاکہ جسکی سطر سے خاک گھر گھر اُڑائی جارہی ہے اور اُسکو مذہب حقانی اور سچا دھرم یقین کیا جارہا ہے۔

جب لوگ حقیقت سے دور ہوکر آبائی تقلید پر جم گئے اور پیغمبر وقت کے فرمان کو وہ اپنی ضد اور سرکشی سے جھٹلانے لگے اور اُسکی جان کے لاگو ہوگئے اور یہ وتیرہ اُنھوں نے اختیار کرلیا کہ آبائی طریق گو کیسا ہی خراب۔ ذلیل۔ بیہودہ اور محض جھوٹا ہو اُسکو ہرگز ترک نہیں کرنا چاہیے نہ اُسکی تحقیق کی ضرورت ہے اور نہ تفتیش کی حاجت اپنے وہم اور گمان سے جو بزرگوں نے شیوہ اختیار کیا ہے وہ مسلم اور قطعی فرمانِ ناطق ہے۔

ایسی حالت میں وہ گمراہ اور نئے دین کیسے نہوتے اصل گمراہی کا سبب یہی خیال ہے جس کا نام تقلید آبائی ہے۔

اگر سب لوگ اس ناقص خیال کو چھوڑ دیں اور باپ دادا کے قدم بقدم چلنے کی پیروی نکریں تو بہت جلد اور بکثرت وہ راہ راست پر آجائیں اور اس گمراہی سے جسنے اُنکی روح کو مکدر اور خراب کر رکھا ہے نجات پائیں۔

یہ بحث ہمنے کتاب المہدی مین بھی کی ہے۔
تقلید آبائی کا خیال سب فریق مین ہے لیکن ان لوگون نے جو مذہب کو نہایت ہی اہم اور حیات ابدی کا ذریعہ جانتے ہین اُسکی حقیقت کو دریافت کیا ہے۔
اُنکو خداوند تعالی پر یقین ہے کہ بعد مرنے کے ہم اسیکے روبرو پیش کیے جائینگے اور وہ ہم سے سب طرح کا مواخذہ کرنے والا ہے جسکے روبرو کسیکی قرابت کسی کی حمایت کچھ فائدہ نہ دے گی جو عذاب و ثواب ہوگا وہ بھگتنا اور اُٹھانا پڑیگا۔
تقلید آبائی کی برابر کوئی دشمن انسان کا نہین ہے اسنے لاکھون کو غارت کر دیا کروڑون گھر برباد کر دئے ملک کے ملک تہس نہس ہو گئے۔
آدمی کو آنکھین دی گئین عقل دی گئی ہوش و حواس سب اسی غرض سے قدرت نے دیے ہین کہ یہ دوسرونکے بھروسے پر نرہے اپنی سعی اور محنت سے فوائد دارین حاصل کرے۔
جنکو یہ سمجھ ہے وہ ہرگز اُس آبائی تقلید کے دام فریب مین نہین آتے ہین فوراً اُس سے کنارہ کرکے علیحدہ ہو جاتے ہین اور شب و روز اُنکے خیالات عالم بالا کی جانب لگے رہتے ہین جیسا کہ مسافر بار بار گھڑی کو چلنے کے وقت کے انتظار مین دیکھتا ہے اسی طرح سے یہ کبھی اپنے قویٰ پر کبھی اعضا پر کبھی بالون کی سفیدی پر کبھی بدن کے ضعف پر نظر کرکے امادہ ہوتے ہین کہ اب آگے مین زیادہ وقفہ نہین اور جسقدر اُنسے ہوسکتا ہے وہ اپنا کوئی وقت ضائع نہین کرتے سفر کی تیاری مین ہر دم مستعد رہتے ہین اور جو کام کرتے ہین وہین کا فائدہ سمجھکر کرتے ہین اور ان کو کچھ خیال اور کسی نفع یا نقصان کا نہین ہے وہ دنیا کے غم اور عیش کی کچھ پروا نہین کرتے بڑا فکر اُنکے دل کو وہین کا لگا ہوا ہے جہان اُنکو ابدالآباد رہنا ہے۔
ایک دراز عرصے تک فرمان بردار بندے رسالت ہی جانتے ہے اور خدا کی توحید اور انبیا کی رسالت کے وہ قائل رہے۔
پہلا اصول جو قائم کیا گیا وہ یہی تھا کہ "ایک خدا کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

اسی اصول کو سب ایماندار بندون نے تسلیم کیا اور ایک ہی خدا کی پرستش ملک ملک ہوتی رہی۔ انبیا کا فریق جو ہر ایک ملک اور علاقے مین پیدا ہوا وہ بھی منادی کرتا رہا کہ خدائے واحد کی عبادت کرو اور کسی کو اُسکے حکم مین شریک مت سمجھو۔

طبائع کا اختلاف فطرتی خاصہ ہے سب سے پہلے اختلاف ان فرمان بردارون مین اُن لوگون نے کیا جو موسیٰ علیہ السلام کے پیرو کار تھے کیونکہ اس سے پہلے اختلاف اس فریق مین نہین پایا جاتا۔

اس فرقے کے اکثر آدمیون نے اپنی جہالت اور ضد سے حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت سے انکار کیا اور اونکی جان کے دشمن ہوگئے اور اپنے اور عیسائیون کے عندیہ مین اُنھون نے مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھا دیا اور اپنے اختلاف اور انکاری حجتین اور دلیلین قائم کرنی شروع کین۔

موسیٰ علیہ السلام کو نبی آخر الزمان اور **عزیر** علیہ السلام کو خدا کا بیٹا اُنھون نے قرار دیا۔

سب سے اول قانون فطرت کو یہودیون نے توڑا کہ خداوند تعالیٰ جو کسی کا باپ یا بیٹا ہونے سے مبرا ہے جو شان اُلوہیت کے خلاف ہے اُسکو صاحب اولاد تسلیم کر لیا۔

یہ مسئلہ اور عقیدہ تو پہلے ہی شائع ہو چکا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو قدرت نے اپنا کرشمہ دکھلانے کے لیے بدون باپ کے پیدا کیا پھر عیسائی کیسے حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار نہ دیتے۔

اُنھون نے بڑے مبالغے اور دلائل کے ساتھ علانیہ اس عقیدے کا اعلان کیا اور اپنے عقیدے کو محکم اور مدلل کرنے کے واسطے یہ اجتہاد کیا کہ انبیا معصوم نہ تھے وہ سب گنہ گار اور خطا کار تھے۔

اس لیے لازم ہوا کہ ایسی ذات عالم شہود مین جلوہ گر ہو جو گناہ کی سزاوار اور مرتکب جرم کسی طرح نہو سکے سو خدا کا ہی درجہ باقی رہگیا تھا اسواسطے یہ مغالطہ دیا گیا کہ خداوند تعالیٰ نے انبیا کو جب معصوم نہ دیکھا تو بندون کی ہدایت اور گناہون کے کفارے کے لیے اپنے بیٹے مسیح علیہ السلام

کو دنیا مین بھیجا اور سب انبیا پر جنکو وہ رسول اور نبی یقین کرتے تھے الزام لگانے شروع کیے اور وہ قاعدۂ فطرتی عصمت کا جو انبیا کے لیے مخصوص تھا یک قلم شکست ہوگیا۔

ان لوگون نے یہ غور نہین کی کہ فطرت کی رو سے بیٹا باپ سے بڑھکر یا اُسکی برابر ہونا چاہیے اور پھر خدا کا بیٹا تو کسی طرح سے بھی باپ سے کم ہونے کی لائق نہین ہے اگر ہم یہ عقیدہ رکھینگے تو خدا کی نسبت جو شرک سے مبرا ہے باطل ہوجائیگی اور ایک خدا کے دو خدا ماننے پڑینگے جو خلافِ فطرت ہے۔

پھر عیسیٰ علیہ السلام ماں کے پیٹ سے تولد ہوئے کھانا ویسے ہی کھاتے تھے جیسے سب آدمی کھاتے ہین دیگر حوائج انسانی کی اُنکو ایسی ہی ضرورت تھی جیسی سب آدمیون کو ہے گرمی سردی برابر اُنکو پہونچتی تھی اور بقول یہود و نصاریٰ اُنکو قوم نے قتل کیا زمین اپنی جگہ پر آسمان اپنے مقام پر اسی طرح سے قائم رہے سورج اور چاند بدستور چلتے اور اپنے اسی اندازے پر دورہ کرتے رہے بیٹے نے اتنا بھی نہین کیا کہ ایک ستارہ بھی ایک جگہ سے اُٹھاکر دوسری جگہ رکھدیتا یا کوئی نئی مخلوق بناکر دکھلاتا یا اس مخلوقات مین کوئی تغیر یا تبدل ہی کرتا خدا کے بیٹے ہونے کی لائق کے جو کام تھے اُن مین سے ایک بھی تو نہین کیا اور قوم نے ادنیٰ آدمی کی مثال اُس کو گرفتار کرکے سولی پر چڑھا دیا۔

واقعی قانون فطرت خدا کا ہی بنایا ہوا ہے اور یہ کسی کے اختیار مین نہین ہے اور کوئی اُسکے حکم مین ذرا بھی دخل کسی طرح کا نہین رکھ سکتا وہی مالک اور سب کا خالق ہے۔

سب مسیحی ایک وقت مین تثلیث کے خیال سے بالکل علیحدہ تھے اور مسیح علیہ السلام کو خدا کا بندہ اور برگزیدہ پیغمبر جانتے تھے۔

ایک عرصے کے بعد یہودیون کی چپقلش اور باہمی معرکہ آرائی نے اُنمین یہ خیال ڈالدیا کہ عیسیٰ ؑ بندہ نہین خدا کا بیٹا ہے جسکو بعض بعض جاہلون نے تسلیم کرلیا اور پھر یہ عقیدہ عام ہوگیا۔

یہ امر مسلم ہے کہ عیسائی جو بکثرت یوروپ کے خطے مین آباد ہین یک قلم جاہل اور ناخواندہ تھے ایک ہزار برس کا زمانہ یوروپ کا مڈل ایجز (تاریکی کا زمانہ) کہلاتا ہے جسمین علوم کی تعلیم

بالکل اُٹھ گئی تھی اور جہالت نے ہر چہار طرف سے اُن کو گھیر لیا تھا۔
علوم سے علی العموم اہل یوروپ کو کلی نفرت تھی علم پڑھنا قانوناً جرم تھا اور سب کا یہ خیال تھا کہ علم پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے ایسی حالت مین ایسے پوچ اور ناقص عقیدے کو زیادہ رواج ہو گیا اور جہالت کے باعث نسلاً در نسلاً یہ اعتقاد جمتا اور پھیلتا چلا گیا۔
جہالت جب غالب ہو جاتی ہے تو وہ انسان کو صلاح سے دور ڈالدیتی ہے اور ناقص خیال اور ناقص عقیدے دلون مین حلول کرتے چلے جاتے ہین۔
جس حالت مین عیسائی علوم کو چھوڑ بیٹھے تو اُن مین وہ قوت نرہی کہ وہ ایسے ناقص خیالات جاہلانہ کو علمی زور سے دفع کرتے مذہب پاک جو اُنکا تھا وہ مذہب نرہا پابندی رسم ورواج ہو گیا۔
پہلے عیسائی خدا کے احکام کے پابند تھے اب وہ تقلید آبائی کے تابع ہو گئے۔
مذہب کا حال علم سے ہی کھلتا ہے اور ہر شے کی کیفیت علم کے ذریعے سے ہی دریافت ہوتی ہے ناخواندہ آدمی واقعی نصف وحشی ہے۔
کوئی قوم ہو جہان اُسکے سر سے علم کا سایہ علیحدہ ہوا اور اُس قوم پر ادبار آیا ناواقفیت کی حالت مین یہ ٹھوکرین کھائیگا۔ بہکیگا اور گمراہ ہو جائیگا اور جب اُسکو بوجہ لاعلمی اصلیت کی خبر ہی نہو گی تو ناچار رسم ورواج اور تقلید آبائی کی پیروی کرنی پڑیگی۔
کچھ عیسائیون پر ہی منحصر نہین ہے کہ اُنھین اختلاف پڑ گیا اور اپنے مقدس اور خالص دین مین اُنھون نے افراط تفریط کر دی اور اپنی خود رائی سے مذہب کے جاہل علمانے اُسکو خراب کر دیا بلکہ یہود۔ مجوس اور اہل اسلام کی بھی یہی حالت ہے کہ ان فرقون مین جسقدر جہالت نے اپنا دخل کیا ہے اور جسقدر وہ علوم سے دور ہو گئے ہین اُسی قدر اُنکے مذاہب کو نقصان پہونچے ہین اور اصلی عقائد مین فرق آگیا ہے۔
یہودی اور عیسائیون مین اسقدر خون ریزیان اور معرکہ آرائیان ہوئی ہین کہ جسکی نظیر دوسری قوم مین نہین مل سکتی دفتر کے دفتر اُنکے جدال وقتال کے واقعات سے بھرے ہوئے ہین۔

جب تک یہودی اپنی سلطنت کو ہمیشہ کے لیے کھو نہیں بیٹھے لڑائی سے باز نہیں رہے ہیں حالت میں ایک دوسرے کے خراب اور برباد کرنے اور اپنے دعوی کی تصدیق کی غرض سے مذہبی کتابوں میں انھوں نے تحریف کردی۔

اسی وجہ سے وہ آسمانی کتابیں اُنکی قابل سند نہیں ہیں اور اسوقت جو توریت۔ زبور۔ انجیل عہد عتیق اور عہد جدید کے نام سے اہل کتاب کے ہاتھ میں ہیں وہ توریت۔ زبور۔ انجیل نہیں ہیں جو موسیٰ علیہ السلام اور داود علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں۔

اُن آسمانی کتابوں میں پولوس یہودی نے بالکل ردوبدل کردی اور یہی دین عیسوی کی خرابی اور بربادی کا بانی ہے جو پولوس مقدس کے نام سے عیسائیوں کے یہاں پکارا جاتا ہے۔

خاص انجیل مقدس عاریوں کے کلام سے معمور ہے مسیحی حواریوں کے کلام کو بھی کلام الٰہی سمجھتے ہیں بڑی نادانی اور سخت غلطی کی بات ہے کہ جس حالت میں یہ امر بخوبی ثابت ہوگیا کہ کتب آسمانی جن کلمات کے ساتھ انبیاء پر نازل ہوئی تھیں یہ وہ کتابیں نہیں ہیں اور آدمیوں کی طبع زاد اور ایجاد ہیں تو اب اُنکے اوپر اعتماد کرنا اور اُنسے نجات کی اُمید رکھنا اہل یوروپ کی دانشمندی سے نہایت بعید ہے اور یہی باعث ہے کہ دو حصے یوروپ ملحد ہوچلا ہے اور مذہب سے آزاد ہوتا جاتا ہے۔

یہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ یہودی عیسائی مسلمان اپنے اپنے مذہب کو بموجب فطرت بتلاتے ہیں اور پہلے نوشتوں اور دنیا کی تاریخوں سے ثابت ہے کہ یہ مذاہب قدیمی ہیں اور ان تینوں مذہبوں میں جیسا اتفاق اور اُنکے عقائد ملے جلے ہیں ایسے اور مذہبوں کے نہیں اور ازروئے فطرت ہمکو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دین حق انھیں مذہبوں میں ہے اور انھیں کے اصول کچھ دل کو لگتے ہیں۔

باقی مذاہب جو دنیا کے پردے پر ہیں وہ محض لچر اور بیہودہ ہیں جنکو فطرت قبول نہیں کرسکتی اور وہ کوئی مذہبی پابندی نہیں ہے بلکہ وہ ملکی رسم ورواج اور باپ دادا کی لکیر کے فقیر ہیں اور انھوں نے جو مذہبی تاویل کی ہے وہ انھیں مذہب ثلاثہ کے اصول اور فروع کی تاویل ہے سو دو مذہب یہودی اور عیسائیوں کے اوّل اور دوم اصول کا حال خلاف فطرت ہونا ناظرین کو ملاحظہ بیان سابق

معلوم ہوگیا ہوگا کہ وہ دھوکے مین پڑگئے اور اُنھون نے سب سے اعلیٰ مذہبی اصول کو توڑ دیا اور گو اُنھون نے بُت پرستی اشیا پرستی نہین اختیار کی مگر عقیدے مین وہ مشرک ہوگئے۔

جن لوگون کی عقل سلیم اور رائے سنجیدہ تھی اور وہ کتب آسمانی کے نکات اور غوامض کو اچھی طرح سمجھتے تھے وہ اس بلا مین مبتلا نہین ہوئے اور اُنھون نے اُس قانون فطرت سے جو مذہب کے لیے قدرت نے عطا کیا ہے تجاوز نہین کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بے پدر پیدا ہونے سے اُنکو کوئی تعجب نہین ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ جس خدا مین یہ قدرت ہے کہ اُسنے ایک جوڑے کو بدون مان باپ کے پیدا کردیا اُسکے نزدیک بے باپ کے کسی کا پیدا کرنا کیا بڑی بات ہے۔

اگر اس سے زیادہ بھی خداوند تعالیٰ اپنی قدرت کا نمونہ دکھلائے جب بھی کوئی عجب نہین ہے وہ سب طرح کی قدرت رکھتا ہے۔

اس سے زیادہ حیرت انگیز نمونہ اُسکی شان کبریائی کا دن اور رات ہی کہ جسوقت دن ہوتا ہی تو یہ کیفیت ہوتی ہے کہ تاریکی کا نام نہین رہتا تمام عالم ایسا روشن ہوجاتا ہی کہ غور کرنے سے یہ سمجھا جاتا ہی کہ اب یہ روشنی کہین جا سکتی ہے لیکن چار پہر کے بعد وہ کالی رات ڈرانی یک بیک آجاتی ہی کہ اُس روشنی کی نمود تک باقی نہین رہتی۔

یا تو تمام دنیا مین اُجالا اور چہل پہل ہو رہی تھی اور سب آدمی چرند پرند وغیرہ اُچھل کود کر رہے تھے یا اب ایک سناٹے کا عالم چھایا ہوا ہے اور تمام دنیا مین اندھیر پڑا ہوا ہے گویا کہ کوئی ذی روح نہین ہے اور دنیا بالکل ویران اور ایک اُجڑا جہان ہے۔

اُس وقت ایسی حالت ہوتی ہے کہ یہ خیال بھی نہین ہوتا کہ اب عالم مین پھر ویسی ہی چمک دمک ہوجائیگی اور وہی بہار اور وہی رونق رفتہ از سر نو پھر آجائیگی لیکن دس بارہ گھنٹے کے بعد ایک نئی حالت پلٹ جاتی ہی نہ ستارون کی چمک کا نشان رہتا ہی اور نہ اندھیرے کا نام۔

یا تو تمام دنیا مردہ پڑی ہوئی تھی یا اب سب جگہ نور کا عالم اور حیوان چرند پرند ایک شور و غل

کرتے ہین کویا ابھی زندہ ہوئے ہین۔
اس طلسم سے جو ہر روز ہوتا ہے کچھ تعجب نہین ہوتا ایک حضرت مسیح علیہ السلام کے اس طرح سے پیدا ہونے کو اعجوبہ خیال کرکے متحیر ہوتے ہین۔
یہ بھی فطرتی خاصہ ہے کہ جس شے کو انسان روزمرہ اپنی نظر سے دیکھتا ہے اُس سے وہ متعجب نہین ہوتا اور نہ عبرت ناک ہوتا ہے کیسا ہی قدرت کا کرشمہ ہو اُسکے ہر وقت کے دیکھنے سے مساوات ہو جاتی ہے۔
آدمی کا مرنا سچ پوچھو تو نہایت ہی خوفناک اور حیرت انگیز ہے کہ ابھی چلتا تھا پھرتا تھا بولتا تھا کھاتا تھا پیتا تھا خوشیان کر رہا تھا یکبارگی ایسا ساکت ایسا بیہوش ہو گیا کہ کسی بات کی خبر نہین سب اُسکی خاطر روتے ہین پیٹتے ہین چلاتے ہین کسی کی آواز نہین سُنتا۔
یا تو ایک پتے کے کھڑکے سے چونک پڑتا تھا یا اب ایسا بے حس و حرکت پڑا ہے کہ بجلی کا کڑکا ہو تب بھی اُسکو کچھ خبر نہو۔
ایسی ایسی نشانیان دنیا مین ہزارون اور لاکھون فطرتی ہین اگر انسان غور کرے۔
جس حالت مین **یہودی** اور **عیسائیون** کے اصل اصول ہی باطل ہین یعنی **توحید** اور **رسالت** تو دیگر عقائد سے گفتگو کرنا محض فضول ہے "قیاس کن زگلستانِ من بہارِ مرا"
بے شک اہل **یوروپ** علی الخصوص **جرمنی** اور **انگلستان** دانا ہین عقیل ہین محقق ہین۔ غیر مقلد ہین۔ حکیم ہین۔ آزاد ہین۔ موٴرخ ہین۔ مبصر ہین۔ معقول پسند ہین غرضکہ انسانی قابلیت مین وہ اعلیٰ پایہ رکھتے ہین مگر مذہب مین وہ نہایت بودے۔ پورے غافل دُنیا پرست اور ناعاقبت اندیش ہین۔
روحانی ترقی مین ابھی تک اُنکا قدم پیچھے ہے اسمین اُنھون نے سوائے اسکے کہ مذہب کی جانب سے بدظن ہو گئے اور دہریہ بنگئے اور کچھ فائدہ حاصل نہین کیا۔
ہزارون لاکھون کروڑون آدمی یوروپ اور امریکا مین ایسے ہین کہ وہ کسی مذہب کے پابند نہین

اور اُسکو وہ خیالی ڈھکوسلا سمجھتے ہین۔
اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ عیسائیت کو نہایت سنجیدہ اور پاک مذہب سمجھے ہوئے تھے جب اُسکے قبائح پر اُنھون نے غور کی اور اُسکو خلاف فطرت پایا تو یہ گمان کر لیا کہ جب ایسا شایستہ مذہب بھی برحق نہین ہو اور اُسکا اصول فطرت کے خلاف ہو تو اب دنیا مین اس سے بہتر اور برتر کوئی مذہب نہوگا پس یہ عقیدۂ مذہبی ہی باطل ہے اور اس بارے مین سعی اور کوشش محض بیکار۔
یہ فطرتی اثر ہے کہ ابتدا سے جسکو آدمی نہایت معتبر اور سچا سمجھتا ہے اور پھر بہت عرصے کے بعد اُسکا بطلان یقینی ذریعون سے پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتا ہے تو وہ سبکی جانب سے بدگمان ہوجاتا ہے اور یہ سمجھ لیتا ہو کہ سب ایسے ہی ہونگے کوئی اعتبار کے لائق نہین ہے وہ بدگمانی اُنکی سدراہ ہوجاتی ہو۔ لیکن اُنکو یہ ہرگز نہین خیال کرنا چاہیے کہ مذہبی خیال ہیچ ہو اور دنیا مین کوئی مذہب حق نہین ہے۔
پہلا خیال لامذہبی کا ملحدانہ اور بیہودہ خیال ہے جسکو کوئی طبع سلیم نہین قبول کر سکتی۔
تاریخی واقعات جو بدیہیات ہین وہ مذہب کی اصلیت کو پکار پکار کر اعلان کر رہے ہین جنکو اقوام سابقہ نے برتا اور بھگتا ہے۔
نبیاء سے جو جو معاملات قوم کے ہوئے ہین وہ ایسے صاف اور روشن ہین جن مین کوئی محل شتباہ کا نہین ہے۔
ملک کے ملک اور قوم کی قوم اُنکی شہادت متواتر دے رہی ہے۔ اگر مذہب کی کوئی اصلیت ہوتی تو اُسکی خاطر قدرت اتنے زور کبھی نہ لگاتی کہ اپنی بنائی ہوئی مخلوق کو بوجہ نافرمانی اور عناد کے دم کے دم مین غارت اور برباد کر دیا شہر کے شہر بستیونکی بستیان یکبارگی ملیامیٹ کر دین وہ کون لوگ تھے جو اسطرح کے ناگہانی عذاب اور آسمانی آفات سے مارے گئے وہی یہ کہنے والے آدمی تھے جو یہ کہتے تھے کہ مذہب کوئی چیز نہین ہے ایک خیالی اور فرضی امر ہے نبیا اور رسول بے بہرے اُنکے پاس آئے اور اُنکو سب طرح سے سمجھایا متنبہ کیا ڈرایا مگر وہ اپنے فلسفی علم کے گھمنڈ پر اُنکی تکذیب فلسفیانہ وضع سے کرتے رہے جسکے باعث وہ خدائی قہر

غضب کے مورد ہوے غضب الہی اُن پر نازل ہوا اور وہ بے نام ونشان دنیا سے جاتے رہے اور دائمی عذاب کے سزاوار ہوئے۔

دوسرا خیال کل مذاہب کی جانب سے بدگمان ہونے کا خداوند تعالی پر الزام کا باعث ہے جو الزام سے منزہ اور پاک ہے۔

اسکی تشریح پیشتر ہم کر آئے ہین کہ جیسے اُسنے جسمانی زندگانی کے لیے ہزارون لاکھون طرح کے سامان اس دنیا مین کیے ہین روحانی زندگی جو دائمی اور حیات ابدی ہے اُسکے واسطے خداوند تعالی نے کچھ نہین کیا یہ خیال نہایت محال ہے۔

ایسے لوگون سے جو مذہب کو نہین مانتے ہمارا ایک ہی سوال ہے کہ وہ مذہب کو فرضی رخیالی تصور کرتے ہین اگر وہ اصلی اور نہایت ضروری امر ہوا تو اُنکے اس خیال کا انجام کیا ہوگا مذہبی خیال رکھنے کا نتیجہ بہر حال عمدہ اور بہتر ہے۔

صاحبو! وہ بات اختیار کرو جسکا مآل کار تمھارے حق مین بہتر ہوا ور تم کو مرنے کے پچھتانا اور افسوس کرنا نہ پڑے۔

نوح علیہ السلام جیسا پیغمبر تمکو ہدایت کرنے نہین آئیگا کہ عالم مین **طوفان** برپا کردے حضرت **ابراہیم** علیہ السلام سا نبی موجود نہین جو آگ مین پڑکر سارے دہریون اور فلسفیون کی عقل خاک مین ملا دے۔

جناب **موسیٰ کلیم اللہ** تمھارے سمجھانے کے لیے **کوہ طور** سے نہین آئینگے کہ عصا کا اژدہا اور جیب سے ید بیضا نکالکر تمکو خائف اور متحیر کردین۔

جناب **داؤد** علیہ السلام از سر نو زندہ نہین ہونگے جو لو[illegible] کر تم کو دکھلادین۔

لیا تم حضرت **مسیح** علیہ السلام کا انتظار کر رہے ہو جن کا نزول ابھی نہین ہوگا۔

اسلام

امر سوم

سچا مذہب

امر سوم جسپر مین ان اوراق کو ختم کرنا چاہتا ہون یہ ہے کہ ہم کس ذریعے سے بآسانی دریافت کرسکتے ہین کہ یہ مذہب حق ہے۔

تھوڑی سی دیر کے واسطے ناظرین باتمکین اس حقیر تحریر کو بہ نظر انصاف توجہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائین اور غور کرین کہ جو کچھ ذیل مین عرض کیا گیا ہے وہ ازروے فطرت صحیح ہے یا غلط۔

مختصر طور سے اہل انصاف اور خدا کے ماننے والون کے روبرو چوتھا مذہب **اسلام** پیش کیا جاتا ہے۔

فطرت کی کسوٹی پر جیسے دیگر مذاہب پرکھے گئے ہین اسی طرح اسلام بھی پرکھا جائیگا۔

اس مذہب کے مدعی بڑے دعوی کے ساتھ **اسلام** کو خدائی مذہب موافق فطرت کے بتلاتے ہین اور وہ یہ دعوی کرتے ہین کہ **اسلام** ہی قدیم مذہب منجانب اللہ ہے۔

یہی مذہب حضرت **آدم** علیہ السلام کا اور یہی حضرت **ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ** علیہم السلام کا تھا جسمین اب لوگون نے اپنی نافہمی سے اختلاف کر رکھا ہے۔

اختلاف فطرتی خاصہ ہے اسی واسطے آدمیون کی طبائع مختلف ہین بڑے بڑے دانا اور حکما کی رایون مین قدیم سے اختلاف چلا آتا ہے۔

اسی وجہ سے آدمیون کی عقل پر مذہب کو نہین رکھا گیا اور جن مذاہب کے آدمیون نے ایسا کیا ہے وہ خدائی مذہب سے دور ہوتے چلے گئے ہین اور ان مذاہب مین صدہا عیب پڑگئے ہین پس یہ عقدہ صرف عقل کے زور سے حل نہین ہوسکتا۔

لیکن ہمارا ہادی ہمارا رہبر سوائے عقل کے اور کوئی نہین ہر نیک و بد کا حال اسی کی بدولت

ہمکو معلوم ہوتا ہے مذہب ہو یا فطرت اُنکے حالات واضح اور منکشف کرنے کا آلہ ہمارے پاس عقل ہی ہو سکتا ہے اور اسی سے ہمکو سب جگہ کام لینا چاہیے۔

اسمین شک نہین کہ عقل غلطی سے محفوظ نہین اور جو چیز ایسی ہے کہ وہ خطا بھی کرتی ہے اور غلطی اُسکی مسلم اور بدیہی ہے جسکو روزمرہ ہم دیکھتے اور برتتے ہین تو اُسپر کلی اعتماد اور بھروسا نہین کیا جا سکتا خاصکر غیبی معاملون مین اسی واسطے ہمنے اس سے قطع نظر کرکے فطرت کو اختیار کیا ہے کہ جو بدیہیات سے ہے اور اسمین کوئی احتمال غلطی اور کمی بیشی کا نہین ہے کیونکہ قادر مطلق نے ہر چیز کو فطرت پر بنایا ہے اور فطرت ہی قانونِ قدرت ہے۔

اس لیے قدرتی مذہب وہی ہے جو فطرت سے ملتا ہو کیونکہ مذہب قانون الٰہی کا نام ہے۔

دین حق کے لیے مندرجۂ ذیل شرائط از روے فطرت ہین جس مذہب مین یہ شرائط ہونگے وہی سچا مذہب اور خدائی دین ہے باقی باطل۔

اسلام کو ہم انھین شرائط کے ساتھ جانچینگے۔

شرط اول۔ سچے مذہب کے اصول جو قدیم سے قائم کیے گئے ہون وہ بدستور قائم رہین کیونکہ مذہب قانون الٰہی کا نام ہے اور قانون الٰہی مین تبدیلی نہین۔

شرط دوم۔ وہ مذہب عام ہو یعنی سبکو ایکنگاہ سے دیکھے کسی نسل یا قوم کی ترجیح کا روادار نہو۔

شرط سوم۔ اُسکا اعلان اس کثرت کے ساتھ دنیا مین شائع ہو رہا ہو کہ کسی کو یہ عذر نہ رہے کہ ہمارے پاس وہ ہدایت نہین پہونچی۔

شرط چہارم۔ اس مذہب کا قانون اور اُس قانون کی پابندی اس درجہ سہل اور آسان ہو کہ غریب سے غریب اور ضعیف سے ضعیف بھی اُسکا بار اُٹھا سکے۔

شرط پنجم۔ قانون از روے فطرت قدرتی ہو یعنی اُسکے احکام یہ ظاہر کرتے ہون کہ یہ احکام بموجب اقتضاے فطرت ہین۔

اُس قانون مین اصول عقائد اور عبادت۔ طریق تمدن۔ حسن معاشرت۔ جزا۔ سزا۔ اعلام

نواہی کے مفصل درج ہون اور کل مذہبون کا تذکرہ۔

شرط ششم - جو کتاب آسمانی ہو وہ اول سے آخر تک اُس قدرتی مذہب کی تائید اور اُسکے پیشواؤن کی تصدیق صاف طور سے کرتی ہو اور اُس کتاب کے آسمانی ہونے کا اظہار اُسمین اچھی طرح سے کیا گیا ہو۔

شرط ہفتم - اُس کتاب مین یہ اظہار صاف لفظون مین کیا گیا ہو کہ یہ دین حق ہمیشہ کے لیے خدا کو پسند ہے اور اب اسی پر سبکو عمل کرنا چاہیے جو کوئی اُسکے خلاف دوسرا مذہب اختیار کریگا وہ قبول نہین کیا جائیگا۔

شرط ہشتم - تمام ملکون مین جو وہ آسمانی کتاب شائع ہو اُسمین ذرا بھی تغیر - تبدل - کمی اور بیشی نہو تحریف سے بالکل محفوظ ہو۔

شرط نہم - اُس کتاب مین یہ اعجاز ہو کہ بلاغت کے سوا ہدایت اور تہذیب اور شائستگی مین بے نظیر ہو منکرین کو خوف اور عبرت اور عاملون کو بشارت دیتی ہو۔

شرط دہم - جس پر وہ کتاب نازل ہوئی ہو اور جس طرح اور وضع سے اُسکا نزول ہوا ہو اُسکا اظہار بھی اُس کتاب مین کیا گیا ہو اور وہ شخص جسپر کتاب نازل ہوئی ہو برگزیدہ - نہایت سنجیدہ اور معصوم ہو قدرت نے یہ قاعدہ قدیم سے رکھا ہے کہ ہر ایک کام کے لیے کوئی خاص شخص ہو کیونکہ جب تک اُسکے واسطے کوئی خاص منتظم نہو گا کام انتظام نہین پائیگا۔

سو دین کے انصرام کے لیے انبیا کو منتخب کیا گیا جسکی تصدیق ثلاثہ مذہب یہود و نصاری اور مسلمان کرتے ہین لیکن یہ قاعدہ یہودیون کے نزدیک **موسیٰ** علیہ السلام پر اور عیسائیون کے نزدیک حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام پر اور اہل اسلام کے عندیہ مین **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔

اگرچہ عیسائی حضرت **عیسیٰ** علیہ السلام کو نبوت سے زیادہ درجہ خدا کے بیٹے ہونیکا دیتے ہین اور اُنکو معصوم یعنی گناہ سے پاک خیال کرتے ہین مگر بہرحال اس خیال سے وہ قاعدۂ قدرت جو مذہب

کے واسطے انبیا کی رسالت کا ہی تینون مذہبون کے رو سے شکست ہوتا ہی اور یہ امر فطرت کے خلاف ہے
جس سے یہ تردد ہوتا ہے کہ جو قاعدہ قدیم سے چلا آتا تھا کہ یکی بعد دیگرے اور نیز ایک ہی زمانے
مین انبیا اور پیغمبر ظاہر ہوتے جو خلقت کو ہدایت کرتے تھے وہ قاعدہ کیون دنیا سے جاتا رہا۔
"خدا کے قاعدے مین تبدیلی نہین ہے" کیونکہ قانون قدرت مین ہم انقلاب نہین دیکھتے
صدہا ہزارہا سال سے زمانے مین جو فطرتی اثر ہے وہ کسی ایک شے مین سے بھی محو نہین ہے
توالد۔ تناسل۔ دن۔ رات۔ گرمی۔ جاڑہ۔ برسات آدمیونکی خورش پوشش و دیگر خواہشین
کسی ایک مین بھی تو تبدیلی نہین نہ کبھی دن کی رات ہوئی نہ رات کا دن ہوا نہ آسمان پر سے
بنے بنائے آدمی اور جانور زمین پر آپڑے نہ کبھی زمین کے حیوانات آسمان پر اچھل کود کے جا پڑے۔
یہ تو بڑی باتین ہین کبھی یہ بھی تو نہین ہوا کہ بن مانس مہذب انسان بنگئے ہون یا اسکے برعکس۔
مکڑی جسطرح سے پیدا ہوتی ہے اُسی طرح سے اُسکی پیدایش جاری ہی اور مکھی کی اپنے دستور کی موافق۔
جب یہ قانون فطرت تبدیل نہین ہوا تو وہ قانون روحانی کیسے بدلا گیا۔ اور کبھی توریت
اور کبھی زبور اور کبھی انجیل اور کبھی قران نازل ہونا کیا معنی۔
ایک دفعہ ایک کتاب نازل فرما دینی تھی کہ اُسی مین کلی و جزوی مسائل مذہب کے ہوتے۔
بار بار کتابین کیون نازل فرمائی گئین اور کس واسطے ہزارون انبیا مبعوث ہوئے۔
جس طرح سے تمام دُنیا کے روشن کرنے کو آفتاب ماہتاب بنا دیے ہین جو مچھلیون کی طرح سے
آسمان مین تیرتے ہوئے نظر آتے ہین اسی طرح سے تمام عالم کی ارواح کی درخشندگی کیواسطے
ایک ہی نورانی نسخہ کافی تھا۔
اس سے تو اہل ہنود اپنے ویدون کی نسبت دعوی سے کہہ سکتے ہین کہ وہ موافق فطرت ہین کہ
اجتک وہی چار وید چلے جاتے ہین جو برہما جی کے مکھ سے نکلے ہین اور جس مذہب کو دنیا کے
مذاہب بیچ اور پوچ سمجھتے ہین اُسی کا مذہبی قانون بموجب فطرت ہے۔
مگر غور کرنے سے دریافت ہوتا ہے کہ کسی ایک شے کے چند نام ہونے سے وہ شے مختلف

اور علیحدہ نہین ہوسکتی گندم - انبہ - خرما - نیشکر اگر ہزار قسم کے ہونگے پھر بھی جنس ایک ہی سمجھی جائیگی -

آدمیونکے رنگ اور جسم اور شباہت مین کیسا اختلاف ہے ایک یوروپ کے آدمی ہین ایک روم - ایران - عرب - ہند - افغانستان اور حبش کے جنکے رنگ اور جسم اور وضع مین بہت ہی کچھ تفاوت ہے لیکن سب آدمی ہی ہین -

غرضکہ کسی شے کے مختلف الاوضاع ہونے سے اُسکی ذات مین انقلاب نہین ہوسکتا ہے -

یہی حال **وحی** اور **رسالت** اور **کتب آسمانی** کا ہے کہ وہ **وحی** کبھی **آدم** علیہ السلام اور کبھی **نوح** علیہ السلام **ابراہیم** علیہ السلام **موسیٰ** علیہ السلام **عیسیٰ** علیہ السلام اور اور **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور کبھی دیگر **انبیا** علیہم الصلوٰۃ پر مگر منشا اور نفس مطلب سب کا ایک ہی تھا -

جسقدر **رسول** اور **نبی** ہوے سب ایک ہی کلمہ کی ہدایت کرتے رہے کہ "**خدا** کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

انمین سے کسی ایک نے بھی ایک دوسرے **نبی** یا **پیغمبر** کی تردید یا تحقیر نہین کی جو آیا وہ پہلون کی تصدیق کا کلمہ بھرتا ہوا ہی آیا اور سبکو منجانب اللہ اور برگزیدہ **نبی** آخر دم تک ظاہر کرتا رہا اور جو منادی اگلے کرتے تھے وہی برملا دوسرے نے کی -

اگر ایک **نبی** یا **پیغمبر** ایسا کیا جاتا کہ اُسکو قیامت تک کی زندگی دیجاتی اور وہی سبکو ہدایت کرتا اول تو یہ امر خلاف فطرت تھا -

دوسرے لوگ اسکو عجیب الخلقت سمجھکر ہرگز تسلیم نکرتے اور اُکتا جاتے اور تمام دنیا مین اُسکی سیر و سیاحت دشوار تھی صدہا اعتراض وارد ہوتے -

اسواسطے حکیم علی الاطلاق نے موافق قانون فطرت یہ عمل درآمد فرمایا کہ ہر ایک قوم اور ہر ایک ملک مین ایک ایک دو دو دس دس بیس بیس سو سو ہزار ہزار **نبی** اور **پیغمبر** واسطے ہدایت خلق اللہ کے

روحانی اصلاح کی غرض سے مبعوث فرمائے اور چھ پیغمبر ایسے اولوالعزم صاحب شریعت عالم شہود مین جلوہ افروز ہوئے جنکے احکام اور ہدایت کی تعمیل دوسرے انبیا اور پیغمبرون نے بجان ودل کی اُسی کی وعظ اور انھین احکام کے لکچر دہر قوم اور ملک مین دیتے رہے۔

گو وہ مذہبی قانون کبھی توریت کے اور کبھی زبور۔ انجیل اور قران کے نام سے موسوم ہوا مگر اصول سب کا ایک ہی تھا اور ایک ہی غرض کے واسطے یہ آسمانی کتابین نازل ہوئین توریت اگر قرآن کی تمہید تھی تو زبور اور انجیل اُسکا ایک فصل اور باب تھا۔

جس حالت مین قرآن کتب پیشین توریت - زبور اور انجیل کی تصدیق کرتا ہے اور انھین عقائد کتب منزلہ کو زیادہ وضاحت اور صراحت کے ساتھ تاکید اور تکرار سے لوگون کے دل پر جماتا ہے تو پھر کیسے کہ سکتے ہین کہ یہ کتب سابقہ کے خلاف ہے۔

ان چارون کتابون کے عقائد پر جن سے ایمان مراد ہے نظر ڈالی جاتی ہے تو بالکل ایک ہی اصول اور ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی منشا ان سب کا ہے کوئی ایک عقیدہ بھی تو شکست نہین ہوا۔

آدمی کا قدم جسوقت زمین پر آیا اور اُسکی روحانی اصلاح کے لیے جو اصول قائم کیے گئے اُنمین سے ایک لفظ بھی تو نہین بدلا گیا۔

جس عقیدے کو توریت نے ظاہر کیا اسی اصول کو زبور اور انجیل نے اور زیادہ پختہ کر دیا۔ قرآن ایک مجموعہ اُن سب کا اور نیز ایک تفسیر کتب پیشین کی ہے۔

کیونکہ کتب منزلہ مین ایمان کے بڑے اصول یہی قائم کیے گئے تھے **وحدانیت۔ رسالت۔ قیامت۔ حشر ونشر۔ جزا وسزا۔ عبادت خدا۔**

انھین پر بہت زور دیا گیا ہے۔

انھین کی تعلیم حضرت آدم علیہ السلام کو اور انھین اصول کی پابندی کا حکم دیگر انبیا علیہم الصلوٰۃ کو ہوا انھین کے محکم کرنے کو صحیفے اور انھین کے شائع کرنے کو کتابین نازل فرمائی گئین۔

انھین کے منوانے کو آسمان سے زمین پر طوفان اُٹھایا گیا اور انھین کے لیئے پتھر برسائے گئے۔
انھین اصول کی خاطر زمین کو آدمیون کے خون سے رنگین کیا اور انھین اصول کا عہد و پیمان بروز میثاق لیا گیا۔
انھین کے واسطے ملک کے ملک غارت اور برباد کیے گئے اور انھین کی خاطر خاک کے پتلے مسجود ملائک بنائے گئے
انھین کے وقار کے لیے زمین پر بجلی گری اور انھین کا اقتدار بڑھانے کو ایک قوم دوسری قوم سے لڑی۔
انھین کی اشاعت کو نفوس قدسیہ فلک سے اس تودۂ خاک پر تشریف لائے اور انھین عقائد کی پختگی کے لیے وحی اور الہام پے در پے آئے۔
انھین عقائد نے بنی نوع انسانین یہ تفرقہ ڈالا اور انھین عقائد نے کافر و مومن کا مسئلہ نکالا۔
انھین عقائد سے ایک قوم دوسری قوم پر غالب ہوئی اور انھین کے سبب تمام دنیا عزت و جاہ کی طالب ہوئی انھین عقائد نے ایک قوم کو فاتح دوسری کو مفتوح کھلوایا اور انھین عقائد نے سیاست مدن دنیا مین پھیلایا۔
انھین عقائد نے تہذیب اور شائستگی کا سبق دیا اور انھین عقائد نے آدمیونکو خدا اور ابن خدا اور اوتار بنایا۔
انھین عقائد سے لوگ گبر و ترسا اور مسلمان کہلائے گئے اور انھین کے لیے دیر کنشت۔ کعبہ اور بیت المقدس بنائے گئے۔
یہودی۔ عیسائی۔ محمدی از روے کتب آسمانی در اصل مسلمان ہین اور ان تینون کو اوپر کے اصول تسلیم کرنے مین کوئی بھی عذر نہین ہے۔
جو مذہب توریت۔ زبور۔ انجیل کا ہے وہی قرآن کا صرف اعمال یعنی طرز عبادت مالی و بدنی کے تغیر و تبدل سے وہ مذہب جو قدرت نے عطا کیا متغیر نہین ہو سکتا۔
کیونکہ اعمال ایک قسم کا ٹیکس بندون پر ہے جو کبھی زیادہ اور کبھی کم رہا ہے اور یہ بندونکے اور زمانے کی حالت کے باعث ہے جو مقتضاے فطرت ہے۔

اس لیے کہ آدمی پیدا ہوتے ہی شایستہ نہین ہو گئے تھے اور نہ شایستگی اور راحت کے سامان ہی اُس وقت کلیہ موجود تھے۔

اسواسطے جیسی حالت آدمیون کی تھی ویسا ہی بار عبادت کا اُنپر ڈالا گیا اور جب ترقی کا زمانہ آیا اور آدمیونکی کثرت ہو گئی اُسوقت اُنکی حالت کے مناسب عبادت کا ٹیکس لگایا گیا۔

جو مذہب **آدم** ۔ **موسیٰ** اور **عیسیٰ** علیہم السلام کو عنایت ہوا تھا اُسی مذہب کی تکمیل **قرآن** نے کی اور اُسی عقیدے کا اعلان **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

دین اسلام کوئی نیا دین اور مخالف پہلے دین کے نہین ہے اسلام وہی مذہب ہے جسپر کل انبیا تھے۔

اسلام کی صداقت کی یہ اعلیٰ درجہ کی بے نظیر دلیل روشن ہے کہ وہ اگلے کل صحیفون اور کتب منزلہ اور جملہ انبیا کی تصدیق کرتا ہے کسی ایک سے بھی تو مخالف نہین ہے۔

پس جو لوگ **قرآن** اور **محمد** صلے اللہ علیہ وسلم کو نہین مانتے وہ گویا پچھلے انبیا اور کتب سابقہ کی تکذیب اور تکفیر کرتے ہین اور قانون الٰہی کو اپنی ضد اور تقلید آبائی سے توڑتے ہین۔

وہ آسمانی مذہب کے پابند نہین ہین اپنی ضد کے تابع ہین۔

اس حالت مین از روے فطرت وہ لوگ بھی انھین جیسے ہین جو بت پرستی اور اوہام باطلہ کے دام تذویر مین پھنسے اور جکڑے ہوئے ہین۔

جو اصحاب بلند نظر ہین وہ جانتے ہین کہ چھٹی **صدی عیسوی** تک زمانے کی کیا حالت تھی کس قدر جہان تاریک تھا۔

دن اور رات تو بے شک اسی طرح سے ہوتے تھے سورج اور چاند اپنے وقت مقررہ پر عالم کو اپنا جلوہ دکھاتے تھے مگر روحانی روشنی دنیا سے بالکل جاتی رہی تھی

جہالت اور اوہام نے لوگون کے دلون کو تاریک کر دیا تھا قوم کی قوم اور ملک کے ملک ظلم اور جہل مین ڈوبے ہوئے تھے۔

روحانی زندگانی کا ایک چراغ بھی کہین ٹمٹماتا ہوا نظر نہین آتا تھا۔

اُس اندھیرے کو دور کرنے اور روحانی جلوہ بخشنے کے واسطے قدرت نے ازروے قانون فطرت ایک روحانی آفتاب کا جلوہ سرزمین عرب پر جسکو زمین کا مرکز تصور کرین تو بجا ہے ایک ایسے اندازہ سے ڈالا جیسے کہ آفتاب کے طلوع سے پہلے صبح صادق ہوکر شفق نمایان ہوتی ہے پھر آفتاب ایک بادل کا سا ٹکڑا نظر آنے لگتا ہے پھر رفتہ رفتہ اُسکی روشنی کی صاف اور باریک کرنین عالم پر پڑتی ہین اور یکبارگی کچھ دیر کے بعد تمام جہان منور ہوجاتا ہے کہین تاریکی کا نام نہین رہتا اور نصف النہار کے درجے پر تو اپنا وہ زور دکھلاتا ہے کہ کوئی نگاہ اُسکے مقابلے کی تاب نہین لاسکتی۔

جسقدر جلوے اور روشنیان اور تجلیان ہین سب اُسکے ورود سے پیکی پڑجاتی ہین۔

قانون فطرت کا خاصہ ہے کہ ایک چیز کے مقابلے مین وہ دوسری شے پیدا کرتا ہے جیسے آگ کے مقابلے مین پانی خاک کے مقابلے مین ہوا۔ روشنی کے مقابلے مین تاریکی شرق کے مقابل غرب جنوب کے مقابل شمال۔ گرمی کے مقابل سردی موجود ہے۔

جب اُسنے تمام اجسام کے روشن کرنے کے واسطے آسمان پر آفتاب کا ظہور کیا تو باطنی حواس کے لیے زمین پر ایک ایسے روحانی آفتاب کا جلوہ گر کرنا نہایت ہی ضروری اور لابدتھا جو اندرونی تاریکی اور ظلمت کو دفع کرے جسپر آسمانی آفتاب کچھ شعاع نہین ڈال سکتا۔

ظاہری اجسام کے روشن کرنے کو آسمانی آفتاب اور روحانی خیالات کو منور اور مجلی کرنیکو یہ زمینی آفتاب عرب کے مبارک پہاڑون سے طالع کیا۔

اُس عربی آفتاب نے دلون کو روحون کو عالم کے روشن کرکے دکھلادیا جس سے تمام جہان مین بتدریج اُجالا ہوگیا۔

ایسی روشنی اس کثرت کے ساتھ پہلے زمانے مین ہرگز نہین پائی جاتی۔

اس تیرہ سو برس کے زمانے اور پہلے زمانے کا جو مقابلہ کیا جاتا ہے تو زمین و آسمان کا تفاوت نظر آتا ہے اور یہ دنیا ایک نئی دنیا معلوم ہوتی ہے۔

بے شک اگلے زمانے مین بڑے فلسفی اور بڑے ہیئت دان اور اعلیٰ درجے کے حکماء گذرے لیکن وہ یہ روشنی جسکا ظہور چھٹی صدی مسیوی کے بعد مین ہوا عالم پر نہین ڈال سکے۔ یہ حکمت اور یہ علوم اور یہ صنعتین بتاؤ تو کہان تھین اور یہ زندگی اور امن اور عیش کے سامان کب کسی کے خواب و خیال مین تھے۔

یہ صدقہ اگر انصاف اور تحقیق کی نگاہ سے دیکھو تو اُسی عربی عیسا کا ہے جسکا نام ملک در ملک پانچون وقت زور کے ساتھ دنیا مین پکارا جاتا ہے اور وحدہ لاشریک کے بعد اگر کوئی اعلیٰ درجہ ہے تو اُسی سب سے اعلیٰ اور افضل نبی کا جسنے اپنے جلوے سے تمام جہان کو روشن اور منور کر دیا۔

پہلے انبیا اور پیغمبر جو زمین پر جلوہ گر ہوئے وہ مثل ثوابت اور سیارون کے تھے اور وہ اُسکے پیش بین اور پیش رو تھے جو برابر علانیہ پیش بینی اور اُسکی آمد کی پیشین گوئی کرتے رہے۔ عیسیٰ علیہ السلام سے چونکہ زمانہ اس نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت قریب تھا اسلیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کھول کھول کر سنایا کہ "آسمانی بادشاہت نزدیک ہے"۔ "فارقلیط آنے والا ہے"۔ "اُسکے ایک ہاتھ مین آتشی شریعت دوسرے مین تلوار ہوگی"۔ "بڑے بڑے مالی جاہ بادشاہ اُسکے غاشیہ بردار ہونگے" "اُسکی بادشاہت ابدالآباد ہوگی"۔

انبیا کے حالات جنکو یہود۔ نصاریٰ۔ اہل اسلام تسلیم کرتے ہین اس بات کے شاہد ہین کہ کوئی نبی ایسا نہین ہوا جسکو علم اور حکمت نہین عطا کیا گیا۔

اُس علم اور حکمت کا ہی یہ ظہور ہے کہ جو دنیا مین اسقدر سامان زندگی ہو رہا ہے۔ تابعین نے انبیا کے نام سے اور مخالفین نے حکما کے لقب سے اُنکو پکارا۔

ان انبیا نے اپنے نورانی جلوے سے نہ فقط دلون کو روشن کیا بلکہ اپنے علم اور حکمت کل لازمہ زندگانی کا بہم پہونچایا جس سے یہ ترقی اور روشنی عالم مین پھیلی ہوئی ہے سو دین کے ساتھ ہی علم حکمت عنایت ہوا۔

کسی کو ادویہ اور نباتات اور جمادات کی ماہیت کی تعلیم ہوئی اور کسیکو صنعت اور حرفت کی۔ جس طرح سے دین اور آئین سلطنت کا سلسلہ جاری کیا گیا اسی طرح سے علوم و فنون اُنکے ذریعے سے دنیا مین جاری اور ساری ہو گئے۔

پہلی صنعتین جو اگلون کی یادگار ہین جیسے اہرام مصری۔ دیوار چین۔ مصر کی بھول بھلیان وغیرہ اب تک مبصرین کو حیرت ناک کرتی ہین۔ پرستائین اور اشراقین کے کمالات کسقدر تعجب انگیز اور حیرت افزا ہین۔ یہ سب کرشمے انھین انبیا اور رسولون کی برکت کے نمونے ہین جو ہم کو نظر آرہے ہین لیکن جو ترقی اور روشنی کہ اس تیرہ سو برس مین دنیا مین پھیلی یہ بات کبھی دنیا کو حاصل نہین ہوئی جیسے دریا کا دہانہ کھول دیا جاتا ہے ایسا ہی حال اس تیرہ سو برس مین ہوا کہ علوم اور رحمت الٰہی کے بحر ناپیدا کنار نے اپنا منبع کھول دیا جس سے دنیا نہایت درجے کی ترقی پر ہے۔

خداوند کریم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا جس سے لگن اور بڑی بڑی دیگین اور بیل تک تانبے کی بنائے گئے اور ہزارون من تانبا ہیکل مین خرچ ہوا اور سواری بھی اُنکے لیے وہ عطا فرمائی گئی جو ریل سے زیادہ تیز اور حیرت انگیز تھی اور دو ماہ کا سفر ایک دن مین طے کرتی تھی مگر وہ سواری خاص تھی نہ کہ عام۔

اس زمانے مین ایک نہایت درجے کی کارآمد چیز لوہا۔ کوئلہ کا دریا بہا دیا جو تمام دنیا مین پھیلا ہوا ہے جس سے لاکھون کارآمد چیزین قسم قسم کی بنکر عالم مین پھیل رہی ہین اور سواری وہ عنایت فرمائی جسکے مقابلے مین پہلی سواری کو کوئی نسبت ہی نہین ہے۔

رحمت الٰہی اسی کا نام ہے کہ عام ہو سو اس زمانے مین وہ رحمت ہر جگہ اور ہر مقام پر موجود ہے۔ امن ایسا کہ جسکی نظیر نہین آسایش وہ کہ جسکا جواب نہین ہر ایک فریق آزاد اور ہر ایک قوم اپنے حال مین مست ہے۔

وہ وہ ایجادین اور صنعتین دنیا مین پھیلین جو کبھی خواب و خیال مین بھی نہین آئی تھین۔

قدرت نے یہ ذخیرہ اسی وقت کے لیے روز ازل سے محفوظ رکھا تھا اور یہ رحمت اسی رسول عربی کی امت کے لیے مخصوص کی گئی تھی جسپر نبوت کو ختم کرنا منظور تھا وہ وعدہ جو کیا گیا تھا کہ "تیرے بھیجنے سے یہی مطلب ہے کہ دنیا کو رحمت سے بھر دیا جائے" کیسا سچا اور پورا ہوا اسی واسطے رحمۃ للعالمین کے لقب سے وہ خاتم المرسلین پکارا جاتا ہے۔

یہ قرار پاچکا ہے کہ ہندوستان مین ترقی جسقدر ہوئی ہے اور علوم تائع ہوئے ہین یہ یوروپ کا پرتو ہے لیکن دیکھنا چاہیے کہ یوروپ مین یہ شایستگی کہان سے آئی اور کس قوم کی بدولت یوروپ اسقدر مہذب اور شایستہ ہوا ورنہ یہی یوروپ پانسو چھ سو برس پہلے نہایت ہی تاریکی مین پڑا ہوا تھا اور سب اقوام سے بدتر اسکی حالت تھی سو یوروپ کے وحشیون، رجاہلون کو یہ تہذیب اور شایستگی بدولت اہل عرب و اہل روم کے حاصل ہوئی جنکے دلون پر جلوہ بس عربی آفتاب کا پڑا ہوا تھا جسنے عالم کے روشن کرنے کو فلک سے جلوہ ڈالا تھا۔

جب تک اہل یوروپ اپنی تقلید آبائی اور پابندی رسم سے دست بردار نہین ہوئے اُسوقت تک اُنکو ترقی کا زینہ نہین ملا اور وہی جہالت کی گھنگور گھٹا اُنپر چھائی رہی۔

جن لوگون نے اُس اولوالعزم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو قہر الٰہی کا نمونہ گمان کیا ہو وہ قانون فطرت کو ملاحظہ فرمائین۔

بے شک جب تیرہ برس تک نافرمان بندون نے اُس سچے اور برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا نہین مانا اور اُسکی جان کے اسقدر دشمن ہوے کہ جسکے باعث وہ اپنا مقدس وطن چھوڑ کر جلاوطن ہوا اور پھر وہان بھی اُنھون نے اُس کو امن سے نہین بیٹھنے دیا اور ایک لشکر تیار کر کے اُسپر چڑھائی کی ایسی حالت مین کوئی اہل انصاف ہمکو بتلائے کہ چارہ کار بجز تلوار کیا تھا۔

ہزارون آدمیون کے مقابلے مین سو پچاس آدمی بھی کچھ حقیقت رکھتے ہین اور سات تلوار اور تین اونٹ کی بھی کوئی مہم ہوتی ہے مگر مرتا کیا نکرتا خداوند تعالیٰ پر توکل کرکے ایسے خونخوار اور جری لشکر کے مقابلے کے لیے گنتی کے چند آدمی جنکے پاس صرف سات تلوارین اور تین اونٹ تھے اپنے ہمراہ لیکر گھر سے باہر نکلا۔

یہ عین مقتضای انسانیت و جوانمردی تھا کہ وہ اس وقت مین اپنے اور اپنے معتقدین کی حفاظت کا بندوبست کرتا سواسکے لیے بجز تلوار پکڑنے کے اور کیا صورت تھی۔

جو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ اسلام کا منشا ہی یہ ہے کہ لوگونکو بزور شمشیر مسلمان کیا جائے محض ناواقفیت کا سبب ہے اسلام نے تلوار کے زور سے بے شک نے نظیر غلبہ پایا مگر ایک متنفس کو بھی اسلام لانے پر مجبور کرنے کا ہرگز منشا اسلام نہین ہے اور نہ اسلامی تاریخ مین کوئی نظیر ایسی پیش کیجاسکتی ہے کہ صرف اسلام نہ لانے کے سبب کسی شخص کی گردن ماری گئی ہو۔

اگر ایسا منشا اسلام کا ہوتا تو اتنے عرصے تک ہر ملک اور ہر قوم پر مسلمانون کا غلبہ رہا مخالف فرقے کا ایک آدمی بھی دیکھنے کو نہین ملتا۔

واقعی مسلمانون نے مندر توڑے گرجا گرائے ہزارون لاکھون مخالفین کو قتل کیا انکے زن و بچے لونڈی غلام بنائے لیکن یہ حال مخالفت کی حالت مین لڑائی کے وقت ہر ایک قوم کا ہوا ہے کسی قوم نے غلبہ کی حالت مین ہرگز کمی نہین کی۔

اسلام پر کیا منحصر ہے ملکی لڑائیان جو روے زمین پر ہوئی ہین اُنپر نظر ڈالو کہ ایک قوم نے دوسری قوم کے ساتھ کیا کیا کیا۔

جنگ مہابھارت مین پانڈوون نے کوروون کا گلا کاٹکر خون تک پیا اور اُس خون کو پیکر یہ کہا کہ "ایسا میٹھا شربت عمر بھر نہین پیا۔

چنگیز خان جو بوجہ مذہب کا پابند تھا اُسنے بالکل نسل انسان کو منقطع ہی کرنا چاہا تھا سوائے قتل عام اور لوٹ مار کے کوئی کام اُسکو پسند نہین تھا۔

مہاراجہ رام چندر جی نے صرف ایک عورت کی خاطر تمام لنکا کو غارت کیا۔
یہودیون اور عیسائیون نے معبدون مین وہ ظلم کیے جنکو سنکر کلیجہ پھٹتا ہے۔
مسلمانون نے زن و بچے کو کہین قتل نہین کیا مگر یہود اور نصاری کی تلوار نے سبکو ایک کھیت مین شہید کیا۔
بخت نصر۔ کانسٹن ٹین اور بوناپارٹ کے واقعات ملاحظہ کرلو۔
اسلامی تلوار واقعی چل رہی تھی اور لوگون کے سر زمین پر اولون کی طرح گرتے تھے مگر وہ تلوار ایک بجلی تھی جو رحمت کا مینہہ برساتی تھی۔
لوگون کے خون سے جو زمین لالہ گون ہو رہی تھی وہ زبان حال سے بتلا رہی تھی کہ یہان چمن کھلے گا اور وہ بہار آئیگی جو کبھی دیکھی نہ سنی ہوگی۔
وہی قتل اور خون ریزی جسکو آپ نمونہ قہر الٰہی کا خیال کرتے ہین آیندہ نسلون کی ترقی اور زندگی جاودانی کا باعث ہوگیا۔
آج جو یہ بہار دنیا مین آرہی ہے وہ اُسی تلوار کی بدولت ہے جو عربون کے ہاتھ مین تھی۔
وہ ایک مواد فاسد تھا جسنے دنیا کے جسم کو خراب کر رکھا تھا اور یہ مواد فاسد کئی صدیون سے جمع ہو رہا تھا جسم مین جب تک خلط فاسد رہتا ہے جسم تندرست نہین رہسکتا۔
خود طبیب قسم قسم کی ادویہ سے خلط فاسد کا اخراج کراتا ہے کس غرض سے؟ صرف مریض کی صحت کے لیے وہ فصد بھی کھلواتا ہے مسہل دیکر خلط فاسد کا دفعیہ کرتا ہے کس مراد سے؟ بیمار کو شفا دینے کے واسطے!
باغبان میوہ دار درختون کی ڈالیان چھانٹ کر برابر کرتا ہے عین شفقت سے۔
باوصر صرصر بیباری درختون کو پت جھڑ کر کے ننگا کر دیتی ہے عین رحمت سے۔
خزان بہار کا خاص سبب ہے اگر خزان نہو تو بہار کا ہونا ناممکن ہے۔
اس سے ظاہر ہوا کہ فطرت نے یہ قانون جملہ مخلوقات کے واسطے بنایا ہے۔

جو لوگ معترض ہین کہ دین اسلام نے خون کی ندیان نہین بہائین اور لاکھون جانین تلف کین وہ بہ نظر غور قانون قدرت کو ملاحظہ کرین۔

اب یہ خیال ہوسکتا ہی کہ جب قانون قدرت یہی ہے کہ وہ مواد فاسد اور خلط کاسد کی طرح نافرمان اور سرکشون کو چھانٹتا رہتا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب اسکا عمل درآمد نہین اور اسلامی شمشیر میان مین ہے۔

بلاشک اسوقت اسلامی تلوار میان مین ہے اور اس حالت مین وہ میانمین ہی رہنی چاہیے۔ قانون قدرت کسی حالت مین نہین بدل سکتا مگر وہ کبھی کسی صورت سے اور کبھی کسی وضع سے اپنا عمل کرتا ہے۔

انگلستان مین کوئی مسلمان بادشاہ جہاد کرنے نہین گیا۔

امریکا پر کسی نے فوج کشی نہین کی۔

ہندوستان مین ایک عرصے سے اسلامی تلوار سرنگون ہے۔

مگر انگلستان کے شہر لیورپول مین ایک غازی مسٹر کوسلم اور امریکا مین مسٹر روب ایک مجاہد ایسا پیدا ہوگیا کہ لاکھون فوج بھی وہ کام نہ دیتی جو ان دو جوان مردون نے کام دیا۔

ہزارون تلوارین اور خنجر وہ کارروائی نکرتے جو انکی زبان اور قلم نے کی۔

ان جوان مردون کے قلم اور زبان نے مخالفین کے روبرو اسلام کو سرخرو کرکے دکھلادیا اور ثابت کردیا کہ تمام دنیا مین اسلام ہی خدائی مذہب ہی۔

ہندوستان مین صدہا رسالے اور اخبار جو روزمرہ شائع ہوتے ہین جہاد کا کام دے رہے ہین۔

سفر کی آسانی علم کی روانی جہالت کو اٹھاتی اور مٹاتی جاتی ہے مختلف علوم اور مختلف اقوام کا میل جول اس تاریکی کو دور کرتا جاتا ہی جو ہزارون برس سے عالم کو گھیرے ہوئے تھی

صدہا اشخاص تعلیم پاکر اُن کتابونکے ترجمے اُردو اور انگریزی شائع کر رہے ہین جیکا حال محض پردے مین تھا۔

جو لوگ اپنی مذہبی کتابون کے حال سے بے خبر اور آبائی تقلید کی زنجیر مین جکڑے ہوے ہین وہ اُس سے نکلنے اور اس زنجیر کے توڑنے کی کوشش مین لگے ہوئے ہین۔

چونکہ جھوٹھ کے پاؤن نہین ہوتے جو جھوٹے مذہب ہین وہ خود بخود دلیل اور حقیر ہوتے جاتے ہین آریہ اگرچہ راہ راست پر نہین آئے مگر بت پرستی سے تو بیزار اور توحید کی جانب مائل ہو چلے ہین عیسائی گو جوق جوق مسلمان نہین ہوے لیکن اسلام کی تصدیق تو پکار پکار کر رہے ہین ایسی حالت مین کیا ضرورت شمشیر زنی کی ہے۔

قانون قدرت ایک دوسرے پیرائے مین اپنا عمل کر رہا ہے۔

ابتداے آفرینش مین جہاد نہین تھا اور رسولون کے معجزات دیکھکر ایمان دار لوگ اُنکی تصدیق کر لیتے تھے جب دنیا زیادہ بڑھگئی اور علم و حکمت سے لوگ آگاہ ہوئے اور جادو رمل جو تشن دنیا مین پھیل گیا تو معجزات کو بھی سحر گمان کرنے لگے۔

خداوند جل وعلی شانہ کے رسولون کو برملا یہ کہتے تھے کہ "یہ جھوٹھا جادوگر ہے" اب خلط فاسد کے دفعیہ کے واسطے جہاد کا حکم نازل ہوا جسکا عمل ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا مگر موقع بموقع جسوقت ایمان دار لوگون کے امن اور حفظ جان و آبرو مین خلل اندازی ہوگی اسی وقت اُنکو تلوار پکڑنا فرض ہے۔

وقت ضرورت چو نماند گریز ۔۔۔ دست بگیرد سر شمشیر تیز

یہ امر ہرگز نہین ہے کہ جہاد کا حکم اُسی وقت تھا اور آیندہ کے واسطے نہین ہے اور جہاد سے کوئی قوم خالی نہین رہی۔

موسیٰ۔ داؤد علیہما السلام کے حالات عیسائی اور یہودیون کے واقعات سری کرشن جی اور رام چندر جی کے تذکرات اُسکے شاہد ہین۔

بودھ مذہب والون نے ہندوستان سے بُت پرستون اور برہمنون کو کیسا چھانٹا
عیسائیون نے یہودیون کو اور یہودیون نے عیسائیون کو کسقدر کاٹا۔
کون سی قوم ہے کہ جسنے بحالت قوت دوسری قومون پر جہاد نہین کیا قدیم سے
تلوار مذہب کے ساتھ رہی ہے۔
یہ خداوند کریم کی عین رحمت ہے کہ اُسنے قہری ارادت سے رجعت فرماکر رحمی ارادت
کا عمل فرما رکھا ہے جو خلقت اگلے قہر اور غضب الٰہی سے محفوظ اور مصون ہے۔
جو مضمون تحریر ہو رہا ہے اور جس دعوی کا ثبوت دیا جا رہا ہے وہ عنوان فراموش نہین
ہونا چاہیے کہ "سچا مذہب از روی فطرت وہی ہے جسکے اصول قدیم سے ہین اور
اُن مین تبدیلی نہین"۔
سو **وحدانیت** جو سب سے اعلیٰ اصول مذہب کا ہے اُسکو جیسا **مسلمانون** نے پکڑا ہے
اور جسقدر اُنکے یہان اسکا تشدد ہے وہ کسی کے یہان نہین جب تک کوئی شخص دل اور
زبان سے یہ اقرار نہین کرتا کہ "**خدا** کے سوا کوئی معبود نہین" اس وقت تک وہ دائرۂ اسلام
مین داخل نہین سمجھا جا سکتا۔
دوسرا اسی جملے کا ایک جزو اور ہے جسمین دوسرا اصول ایمان کا ہے وہ کیا ہے! وہ یہ ہے کہ
محمدؐ خدا کا رسول ہے"۔
رسالت کا ثبوت فطرتی اور اُسکی ضرورت قدرتی ہم پیشتر بیان کر آئے ہین یہان اسلام کے
س دوسرے اصول کی یہ بحث ہم کرنا چاہتے ہین کہ قدرت نے **انبیا** کا مبعوث
انا کیون موقوف کر دیا اور ایک خاص ذات پر کس وجہ سے **نبوت** کو ختم کیا۔
ن رات۔ گرمی۔ سردی۔ برسات تو بدستور ہوتی ہین الہام مین کیون کمی فسادی اور
ں آنی کیون بند ہو گئی جب کہ وہ موافق فطرت تھی جس حالت مین اور کوئی قاعدہ نہین
ا تو یہ روحانی قانون کا اصول کیون تبدیل فرمایا گیا۔

لیکن اسکو بہ نظر غور انصاف اور تحقیق کی رو سے دیکھا جاتا ہے تو اُسکا عمل درآمد پہلے سے ہزار درجہ بلکہ لاکھ درجے زیادہ پایا جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لگاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک جسقدر انبیا اور رسول ہوئے ہر ایک انھین چار اصول کا وعظ اور درس دیتے رہے یعنی توحید۔ رسالت قیامت۔ جزا و سزا۔

کسی نبی اور پیغمبر نے ان چارون اصول کے اعلان اور اظہار کرنے مین کسی قسم کی کوتاہی نہین کی اور سب نے اپنی صداقت کے واسطے معجزے دکھلائے کسی نے پہاڑ سے اونٹنی نکالدی کسی نے عصا کو اژدہا اور اپنے کف دست کو ید بیضا اور کسی نے مُردون کو زندہ کرکے دکھلا دیا۔

مگر جب سحر اور فلسفہ کا روز ہوا تو معجزات کے بھی مُنکر ہوگئے اور انبیا کی تکذیب کرنے لگے اور آیندہ کو یہ زمانہ آنے والا تھا جسمین فریمسن اور مسمریزم جاری ہونے کو تھے اور فلسفہ اور دیگر فنون گھر گھر اور گلی گلی پھیلنے والے تھے۔

یہ تار برقی اور ریلوی جو آدمی کی صنعت اور ایجاد ہے کتنا بڑا اعجاز ہے اور جب اسکی حقیقت پر نظر کی جاتی ہے تو کچھ بھی تعجب انگیز بات نہین معلوم ہوتی

ایک ایسے شخص کے روبرو جو فلسفہ سے ناواقف ہو اس گاڑی اور تار برقی کا اُسنے کبھی نام بھی نہ سُنا ہو ذکر کیا جائے تو وہ اُسکو معجزے سے بڑھکر سمجھیگا اور نہایت درجہ حیران اور ششدر رہیگا جسکی حقیقت ایک ادنی طالب علم کے روبرو ہیچ ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ پہلے لوگون کی نظر ایک ذرا سی بات پر نگئی کہ دھوئین اور بھاپ مین اتنی بڑی قوت ہے اور برق مین یہ اثر ہے۔

کھانا سبکے گھر مین پکتا ہے کوئی عورت ادنی سے ادنی بھی اس بات سے ناواقف نہین کہ بھاپ مین زور ہے صدہا مرتبہ انکی ہانڈی کے سرپوش بھاپ کے زور سے اُلٹ جا پڑتے ہین

مگر حکیمانہ نظر پہلے سے اسپر نہین گئی یہ **جیمس واٹ** کا ہی حصہ تھا جسکو قدرت نے اس غرض کے واسطے انتخاب کیا تھا۔

جیمس واٹ کوئی بڑا فلسفی یا کوئی یونانی حکیم نہین تھا ایک ادنی کوئلے کی کان کھودنے والے مزدور کا بیٹا تھا جسنے یہ **دخانی انجن** بناکر سبکو حیرت مین ڈالدیا۔

اسی طرح سے ہر سال نئی ایجادین اور نئی کلین کثرت سے جاری ہو رہی ہین جنکو دیکھکر عقل حیران ہوتی ہے۔

پس ایسے زمانے مین کیا اثر اُن **معجزات** کا لوگون پر ہوتا۔

اس لیے قدرت نے چاہا کہ کوئی ایسا **معجزہ** دیکر ایک بڑا زبردست اور اولوالعزم **پیغمبر** دنیا مین بھیجا جاے کہ جس سے بڑے بڑے **فلسفی** اور **فرمیسن** عاجز ہو جائین اور وہ **معجزہ** ایسا پایدار اور محکم ہو کہ پھر اُسکے مقابلے مین کسی **معجزے** کے اظہار کی ضرورت نہ رہے اور اسی مین وہ مذہب جو ابتداے آفرینش سے جاری کیا گیا ہی مکمل کر دیا جائے۔

اصول کے سوا جسقدر اعمال اور طریق تمدن ہین وہ سب بتلا دیے جائین کوئی دقیقہ مذہبی درگزاشت نکیا جائے جملہ مذاہب کا تذکرہ اور اوامر اور نواہی کے سوا قیامت کے حالات اور جزا و سزا کے بیانات اُسمین مندرج ہون۔

آیات اور غیبی اخبار مین وہ اس درجہ بے نظیر ہو کہ اُسکا ثانی تلاش کرنا محال یقین کیا جائے۔

جو سب سے زیادہ زبردست اور اولوالعزم اور افضل پیغمبر محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سرزمین **عرب** مین مبعوث ہوئے کہ جسکی بڑے بڑے حکیمون اور فلسفیون نے تصدیق کی۔

جنکے زبردست اور سب **انبیا** سے بڑھکر اور اعلی ہونے کا ادنی نمونہ **معجزہ شق القمر** ہے جو تمام **عرب** تسلیم کرتا ہے اور کسی نے آج تک اُسکی تردید نہین کی۔

بلکہ مخالفین نے اُسکو دیکھکر یہ تو کہا کہ **محمدؐ** بڑا جادوگر ہے جسنے چاند کو بھی شق کر کے دکھلا دیا یہ کسی نے نہین کہا کہ چاند شق ہوا ہم نے نہین دیکھا۔

پہلے نبیون نے معجزات دکھلانے مین بے شک کمال کیا ہے اور ہزارون لاکھون معجزے انھون نے دنیا کو دکھلائے کسی نے زمین کو اور کسی نے ہوا کو اور کسی نے بحر قلزم کو مسخر کرکے دکھلا دیا لیکن آسمان پر کسی کے معجزے کا ظہور نہین ہوا۔

علاوہ ازین پہلے انبیا کے معجزات حاضرین کے معاینہ کے لیے ہوتے تھے جنکو قیام نہین تھا وہ ایک وقت کرشمہ قدرت کا ہوتا تھا۔

کوئی پیغمبر اپنا معجزہ ہمیشہ کے لیے دنیا کے دکھلانے کو چھوڑ کر نہین گیا جیسا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا معجزہ چھوڑا جو ہر وقت اور ہر جگہ موجود اور ویسا ہی زندہ ہے وہ اس سے بھی بڑا معجزہ ہے جسکو تمام دنیا قرآن کے نام سے پکارتی ہے۔

پس ہم انھین دو معجزون کے اعلیٰ اور افضل ہونے پر بزور دعوی کرتے ہین کہ۔

"محمدؐ کے مانند جگ مین نہین		ہوا ہے نہ ایسا نہ ہوگا کہین"	
"یا صاحب الجمال و یا سید البشر		مین وجہک المنیر لقد نور القمر	
لایمکن الثناء کما کان حقہ		بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"	
"اُن مرکز دور ہفت جدول		گرداب بیسن موج اوّل	
چابک قدم بساط افلاک		والا گہر محیط لولاک"	

ارباب دانش اور اصحاب بینش ذرا سی دیر کے واسطے دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالین اور بغور ملاحظہ فرمائین کہ اس روے زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کی نسل مین ہزارون پیغمبر ہزارون نبی ہزارون ولی ہزارون حکیم لاکھون فلاسفہ کروڑون ساحر ہو گذرے مگر جس کسی نے کوئی کرشمہ اپنی خرق عادت یا علم اور سحر کا دکھلایا وہ زمین پر ہی دکھلایا آسمان کی جانب کسی نے رخ تک نہین کیا۔

چاند۔ سورج تو بڑی چیز ہین کسی ستارہ پر بھی دسترس نہین ہوا نہ کسی کا معجزہ وہان تک پہونچا اور نہ کسی کی حکمت اور جادو نے یہ کمال دکھلایا۔

سب اقوام کی تاریخین اور سب مذہبون کے دفتر چھان ڈالو کہین ایسا تذکرہ نہین ملیگا جس مین کسی نے آسمان سے ایک بادل کے ٹکڑے کو بھی مسخر کرکے دکھلا دیا ہو۔

یہ ایسا بڑا معجزہ ہزارون شہادتون اور معتبر روایتونسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی حالات مین ہم کو ملتا ہے۔

مسیح علیہ السلام کا بے باپ کے پیدا ہونا واقعی حیرت انگیز اور تعجب خیز معجزہ ہے لیکن حضرت آدم علیہ السلام کا وجود بے ماں باپ کے اُس سے کئی ہزار برس پہلے ہو چکا ہے۔

جسقدر انبیا اور رسولون نے اپنے اپنے معجزے دکھلائے اُن مین سے کسی ایک کا بھی نشان عالم مین نہین ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرآن ہر گلی اور کوچے مین طشت از بام سب کے پیش نظر ہے جسکی عبارت کی بے نظیر فصاحت اور بلاغت اور بے مثل ہدایت اور غیبی اسرار کا اظہار اور اسکی تہذیب اور شائستگی کی متانت پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے کہ یہ کلام الٰہی ہے جسکی نظیر نہ آجتک ہوئی اور نہ آیندہ کو قیامت تک ہو۔

ایک معجزہ اُس نبی معظم کے دست مبارک سے ایسا کر دکھایا کہ جسکا نام آسمان پر جلوہ گر ہے اور دوسرا معجزہ زمین پر بندون کے لیے ایسا چھوڑ دیا کہ جو قیامت تک اسی شان اور ہدایت کے ساتھ جلوہ افروز رہیگا۔

ایسا ہی اعلیٰ اور افضل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس لائق تھا کہ جو دین کی تکمیل کرے اور اُس کے تابعین اس درجے کے ہون جو تبلیغ احکام الٰہی مین انبیا کا کام دین کیونکہ دنیا بڑھنے والی تھی دس بیس پچاس سو انبیا سے کیا کام چل سکتا تھا۔

اُنھین دین کے اصولون کو جو ابتدا مین قائم کیے گئے تھے ہر ایک شہر ہر ایک قصبہ ہر ایک گانو نہین ہر ملک کے اندر علماء اسلام ڈنکا بجا رہے ہین جسکی آواز ہر کان مین پہونچتی ہے یہی کام تھا جسکے واسطے نبی اور پیغمبر مبعوث ہوتے تھے سو وہ کام پہلے سے لاکھ درجے زیادہ تاکید کے ساتھ برابر جاری ہو رہا ہے۔

ایک ایک بچہ گلی گلی اور کوچہ بکوچہ پکار رہا ہے کہ "اے لوگو خدا کی عبادت کرو اُس کے سوا کوئی معبود نہین ہے"

"اُسکے حکم مین کسی کو دخل اور اختیار نہین ہے"

"آسمان اور زمین اور جو کچھ اُنکے اندر ہے سب کا خدا مالک ہے"

"جنکو تم اُسکا شریک اور اپنے کام کا کفیل سمجھے ہوے ہو اُنکو ایک چھوارے کے چھلکا دینے کا بھی اختیار نہین ہے"

"پاک ہے اللہ ان باتون سے جنکو تم شریک کرتے ہو"

"خدا سے ڈرو تاکہ تم دنیا اور آخرت مین آرام پاؤ"

"دنیا کی زندگی اور اُسکی عیش و آرام سب فانی ہین جو خواب و خیال ہو جائینگے آخرت کا لطف اور عیش جو مرنے کے بعد ملے گا وہ ہمیشہ کے لیے پائدار اور باقی رہیگا جسکو کوئی تم سے کبھی نہین لے سکے گا اور جس چیز کو تمھارا دل چاہیگا وہ وہان فوراً ملے گی"

"اس ناپائدار کی خاطر کیون عیش جاودانی کو ہاتھ سے کھوتے ہو"

سیدھا راستہ اختیار کرو اور سیدھا راستہ یہی ہے کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش مت کرو اُسکے حکم اور اختیار مین کسی کو شریک مت بناؤ"

"خدا اور اُسکے رسول کی اطاعت کرو"

"از روے فطرت تمھاری نظر اس بات پر جاتی ہے کہ بیشک مالک ہمارا پروردگار ہے پھر اسی پر کیون نہین جمے رہتے آبائی تقلید اور رسم کی پابندی پر کیون عاقبت خراب کرتے ہو"

"موت کا نقارہ سر پر بج رہا ہے اور ہر وقت اور ہر جگہ سے یہ صدا برابر آرہی ہے پھر تم کیون نہین ہوشیار ہوتے"

"خدا اکیلا ہے نہ اُسکے بیٹا ہے اور نہ وہ کسیکا بیٹا ہے اور نہ اُسکے گوت ہے اور اللہ بے پرواہ ہے"

"کیا تمنے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تمکو بیفائدہ پیدا کیا ہے اور تم خدا کے پاس واپس نہین جاؤگے"

حضرات! یہی باتین تھین جنکو انبیا اور پیغمبر سناتے تھے اور یہی باتین تھین جنکی خاطر خدا کے رسول قوم کے عذاب اُٹھاتے تھے۔

یہی باتین تھین جنکے منوانے کے لیے آسمان سے طوفان اور پتھر برستے تھے۔ اور یہی باتین تھین جنکے واسطے پے بہ پے انبیا اور رسول عالم شہود مین جلوہ گر ہوتے تھے۔

یہی وہ ہدایت تھی کہ جسکو ارباب دانش صاحب قسمت حاصل کرکے نوید جاودانی حاصل کرتے تھے اور یہی وہ وحی اور پیام الٰہی تھا کہ جسکے تسلیم نہ کرنے سے لاکھون قوم کے سردار دُنیا اور آخرت کا دائمی وبال اپنے سر پر لیتے تھے۔

انھین کلمات نورانی نے روحانی زندگی بخشی اور انھین احکام نے عذاب و ثواب کی فرخندگی بخشی انھین دل نواز صداؤن نے اقوام کو مہذب بنایا اور انھین دلگداز آوازون نے عالم مین ہر نوبنگ مچایا اسی نور نے دنیا مین یہ اُجالا ڈالا اور اسی کے باعث حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکالا۔

انھین کے اظہار کے لیے وید اور زند وستا بنائے گئے اور انھین کی تاکید کے لیے توریت۔ زبور۔ انجیل اور قرآن نازل فرمائے گئے۔

جس حالت مین رسالت اور نبوت کا کام اس درجہ زور شور کے ساتھ عالم گیر ہو رہا ہے تو پھر کیا ضرورت نبی اور پیغمبر کی ہے۔

فطرت کی عادت ہی یہ ہے کہ کامل اپنی قیمت کامل اور ناقص قیمت ناقص پاتا ہے جو میوہ خام ہوتا ہے اُسکی ویسی قیمت اور پختہ اپنی قیمت پختہ لیتا ہے اور پہلے سے کوئی میوہ یا پھل پختہ اور کامل برآمد نہین ہوتا اول خام اور ناقص ہوکر بعد مین پختہ اور کامل ہوجاتا ہے اسی طرح سے دین پہلے خام اور ناقص تھا جسکو اس نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر کامل اور پختہ کردیا گیا۔

سی واسطے اُسکے تسلیم کرنے اور عمل کرنیوالے بھی پہلے فرمانبردار بندون سے کامل اور پختہ ہین

جیسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیا اور رسولون مین اعلی اور افضل ہین اسیطرح اُسکے تابعین بھی کامل دین پانے سے پہلے بندونسے اعلی اور اشرف ہین۔

اسوقت بڑے بڑے بادشاہ اور اعلی درجے کے حکما اور بہادر اور فریبی دیکار سپاہی اور شاعرون کا تذکرہ سبکے ہاتھ مین ہے جو مختلف اقوام اور ممالک مین گذرے ہین اور لاکھون قسم کے صاحب کمال اور ذی فنون اور شعبدے باز دنیا مین ہوئے ہین اُن کے حالات کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے حالات سے مقابلہ کرو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جو یہ دین جاری کیا تو اسمین ذاتی فائدہ کچھ بھی حاصل نہین ہوا۔

ابتدائی حالت اس برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جو فقر و فاقہ اور قوم کی تکالیف مین گذری اور وہ زمانہ کہ تمام ملک عرب اُسکے تابع فرمان تھا اور جان و مال اُسکے اشارے پر قربان کرنا اپنی حیات جاودانی جانتا تھا۔ ان دونون حالتون کا موازنہ کرو۔

ایک وہ وقت تھا کہ ہر ایک متنفس جان کا خواہان تھا اور زمین بھی وطن کی دشمن ہو رہی تھی اور اس دوسرے وقت مین لاکھون آدمی جان و مال سے حاضر تھے اس نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزاج مین ذرا بھی تغیر نہین ہوا۔

جیسا اُس حالت مین وہ اپنے کو مسکین اور غریب بندہ سمجھتا تھا ایسا ہی اب سبکے ساتھ لطف اور اکرام سے پیش آتا تھا اور غریبی گذران کرتا تھا۔

اور جس کلمہ کی خاطر وہ پہلے وقت مین جان کھپاتا تھا اسی کے واسطے وہ اس دوسرے وقت مین نہایت سرگرمی اور جہد بلیغ سے غزوے اور جہاد کرتا تھا اور ہر دم ہمہ تن اُسمین مشغول تھا۔

اگر یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سچا اور برگزیدہ منجانب اللہ نہوتا اور اُس ہدایت اور تلقین سے اُسکی کوئی ذاتی غرض متصور ہوتی تو وہ یہ کبھی نکہتا کہ "مین بھی تم جیسا ایک خدا کا بندہ ہون" "مجھ پر اور میری اولاد پر زکواۃ خیرات حرام ہے"

"مین تمسے کوئی اجر نہین چاہتا ہون میرا اجر اللہ رب العالمین پر ہے"

"مین تمکو ایک ہی نصیحت کرتا ہون کہ تم دو دو ایک ایک کھڑے ہو کر سوچو کہ تمھارے اس یار میں کچھ جنون تو نہین ہو گیا ہے یہ تو تمکو ایک بڑی آفت سے بچانے کے لیے متنبہ کرتا ہے اور تم سے اجر کچھ نہین مانگتا"

"اگر میرے ایک ہاتھ مین آفتاب اور دوسرے مین ماہتاب دیدو تب بھی مین اس ہدایت خلق اللہ سے جس کا مجکو حکم ہے باز نہین رہسکتا"

یعنی دولت دنیا جس پر مجکو تم للچاتے ہو کیا چیز ہے چاند سورج جن پر تمام دنیا کے کارخانے کا دارومدار ہے اور جنکا ہاتھ مین آنا ناممکن ہے اگر یہ بھی مجکو سونپ دو اور میرا انپر قبضہ کرا دو تب بھی مین احکام الٰہی کے پہونچانے مین کمی نہین کرسکتا۔

"اگر تم سچے ہو اور مجکو جھوٹا سمجھتے ہو تو قرآن جیسی ایک سورت ہی تین چار یا آٹھ دس آیتون کی برابر بنا لاؤ"

بھلا ایک ان پڑھ آدمی بڑے بڑے علما شعرا فصحاے عرب کے روبرو کب ایسا دعوی کرسکتا ہے یہ وہی غیبی زور تھا جسکی قوت سے وہ احکام الٰہی کی تبلیغ پر مامور ہوا تھا جو یہ دعوی کرتا تھا۔

"اے لوگو! خدا کی عبادت کرو جو تمھارا اور تمھارے باپ دادا کا مالک ہے"

"اُسی کے آسمان اور اسی کی زمین ہے"

"مین اور تم سب اُسکے ناچیز بندے ہین"

"اُسکی ذات کے سوا کوئی خدائی کے لائق نہین"

"قسم ہے روشن کتاب کی۔ ہمنے بنایا ہے اُسکو عربی زبان کا قرآن۔ تاکہ تم سمجھو اور یہ کتاب لوح محفوظ مین ہمارے نزدیک بلند مرتبہ حکمت والی ہے"

"یہ کتاب اللہ زبردست حکمت والے کی طرف سے اُتری ہے۔

"بے شک آسمانون اور زمین مین ایمان دارون کے لیے نشانیان ہین"
"اور تمھارے پیدا کرنے اور جانورون کے پھیلانے مین یقین لانے والونکے لیے نشانیان ہین"
"اور رات دن کے پلٹنے اور آسمان سے روزی نازل کرنے مین کہ اس خشک زمین کو شاداب کرتا ہے اور ہواؤن کے بدلنے مین نشانیان ہین"
یہان دہریون اور فلسفیون کے سمجھانے کے واسطے عزیز و حکیم اپنے دو بڑے وصف ابتداے کلام مین بیان فرماکر از روے فطرت بتلاتے ہین کہ جس زبردست حکمت والے نے یہ قرآن اتارا ہے اسکی قدرت کی نشانیان زمین اور آسمان مین بہت ہین جنکو تم آنکھونسے دیکھتے ہو انمین غور کرو اور نیز اپنی پیدایش اور جانورونکی پھیلاوٹ کو حکیمانہ اور فلسفیانہ نظر سے دیکھو کہ کس حکمت اور خوبی سے ہمنے تمکو اور جانورون کو بنایا ہے اور کس طرح سے ہم مردہ زمین کو سرسبز اور شاداب کرتے ہین اور دن رات اور گرمی جاڑہ برسات مین ہواؤنکو تبدیل کرتے ہین اس سے ہمارا خالق ہونا ہر ایک شے بیان کر رہی ہے پھر کیسے کہتے ہو کہ کوئی خالق نہین ہے۔
اگر یہ عالم حادث نہوتا اور قدیم سے ازخود ایسا ہی بنا ہوا ہوتا تو اسمین یہ تغیرات نہوتے اور اس طرح سے دن رات نہ پلٹتے ہر گھڑی اپنا رنگ نہ بدلتے۔
اس سے صاف ظاہر ہے کہ کوئی بڑا زبردست حکمت والا ہے جسکے قبضۂ قدرت مین یہ آسمان اور زمین اور ہوا اور منھ اور دن اور رات کہ جس وضع اور طرز پر وہ چاہتا ہے اسی طور سے یہ اپنا ظہور کرتے ہین۔

"کسی زلف و رخ کا یہ کام ہے کوئی نازنین لب بام ہے
ابھی شام تھی ابھی صبح ہے ابھی صبح تھی ابھی شام ہے"

لیونکہ جو قدیم ہے وہ حادث نہین اور جو حادث نہین اسمین تغیر نہین مگر عالم متغیر ہے اس قیاس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عالم قدیم نہین۔
"اور بیشک یہ ایسی معزز کتاب ہے کہ جس مین آگے اور پیچھے غلطی کا احتمال نہین جو خوبیان

والے حکیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے

"تجھ سے وہی بات کہی جاتی ہے جو تجھسے پہلے رسولون سے کہی جاتی تھی"

"جنکے ہاتھ مین اگلی آسمانی کتاب ہے وہ مجکو ایسا پہچانتے ہین جیسا اپنے بیٹون کو"

"یہ آیتین ہین روشن کتاب کی اور تحقیق تو البتہ ہمارے بھیجے ہوئے رسولونمین سے ہے"

"آج مینے تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کردیا اور اپنی نعمت تمھارے اوپر پوری کردی اور مینے تمھارے لیے دین اسلام کو پسند کیا"

"قسم ہے ستارے کی جبکہ جھکے تمھارا صاحب (محمدؐ) نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا ہے اور نہ وہ اپنی خواہش سے بولتا ہے یہ تو وحی ہے جو اُسپر آتی ہے"

"بتلاؤ تو سہی اگر یہ کتاب (قرآن) اللہ کیطرف سے ہو اور تم اسکے منکر ہو چکے" تو اُسکا انجام تمھارے حق مین کیسا زہر قاتل ہوگا۔

"تو پھر کوئی ایسی کتاب لاؤ اللہ کے پاس سے جو اُن دونون سے (توریت اور قرآن سے) ہدایت مین بڑھکر ہو کہ مین اُسپر چلون اگر تم سچے ہو"

"کیا اُنکو یہ کافی نہین کہ ہمنے تجھپر کتاب نازل کی جو اُنکے سامنے پڑھی جاتی ہے البتہ اسمین رحمت اور نصیحت ہے اس قوم کے لیے جو ایمان لاتے ہین"

"قسم ہے قرآن پرحکمت کی کہ بیشک تو (اے محمدؐ) رسولون مین سے ہے سیدھے راستے پر۔ قرآن نازل کیا ہوا ہے بڑے زبردست مہربان کا تاکہ اُس قوم کو ڈر سناوے کہ اُنکے باپ دادا کو بھی ڈر نہین سُنایا گیا سو وہ غافل ہین"

"پھر قرآن کے بعد کون سے بیان پر ایمان لاؤگے"

صاحبو! ذرا غور کرو کہ یہ باتین پرحکمت و ہدایت کوئی فریبی مکار۔ جادوگر شعبدہ باز کرسکتا ہے اور ابتداے بنی نوع انسان سے آجتک ایسے دربے بہا کسی شاعر یا ساحر نے اُگلے ہین۔

ایک اُمّی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ یہ کتاب اللہ کی جانب سے ہے اس مین نہ آگے غلطی ہے اور نہ پیچھے یعنی غلطی سے بالکل محفوظ ہے۔
کوئی ہمکو بتلا دے کہ ایسا دعوی کسی عالم۔ فاضل حکیم۔ شاعر نے بھی آجتک کیا ہو جیسا یہ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کر رہا ہو۔
جس قدر مصنف اور مؤلف آج تک روے زمین پر گذرے ہین سب یہی اپنے دیباچہ مین لکھتے آئے ہین کہ "الانسان مرکب من الخطاء والنسیان"
ہم فطرتی خطاکار ہین ہماری یہ تالیف یا تصنیف خطا اور غلطی سے محفوظ نہین رہسکتی۔
یہان یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم امی عرب جیسے سیئ اللسان فصیح البیان کے مقابلے مین اپنی کتاب کو کس دعوی کے ساتھ پکار رہا ہے کہ یہ غلطی سے قطعی محفوظ ہے۔
وہ عرب اور اہل عرب کہ جو اپنی زبان کے مقابلے مین سب بانون کو بیچ سمجھتے ہین اور غیر زبان والون کو گونگا کہتے ہین کہ بولنا ہمکو ہی آتا ہے باقی غیر زبان والے ہمارے مقابلے مین عجمی (گونگے) ہین۔
بیشک عرب کی ایک باندی اپنے لہجہ کو تغیر کرنے سے پر لطف نظم کر لیتی ہے۔
عربی زبان نہایت ہی نرم اور شیرین زبان ہے کرختگی اور سختی اور کھٹرپن اسمین مطلق نہین ہے وسعت اسکی اسقدر ہے کہ اونٹ اور گھوڑے کے اسمین صدہا نام ہین اختصار پر مضامین اور فصاحت اور بلاغت مین وہ اعلیٰ پایہ اور بے نظیر درجہ رکھتی ہے۔
زبان کی وسعت بڑی دلیل اسکی فصاحت اور بلاغت کی ہے تنگ زبان مین ایک لفظ سے بہت کام لیے جاتے ہین اور وسیع مین ہر ایک شے کے لیے علیحدہ علیحدہ نام ہوتے ہین اور ایک چیز کے صدہا نام ہون یہ اعلیٰ درجے کا کمال اس زبان کا ہے۔
یہی باعث ہو کہ غیر زبان والے اصطلاحات عربی زبان کی علوم اور قوانین مین استعمال کرتے۔
کیا کوئی جھوٹا شخص تمام عالم کے اولین اور آخرین علما اور شعرا اور حکما اور فصحا کو اس دعوی سے

مدعو کرسکتا ہے اور وہ پڑھا لکھا مطلق نہو اور نہ کسی اہل علم کی اُسنے صحبت اُٹھائی ہو یوم التمیز سے سب سے الگ کنارہ کش اور آزاد رہا ہو کہ "یہ وہی ہدایتین ہین جو مجھسے پہلے رسول قوم کو کرتے آئے ہین"

کہین جھوٹے خود غرض فریبی مکار شخصون کا یہ وتیرہ ہوتا ہے اور وہ لوگون کی ہدایت مین اس طرحسے بلا غرض جانفشانی کیا کرتے ہین جیسی کہ اس نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی کہ نہ اپنی جان کا خیال کیا نہ خان و مان کے برباد ہونیکا ملال دل مین آیا۔ وطن چھوڑا گھر بار چھوڑا عزیز و اقارب سے مُنہ موڑا رشتہ قرابت سب منقطع ہو گیا۔ اُس کلمہ حق کے کہنے سے خود حضور والا ہزارہا مصائب اور بلا مین گرفتار ہوئے اور اپنے رفیقون کو بھی اسی مصیبت مین ڈالا مگر کلمہ توحید کو نہ چھوڑا کہین جھوٹا خود غرض یہ کارروائی مخاصمانہ اور مخالفانہ کرسکتا ہے کہ جس لفظ کے کہنے سے اپنے قرابتی اور ذاتی رشتہ دار بھی جان کے دشمن ہو جائین اور تیغ بکف قتل کرنے کے لیے تلاش کرتے ہوئے پھرین اور وہ اُس لفظ کے کہنے سے باز نہ ہے اور دن بدن اُسمین مبالغہ اور غلو کرتا چلا جائے اور اُس مخالفت اور عداوت کی جو باعث کمال خوف اور ہر دم کے خطرے کی تھی کچھ پروا نکرے۔ بادشاہون اور بہادرون نے سلطنت کی خاطر بڑے بڑے مصائب اُٹھائے ہین اور خود بلا مین مبتلا ہوئے ہین اور اپنے رفقا کو بھی ہلاکت مین ڈالا ہے لیکن ذاتی نفع کے واسطے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہونے کے لیے تاج مرصع سر پر رکھنے کی غرض سے بڑے بڑے محل اور عالیشان عمارتون مین عیش کی خواہش سے خزانہ اور جواہرات جمع کرنے کی نیت سے اور پھر اُس دولت و ثروت کے حصول سے حظ زندگانی اور لذات حکمرانی کی اُٹھانے کی وجہ سے اعزاز اور وقار کی طلب مین بیشک مصائب اُٹھائے ہین اور بڑی بڑی لڑائیان اور ہنگامہ پردازیان کی ہین تمام عالم مین ہر بونگ اُٹھا کر امن کو بقلم اُٹھا دیا ہے۔

مگر انھین خواہشات نفسانی کی امیدون اور آرزوؤن نے اُنکو اس معرکہ آرائے اور خونریزی پر آمادہ اور برانگیختہ کیا ہے جنکا ذکر اوپر کیا گیا۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تخت تو بڑی چیز ہے کبھی خاشیہ پر بھی نشست نہین فرمائی عمدہ کھانے کیسے ہوتے ہین لطف اور عیش زندگی کیا ہوتا ہے بادشاہت کی۔ ۱۱ بھی گیہون کی روٹی کبھی پیٹ بھر کر میسر نہین ہوئی رات کو اندھیرے مین چراغ نصیب نہین ہوا بچھانے کے لیے روئی کا گدیلا تک نہین ملا۔

کھجور کی شاخین تھین اور جسم مطہر کا خواب گاہ کھجور کے صوف تھے اور حضور والا کا تکیہ گاہ تمام تمام رات فاقے سے گذر گئی اور چٹائی بھر رزق اس بادشاہی کے زمانے مین کہ جب کروڑون روپیہ انعام واکرام اور خیرات کیا جاتا تھا ہاتھ نہین آیا پانچ سات چھوارے بھی کچھ پیر ہوئے ہین اگر وہ دستیاب ہوگئے ہین تو بڑی خوشی سے انھین کو نوش فرما کر شب بسر کی ہے۔

عالم شباب مین ایک بیوہ اور ضعیف بی بی پر قناعت کی دوسری عورت کا خیال عمر بھر نہ کیا مگر مین اُسکی زندگی تک کبھی نہین آیا جہان ازواج کی تعداد بڑھانے کا علی العموم رواج تھا۔

اخیر مین پچاس برس کے بعد اُس معصومہ کے انتقال فرمانے سے جو چند نکاح کیے تو وہ نہ غلبۂ خواہش کی وجہ سے بلکہ محض ہدایت اور تلقین کی غرض سے کہ اُنکو زنانی تعلیم تمدن اور عبادت کی دی جاتی تھی اور اپنے تابعین کو بتلایا جاتا تھا کہ اجتماع ازواج مین اُنکے حقوق کی نگرانی اس طرح کرنی چاہیے چنانچہ جسقدر مسائل حیض و نفاس اور زنانہ معاشرت کے ہین وہ سب انھین مطہرات کی زبانی زبان الہام بیان سے دریافت ہوئے ہین۔

انبیای معصومین مین یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہوا ہے کہ جسکی ازواج تبلیغ احکام الٰہی آخر دم تک کرتی رہین یہ اجتماع جو عالم ضعیفی مین کیا گیا حظ زندگانی کے لیے نہین تھا جیسا کہ امیر اور راجہ اور بادشاہ لیا کرتے ہین امت کی حال اور آیندہ کے لیے خاوند اور بی بی کو عبادت۔ حسن فرمان برداری شوہر۔ رضامندی زوجہ۔ پردہ داری اور تعلیم و تربیت اولاد

طرز بموجب حکم الٰہی بتلانا مقصود تھا سو یہ مدعا واضح اور صاف جیسا اسلام مین ہے کسی دین وملت مین اُسکی نظیر نہین مل سکتی۔

جیسا وہ نبی معظم مردون کو اللہ کے خالص بندے بنانا چاہتا تھا اُسیطرح مستورات سے رسم واد ہام باطلہ کے دور کرنیکا منشا تھا تاکہ یہ ازواج امت کی عورتون کے لیے نظیر اور ہادی ہون اور اُنکے حالات صبر اور شکر۔ رضا و تسلیم کے سُنکر قوم کی عورتین اُسکا اتباع کرین۔ یہی باعث ہو کہ مسلمان مستورات انکے حالات سے سبق لیتی ہین اور مصائب اور بلا مین صبر اور استقلال کے ساتھ برداشت کرتی ہین اور انھین کی پیروی کو سرمایہ اپنی نجات کا جانتے ہین۔

جس حالت مین مردون کے لیے ایک بیرونی مدرسہ قائم کیا گیا تھا جس مین روحانی تعلیم کے لیے بلا لحاظ قوم اور ملک اور رنگ کے سبکو ایک وضع سے داخل کیا جاتا تھا۔

اس مدرسے کے داخل ہونے کے لیے نہ کوئی نذرانہ مقرر تھا اور نہ کوئی امتحان اور نہ فیس صرف زبان اور دل سے یہی اقرار کرنا اس خدائی کالج کا پیمانہ تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہین اور محمدؐ خدا کا رسول ہے۔

اسی کلمہ کا کہنا اصطباغ سمجھا جاتا تھا بلا اس اقرار کے کسی شہنشاہ کو بھی اس مدرسے مین داخلے کا مجال نہین تھا اور نہ نبی تک کے رشتہ دار ہی بدون کلمہ بار پا سکتے تھے۔

اس صورت مین بہت ہی ضرور تھا کہ ایک اندرونی درسگاہ زنانہ تعلیم کے لیے قائم کی جاے۔ اسکے سواے اسکے اور کوئی صورت نہین تھی کیونکہ جس عصمت اور پردہ کی اسلام تلقین کرتا ہی وہ اسی حالت مین بحال رہسکتا ہو اس سے بہتر اور کوئی صورت ممکن ہی نہین تھی۔

اس نبی معظم کا کوئی کام ہدایت سے خالی نہ تھا جو قول اور جو فعل تھا سب خلقت کی ہدایت کے لیے اور حسبۃً للہ محض اخلاص کی رو سے وہ قوم کا ہوا خواہ تھا۔

کوئی ایسا شخص قوم کا بہی خواہ نے غرض قوم پر جان و مال قربان کرنے والا ترکی۔ عجمی۔ نہ عربی۔ رومی مصری حبشی کہی اپنی قوم بنانے والا اور اُنکو اپنے عزیز و اقارب سے زیادہ رکھنے والا کسی قوم کی تاریخ مین نہین مل سکتا ہی

اُسکی قوم نہ ہاشمی تھی اور نہ قریشی نہ عربی نہ ترکی جو خدا کو معبود اور اصلی مقصود سمجھنے والے اور اُسی کے روبرو سربسجود تھے وہی لوگ اُس نبی کی قوم تھے۔

وہ اُنسے نہ دولت کا خواستگار تھا اور نہ اپنی حکومت کا صرف اس بات کا خواہان تھا کہ وہ خداوند تعالی کو مالک اور خالق جمیع کائنات کا بالیقین سمجھکر اُسکی عبادت کرین اُسکے حکم اور قدرت مین کسی کو شریک نہ بنائین ہر بات اور کام مین اُسی سے التجا اور ہر دم اُسی کی درگاہ مین دعا کرین رواجی اور آبائی تقلید کو چھوڑکر روحانی اور اخلاقی اصلاح مین سرگرم اور مستعد رہین مذہب تو وہ پہلے بھی رکھتے تھے کوئی فریق بُت پرستی آتش پرستی انجم پرستی اور اوہام باطلہ کا پابند تھا اور کوئی فریق یہودی اور کوئی نصاری تھا اسلام نے اُنسے قتل - چوری - زناکاری دُخترکشی کو دور کرکے رحم - انصاف - حیا - عفت اور خداترسی سے مہذب اور شائستہ اما اور روحانی اخلاق سب مین پھیلا دیا عرب کے بدجاہل وحشی یکبارگی ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کردیا ہو بہتر ہوگا کہ اس مقام پر چند صاحبان انگریز عالیشان کی رائے بجنسہ نقل کی جاے۔

سر ولیم میور صاحب لفٹنٹ گورنر جنرل ممالک مغربی و شمالی اپنی کتاب **لائف آف محمد** صلی اللہ علیہ وسلم مین رقم فرماتے ہین جسکا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے۔

"اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر و احکام اسوقت تک تھوڑے سے اور سادہ طور کے تھے جیساکہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر اُنھون نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا۔ دین مسیحی نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا اور شرک و بت پرستی سے جہاد عظیم کیا تھا اُس رات حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہوگی تھی اور نہ ایسا خلوص کسی مذہب مین ہوا تھا جیساکہ دین اسلام مین ہوا عرب کے لوگ توہمات اور کفر و ضلالت اور بیرحمی و بداعمالی کے دریا مین غرق تھے چنانچہ عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنی سوتیلی ماں کو بیاہ لیتا تھا اُنکے غرور اور افلاس سے دُخترکشی کی رسم بھی اُنمین اُسی طرح جاری ہوگئی تھی جسطرح فی زمانہ ہندوون مین جاری ہے۔

اُنکا مذہب حد کے درجے کی بت پرستی تھا اور اُنکا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق

پر نہ تھا بلکہ خیر مری ارواح کے تو ہم باطل کی ہیئت کا سا انکا ایمان تھا انھین کی خشنامندی منا تے تھے اور انھین کی نارضی سے احتراز کرتے تھے قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہوا اُسکی اُنھین خبر ہی نہ تھی۔

ہجرت سے تیرہ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت مین بے جان پڑا تھا مگر اُن تیرہ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون آدمیون کی جماعت نے بت پرستی چھوڑکر خدای واحد کی پرستش اختیار کی اور اپنے اعتقاد کی موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے۔

اُسی قادر مطلق سے بکثرت و بشدت دعا مانگتے اُسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے اور حسنات و خیرات اور پاکدامنی اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تھے اب اُنھین شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا اور یہ کہ وہی رزاق ہمارے ادنی حوائج کا بھی خبر گیران ہے۔

ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ مین ہر ایک امر متعلقہ زندگانی مین اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثے اور تغیر مین اُسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھکر اُس نئی روحانی حالت کو جسمین خوشحال اور حمد کنان رہتے تھے خدا کے فضل خاص و رحمت با اختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کو ر باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کی تقدیر کیے ہوے خذلان کی نشانی جانتے تھے۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو اُنکی ساری امیدون کے ماخذ تھے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور اُنکی ایسی کامل طور پر اطاعت کرتے تھے جو اُنکے رتبۂ عالی کی لائق تھی۔

ایسے تھوڑے ہی زمانے مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہو گیا تھا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپے مخالفت و ہلاکت تھے۔

مسلمانون نے مصیبتون کو تحمل و شکیبائی سے برداشت کیا اور گو ایسا کرنا اُنکی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہین۔

ایک سو مرد اور عورتون نے اپنا گھر بار چھوڑا لیکن ایمان عزیز سے مُنھ نہ موڑا اور جب تک کہ یہ طوفان مصیبت فرو ہوے **حبش** کو ہجرت کر گئے پھر اُس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ اُنھین

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو انکی نظر میں تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا چھوڑ کر مدینہ کو ہجرت کر گئے اور یہاں بھی اسی جماعت کی تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصے میں اُن لوگوں کے واسطے ایک برادری جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی حمایت میں جان دینے کو مستعد ہو گئے تیار کر دی۔"

ریورینڈ جی۔ ایم۔ راڈویل صاحب مترجم قرآن لکھتے ہیں۔

"عرب کے سیدھے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو۔" بت پرستی کے مٹانے حیات اور مادیات کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قائم کرنے اطفال کشی کی رسم کو نیست و نابود کرنے بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازواج کی تعداد کو گھٹا کر اُسکی ایک حد معین کرنے میں قرآن بیشک عربوں کے لیے برکت اور قدوم حق تھا گو عیسائی مذاق پر وحی نہو۔"

"گبن نے بیان کیا ہے۔"

"عیسائی اس بات کو یاد رکھیں تو اچھا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سائل نے وہ درجہ نشر دینی اُسکے پیرو نہیں پیدا کیا کہ جسکو عیسیٰ علیہ السلام کے ابتدائے پیرو نہیں تلاش کرنا نے فائدہ ہے اور اُسکا مذہب اُس تیزی کے ساتھ پھیلا جسکی نظیر دین عیسوی میں نہیں چنانچہ نصف صدی سے کم میں اسلام بہت سے عالیشان اور سرسبز سلطنتوں پر غالب آگیا۔"

جب عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر لے گئے تو اُسکے پیرو بھاگ گئے اور اپنے مقتدا کو موت کے پنجے میں چھوڑ کر چلدیے برعکس اسکے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو اپنے مظلوم پیغمبر کے گرد و پیش رہے اور اُسکے بچاؤ میں اپنی جانیں خطرے میں ڈالکر کل دشمنوں پر اسکو غالب کر دیا۔"

"مسٹر کارلائل صاحب فرماتے ہیں۔"

"پس ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہرگز یہ خیال نہیں کر سکتے کہ وہ صرف ایک شعبدہ باز اور تہی باطن شخص تھا اور نہ ہم اُسکو ایک حقیر جاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ

سکتے ہین جو سخت و کرخت پیغام اُسنے دنیا کو دیا بہرحال وہ ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اور اگرچہ وہ ایک غیر مرتب کلام تھا مگر اُسکا مخرج وہی ہستی تھی جسکی تھاہ کسی نے بھی نہین پائی۔
اس شخص کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے نہ اعمال ہی اور نہ خالی از صداقت یا کسی کی نقل و تقلید تھے حیات ابدی کا ایک نورانی وجود تھا جو قدرت کے وسیع سینہ مین سے دنیا کے منور کرنے کو نکلا تھا اور بے شبہ اُسکے لیے امر ربانی یون ہی تھا"
وہ روحانی آفتاب ۳۳ء مین یکبارگی عالم کی نظر سے غائب ہوگیا لیکن اپنے قدرتی نور کو جو دنیا کے منور کرنے کے واسطے اُسکو عطا کیا گیا تھا اپنے ہمراہ نہین لے گیا۔
وہ نور جو قدرت کے وسیع چشمہ سے نکلا تھا عالم کے جلوہ گر کرنے کے لیے چھوڑ گیا جس نے جہان کو ایسا روشن کیا کہ اُسکی نظیر روز آفرینش سے ابتک دنیا مین نہین ملتی ہر قوم اور ہر ملت پر اپنا پرتو اُس نور نے ڈالا۔

"بہار اب جو دنیا مین آئی ہوئی ہے یہ سب پودھ اُسی کی لگائی ہوئی ہے"

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات جو شخص بہ نظر انصاف بلا تعصب غور کے ساتھ ملاحظہ کریگا ممکن نہین کہ وہ اور رے و فطرت اُنکو سچا نبی اور خدا کا برگزیدہ پیغمبر نہ تسلیم کرے۔
سب انبیا اور رسولون مین محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعلی اور افضل یقین کے ساتھ پایا جاتا ہے میدان نبوت پر جو نظر ڈالی جاتی ہے تو یہی پہلوان اور شہسوار سب سے زیادہ بردست سب سے زیادہ شہ زور اور سب سے زیادہ قوی اور کامل نظر آتا ہے۔
و بنیاد مذہب کی حضرت آدم علیہ السلام کے ہاتھون سے رکھی گئی تھی اُسکو کامل اور تکمیل اس نبی معظم کے دست مبارک نے کیا۔
ی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بوجہ فضلیت اس لائق تھا کہ خاتم نبوت پر مہر ہو۔
یہی وہ نبی خاتم النبیین اور ختم المرسلین ہے جسپر دین کا خاتمہ ہوگیا۔
کسی آسمانی کتاب مین کسی نبی پر نبوت کو ختم فرما کر یہ حکم نہین دیا گیا تھا جو اُس

سیدالانبیا کی شان مین نازل فرمایا گیا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مین سے کسی مرد کا باپ نہین ہے مگر وہ خدا کا رسول اور خاتم النبیین ہے"

"اور جو کوئی سوائے اسلام کے کوئی دین اختیار کریگا وہ قبول نہین کیا جائیگا اور وہ قیامت کو خسارے مین رہیگا"

"آج ہمنے تمھارے دین کو تمھارے لیے کامل کردیا اور اپنی نعمت تمھارے اوپر تمام کردی اور ہمنے دین اسلام کو تمھارے لیے پسند کیا"

پس قیامت تک یہی دین خدائی دین ہے جو قائم اور برقرار رہے گا۔

اور اب اسمین کوئی طرز عبادت اور فرائض وغیرہ کا از روے قدرت تبدیل نہین ہوگا۔

اصول تو نہ پہلے تبدیل ہوے اور نہ آیندہ کو تبدیل ہون مگر فرائض اور عبادت اور تمدن کے جو طریق ہین وہ سب اسیطرح سے مستحکم اور قیامت تک جاری اور قائم رہینگے۔

ایک شعشعہ اور ایک نقطہ تبدیل نہین ہوگا۔

باقی جو شرائط ہمنے سچے مذہب کی شناخت کے لیے منتخب کیے ہین **قرآن مجید** کو ہاتھ مین لو اور بہ نظر حقیقت غور کرلو کہ **اسلام** موافق فطرت ہے یا نہین۔

قرآن مجید خود بتلادیگا کہ اسلام ہماری اُن شرائط فطرتی کے اندر محدود ہی اور یہ مسئلہ نہایت ہی صحیح اور درست ہے کہ "اِنَّ الاسلام ھو الفطرۃ والفطرۃ ھی الاسلام"

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ کتاب **فطرت** مقام **لویرہ** ریاست **جودھپور** مارواڑ مین بتاریخ دہم ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ختم کی گئی۔

ہے یہ اک نقش کہ جو عمر مین اپنی کھینچا	ہم نہونگے ولے یہ نقش رہیگا ہم سے
"کیا فائدہ فکر پیش و کم سے ہوگا	ہم کیا ہین جو کوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے	جو کچھ ہوگا ترے کرم سے ہوگا

خاتمہ پر از نتائج مفیدہ

ناظرین کو اسکے ملاحظے سے روشن ہو گیا ہو گا کہ روے زمین پر جسقدر مذہب رائج ہین سبکے عقاید اور سبکے اصول مین اسلام سے جسقدر ملتے جلتے ہین ایسے کسی مذہب کے نہین ملتے اور جو اسلامی اصول ہین وہ سب مذاہب مین موجود ہین گو کسی طرح سے ہون دیگر مذاہب نے اُنکی ہیئت خراب کردی ہے اور اسلام مین اُنکی اصلیت باقی ہے **توحید** جس پر اسلام کو فخر ہے اُسکے سب قائل **رسالت** سب کے نزدیک مسلم اور کوئی مذہب اُس سے خالی نہین قیامت۔ عبادت۔ جزا و سزا سبکے یہان ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ سب مذاہب کا ماخذ اور منبع اسلام ہی اور کل مذہب اُسی سے نکلے ہین اور اسلام ہی خدائی مذہب ہے فھو المراد۔

اب یہ خیال کہ جس حالت مین سب مذاہب کے اصول واحد ہین تو تحقیق اور تفتیش کی کیا ضرورت ہے جس مذہب مین جو شخص ہے اسیکے قوانین کی پابندی موجب اُسکی نجات کے ہو مگر یہ محض خیال باطل ہے قدرت اور صنعت مین زمین و آسمان کا تفاوت ہے قدرتی اشیا پر نظر کرو اور اُنکے مقابل مصنوعی کو غور سے دیکھو تو مصنوعی اشیا مین ایک مین وصف قدرت جیسا نہین پاؤ گے یہی حال اسلام اور دیگر مذاہب کا ہے کیونکہ دیگر مذاہب مصنوعی اور لوگون کے طبع زاد خیالات اور محض ایجاد ہے اور اسلام قدرتی اور خدائی مذہب ہی جسکے اصول اور احکام کلام الٰہی مین مشرح درج ہین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منجانب خدا اور دنیا مین حجت اللہ ہین۔ پس جنسنے تعمیل احکام الٰہی کی نہین کی اور نہ اُس ہادی برحق کا اتباع کیا اور لوگونکے مصنوعی خیالات کو دین الٰہی تصور کرتے رہے اور فرمان الٰہی کو دیکھا اور سنا تک نہین اور ہمیشہ اُسکے خلاف کو ہدایت سمجھا اور اُسکی تکذیب اور تردید کے درپے رہے اور یہی سمجھا کیے کہ یہ کلام الٰہی نہین ہے ایک شخص کا ایجاد ہے یعنی قدرتی

نہین ہے مصنوعی ہے تو ایسے لوگون کو نجات کی امید رکھنا اور ان توہمات سے فائز المرام ہونا عبث ہے۔

صاحبو! وہ قرآن جسکا منجانب اللہ ہونا فطرت سے ثابت ہو چکا ہے برملا پکار رہا ہے اور پکار پکار کر اپنے منجانب اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے آدمی میرا مقابلہ کرنا چاہین تو ہرگز نہین کر سکتے مین تمام عیبون اور غلطیون سے پاک ہون مین کلام الہی ہون مجکو جیسا سرشش سے آتارا ہے تیرہ سو برس سے ویسا ہی موجود ہون اور قیامت تک ایسا ہی رہونگا۔ میرے منکر ظالم اور باغی ہین وہ دنیا جسکی مچھر کے پر کی برابر بھی خدا کے یہان قدر نہین ہے چند روزہ ہے بعد مرنے کے یہ زندگی خواب کا سا خیال معلوم ہوگا میرے منکرونکی ہرگز نجات نہوگی ستر ستر گز کی آتشی زنجیرونمین انکو ایسا جکڑا جائیگا اور وہ پکڑی جائینگی کہ کبھی آج تک دنیا مین کسی جکڑنے والے نے نہ کسی کو ایسا جکڑا ہوگا اور نہ ایسی سختی اور ذلت سے پکڑا ہوگا میرے منکرو اس دنیا کے عارضی لطف اور عیش کا مزہ چند روز اٹھالو اور خوب دل کی حسرتین نکالو موت آئی اور تم دوزخ کے دائمی عذاب مین گرفتار ہوے جیسے تم آج اسکے فرمان کو غفلت کے سبب نہین سنتے ہو اور خدا کو بھول گئے ہو اسی طرح سے وہ جبار قہار تمکو عذاب دردناک مین ڈالکر تمہاری خبر تک نہین لیگا۔ دوزخ کے دربان بڑے سنگدل اور قہری بیرحم ہونگے وہ گونگے اور بہرے ہونگے کہ دوزخیون کے آہ و نالے کو نہین سنینگے وہان نہ کوئی حمایت کام دیگی اور نہ قرابت اور نہ زور سے کام نکلیگا دوزخ بہت ہی بری جگہ ہے اور وہ خاص میرے منکرونکے لیے تیار کی گئی ہے مین تمہاری آگاہی کا چوبدار ہون اور علانیہ اعلان کر رہا ہون کہ خبردار ہو جاؤ ہوشیار رہو موت تمہارے سر پر کھڑی ہے مرنے سے پہلے حیات ابدی کا سامان کرو اور بڑے دور دراز سفر کے لیے خرچ اپنے ساتھ لو اگر تم میری ہدایت پر عمل کرو تو تمکو اس ہیبت ناک عذاب کا کسی قسم کا ذرہ برابر بھی صدمہ نہین آئیگا اور جواہرات کے محل سونے چاندی کے بنے بنائے جو آج تک کسی کے خیال

مین بھی نہین آئے اور آمین نہرین شیرین بہ رہی ہین اور کسی قسم کی روک وہان نہین ہے اور جس چیز کی خواہش کروگے وہ وہان ملیگی اُس فرمانبرداری کے صلے مین تمکو دیجائیگی اور کبھی وہان سے نکالے نہین جاؤگے مین تمہارا گھر نہین چھوڑاتا نہ دولت وعزت سے روکتا ہون نہ تمکو مشقت مین ڈالتا ہون مین تو تمکو یہ نیک ہدایت کر رہا ہون کہ بس خدا کو ایک سمجھو اُسکے منزلہ احکام کو بسر وچشم تسلیم کرو اُسکے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کرو خدا کے سوا کسی کی عبادت مت کرو مخلوق کے ساتھ ہر طرح سے نکوئی اور سلوک کرو اور یقین جانو کہ بعد مرنے کے قیامت آنے والی اور اعمال کی پرسش یقینی ہے یہی طریقہ سیدھا راستہ نجات اور حیاتِ ابدی کا ہے اب جو چاہے مانے اور جو چاہے نہ مانے "

مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
ماہ ستمبر سنہ ۱۸۹۶ء

6012

کالی رائٹ محفوظ

اعلان

خیالات ممتاز موسوم بہ فطرۃ

یہ اردو مین عجیب اور مفید کتاب لکھی گئی ہے جس مین سچے مذاہب
اور برحق دین کی پہچان اہل ہنود کا مذہب اور اُسکی حقیقت۔
بودہ مذہب کے بانی کا حال اور اُسکی ساری کیفیت مسیحی اور
یہودیون اور آتش پرستون کے اصول اور اُنکی اشاعت تثلیث کا
ذکر اور دہریون کے خیالات۔ توحید اور رسالت و فطرت کے مقابلہ کا
بیان اور پاک اسلام اور اُسکے بانی کا تذکرہ ہے۔ مصنف نے دین
یہ بھی بتایا ہے کہ دنیا مین کس قدر مذاہب شائع ہین اور مقدس اسلام
کس مذہب کا موافق اور کس کا مخالف ہے نیز مذہب کیا چیز ہے؟
اور انسانی دنیا کو اُس سے کیا فائدہ ہے پھر یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر
مذہبی عقیدہ درست ہے تو کونسا مذہب سچا ہے اور وہ کون سی
کسوٹی ہے جس پر مذاہب کو کسا جا سکتا ہے۔ شائقین
اسکی خوبی ملاحظہ سے معلوم کرین گے۔

محمد عبداللہ پبلشر مطبع مجتبائی واقع شہر دہلی۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِيْ خَرَابِهَا

كاشف المكائد في رد من منع عن المساجد

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلي على نبيه الكريم وآله واصحابه اجمعين

اما بعد ناظرین منصفین پر واضح ہو کہ ان دنون ایک فتوی چار ورقہ مطبوعہ گلابی کاغذ موسومہ بہ جامع الشواہد متضمن افترا ات وتکفیر پیروان ملت احمدیہ ومتبعین سنت محمدیہ کا نظر سے گذرا اوسکے لکھنے والے اکثر وہی حنفی ہین جنہون نی سابق مین عہد نامہ پر جو جناب صاحب مکشر بہادر دہلی کی روبرو تصدیق ہوکر باستر ضای باہمی مشتہر ہوا تہا اپنی مہرین کی ہین یہہ لوگ اس امر کا عہد وپیمان کر چکے تہے کہ ہم کسی پر کچہہ طعن واعتراض نکرینگے ہر شخص اپنی مذہب پر موافق عملدرآمد قدیم جسطور سے عمل کرتا رہی اب انہین نی اول امن عامہ خلایق مین خلاف رسوم وعملدرآمد قدیم فتور پیدا کیا اور باعث نقض امن جو ملت ومذہب محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام اور قانون گورمنٹ برطانیہ کے سراسر خلاف ہی ہوکر عہد شکنی کی اور درپے فساد ہوئے اور اوس عہد نامہ کو بالکل پس پشت ڈالکر مستحق الزام وسزا ہوئی ہمکو اسپر بہی کچہہ تعرض نہ تہا لیکن چونکہ بسبب شایع ہونی اس فتوے کے ہر شہر ودیار مین نقض امن ہوکر فساد ہونے لگا اور نیز اونہون نے اون اوراق مین تمام کذب وافترا باندہا ہے اور کسی جگہہ بعض رسالہ کے عبارت مین سرقہ کرکے برعکس مطلب لکہدیا ہے ان سب اعتراضات مین سی ایک بات بہی ہمارے کتب ورسائل مین نہین ہی اونکو اس کذب وافترا پردازی سی محض فساد اور عہد شکنی اور جہال کو ورغلانا اور امن عامہ مین نقض ڈالنا مقصود ہی اسلیئے بنظر رفع شکوک واوہام عوام ناچار لکہا جاتا ہے کہ یہہ سب تحریر جامع الشواہد واہیات ہی اور اس سی بدتر صدہا طرحکے خرافات کتب مقلدین

حنفیہ مین بتصریح موجود ہین اور ہر اعتراض اپنپر ایسا ہے کہ جس سی یہہ سب مفتی اہل سنت کے
نزدیک خارج از فرقہ ناجیہ و مذہب ٹہیرتے ہین جن باتون کو زبان پر لاتی ہوی حیا آتی
ہے اور جن امور سی ہر ذی عقل کا سُنکر دل کانپ جاتا ہے وہ انکے کتب مین بی ڈہرکر لکہدی
گئی ہین چنانچہ ہم اعتراض کے جواب مین کچہہ عبارت وہ اوسکا لکہتے ہین کیونکہ یہ سب تو انکے
کتب مذہبی ہی بالکل جاہل و بیخبر ہین اور قطعہ نظر اسکے اپنا عیب ہر شخص نہین معلوم کرسکتا اس لیے
یہ جان لین گے کہ خود ہم ہی پر یہہ اعتراضات وارد ہوتی ہین اور یہ کفر ہماری ہی جانب
عائد ہے اور یہہ سب آفت ہمپر صرف تقلید شخصی کے باعث ہی اور متبعین سنت کا تو مذہب اور
دعوی برملا یہ ہے کہ ہم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کے تابع ہین کسیکے قول و فعل سے جو
خلاف اوسکی ہو کچہہ غرض نہین خلاف کتاب و سنت جو بات ہو اوس کی انکار ہی اگر بالفرض
کوئی شخص کوئی بات بلا دلیل کہی یا لکہے تو وہ ہمارا مذہب ہرگز نہین ہوسکتا جب ہم
سوای طریق رسول اللہ صلعم کے بطور وجوب کسی امام معین کے مقلد نہین تو پہر اور کسیکا
کیا ذکر ہے جو کچہہ کتاب و سنت و اجماع صحیح شرعی اور قیاس صحیح غیر معارض نص ہین ہے
وہ ہمارا مذہب ہے اور جو خلاف اوسکی ہی وہ ہماری نزدیک مردود ہے یہہ شان و لیاقت تو
جناب مقلدین ہی کی ہے کہ ایک مذہب کے پابند ہوکر تمام آفات اپنی سر پر لیتی ہین اور فرقہ ناجیہ
اہل سنت سی مخالف بنتی ہین اور علامت ظاہری اونکی اس ملک مین یہ ہی کہ آمین بالجہر جو مذہب
جہوا اہل سنت ہے جس سے یہود جلتے ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے اور رفع یدین جو سنت مشہور
ہے اور سینہ پر ہاتہ باندہنا جو اکثر محققین کے نزدیک ثابت ہی اور امام کے پیچہے الحمد پڑہنا جو اکثر صحابہ اور
تابعین و مجتہدین کا معمول رہا ہے اس سی برہم ہوتے ہین اور مثل دیگر فرقہ ضالہ کے اہل حق پر
سب و شتم و افترا پردازی کرتے ہین اور جن عقائد باطلہ اور مسائل مخالفہ کا التزام بہ نسبت متبعین
سنت کی لگایا ہی وہ انکی کتب مین بکثرت موجود ہین اونمین سی چند بطور نمونہ بعض جوابات
اعتراضات وہابیہ مقلدین کے لکہی جاتی ہین تاکہ ناظرین جان لین کہ ان مقلدین کی یہ عقائد ہین

اور یہی لوگ اہل سنت و جماعت سی مطلقا خارج ہین اور کذب و افترا پردازی انہین کی عادت قدیم ہے
اب ہم بفضلہ و کرمہ ہر کذب مقلدین کو آفتاب نیمروز کیطرح ثابت کرکے اپنے بریت و بیزاری ایسی گندہ
و بری عقائد سی آشکار کرتے ہین و باللہ التوفیق۔ قولہ اول یہ کہ خدائی پاک کا جھوٹ بولنا ممکن
کہتے ہین چنانچہ کتاب صیانت الایمان مطبوعہ مراد آباد مصنفہ مولوی شہود الحق الخ اقول یہ صحیح
بہتان ہی حضرت مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ پر بعض اہل بدعت نے یہ اعتراض
کیا تہا اوسکی جواب مین صیانۃ الایمان مین بتفصیل مدلل ثابت کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اہل سنت مین
سے خدا تعالے کے جھوٹ بولنی کا قائل نہین ہی چنانچہ بجنسہ عبارت صیانۃ الایمان صفحہ ۵ کے
مندرج صفحہ ہذا ہے شہود الحق کہتا ہے کہ ایضاح الحق سی مبتدع ہونا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنی بہانے
کے قبر پر جانے سے نہین پایا جاتا ہے چنانچہ بیان اوسکا اوپر ہو چکا ہے باقی مولوی محمد اسمعیل رحمۃ اللہ
علیہ کیطرف خدا کو جھوٹا اور حضرت کو چمار سے زیادہ ذلیل کہنی کی نسبت بالکل غلط ہے مولوی محمد اسمعیل
رحمۃ اللہ علیہ نی کہین نجدا کو جھوٹا کہا ہے اور نہ حضرت کو چمار سی زیادہ ذلیل سب افترا ہی اور امکان
کذب کے قایل ہونی سے خدا کو جھوٹا اور کاذب کہنا لازم نہین آتا ہے اسلیے کہ اطلاق مشتق کا بموجب
عرف اور لغت اور شرع کے اوسپر جو صلا مباشر فعل نہین صحیح نہین کیونکہ قیام مبدء کا جو مناط حمل مشتق ہے
وہ یہان منتفی ہے اور اصول مین منصوص ہے کہ جو مباشر فعل زمان ماضی مین نہین ہوا اور زمان آیندہ
مین ہوگا اوسپر بہی اطلاق مشتق کا بالاتفاق مجاز ہے نہ حقیقت اور جو مباشر فعل زمان حال مین
ہی اوسپر اطلاق مشتق بالاتفاق حقیقے ہی اور جو مباشر فعل زمان ماضی مین ہوا در حال مین نہین اوسپر
اطلاق مشتق عموما بعض مجاز کہتے ہین اور بعض حقیقت اور بعض کہتی ہین اگر فعل کا بقا ممکن ہو تو
اطلاق مجازی ہی ورنہ حقیقے۔ علاوہ اسکی کہی مباشر فعل پر بہی اطلاق مشتق بسبب ابہام نقص کے شرعا جایز
نہین ہوتا ہی جیسا کہ شرح مقاصد مین لکہا ہی کہ خلف وعید کی ناجایز ہونکی یہ دلیل لانا کہ اگر خلف وعید
صحیح ہوتا تو خدا کو مخلف کہنا بہی صحیح ہوتا اور خدا کو مخلف کہنا صحیح نہین ہی تو خلف وعید بہی صحیح نہین ہے
عتبار کی قابل نہین کیونکہ بہت افعال خدا تعالے کی ایسی ہین کہ جنکا اسم فاعل خدا تعالے پر اطلاق نہین

کیا جاہی بسبب [illegible] کے خدا تعالے تکلم فرماتا ہی سایہ مجاز کے اور خود اوسنی فرمایا ہی [illegible] اور یہی فرمایا ہے [illegible] لیکن متجوز اور ناکرہ و مستہزی اوسپر اطلاق نہین کیا جاتا۔ آہی دیکھو اوسے کذب بارتی ہر گز ثابت نہین ہوتا یہ سو وہنی مقلدین ہی بلکہ کتب حنفیہ مین مقلدین خدا تعالے کی وعید مین خلاف کرنا ثابت کرتے ہین دیکھو علامہ تفتازانی نی شرح مقاصد نسفی کے صفحہ ۲۵۲ مین جہان لکہا ہی وَزَعَمَ اَنَّ الْخُلْفَ فِی الْوَعِیْدِ کَرَمٌ وَیُحْمَدُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالْمُحَقِّقُوْنَ عَلٰی خِلَافِہٖ اور سپر بعض احناف کا یہہ حاشیہ ہی وَالْحَقُّ اَنَّ الْخُلْفَ جَائِزٌ عَقْلًا مُطْلَقًا لٰکِنَّہٗ غَیْرُ وَاقِعٍ فِی الْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَالْاِجْمَاعِ یعنی حق یہہ ہی کہ اسکا خلاف کرنا جائز ہے مطلقا اور بحسب عقل کے لیکن کتاب و سنت اور اجماع مین واقع نہین ہی اس سی ثابت ہوا کہ مقلدین برسم خود اللہ کے خلاف کرنیکا اعتقاد رکہتی ہین اور جو امر کتاب و سنت و اجماع سی ثابت ہو اوسکو اپنی عقل سی حق اعتقاد کرتی ہین پس یہ لوگ خود ہی جماعت اہل سنت سی خارج ہوئی اور علامہ نی جو اسکے رد مین آیۃ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ لکہی ہی اوسپر عبد القدوس حنفی نی حاشیہ مین اعتراض کیا ہی کہ یہ آیہ کفار کے حق مین ہی اور عصاۃ کے حق مین اسی وعید مین خلاف ہونا جائز ہے بہت عقیدہ حنفیہ کا ہی ہم اہل سنت و الجماعت کا جسکا دل چاہے شرح عقائد نسفی کو دیکہہ لے کتب سی اپنی ہی ہر طرح کیسا نکل آیا ہم الزام دیتے قصور اپنا نکل آیا۔ دوسرا قولہ مولوی محمد حسین خان نی اپنی کتاب رد تقلید کتاب المجید المسمی بہ اقول یہہ بہی افترا محض ہی رد تقلید کے صفحہ ۱۲ کے عبارت مندرج ہے [illegible] دوسرے وجہ یہہ ہے کہ جب ہم یہہ کہین کہ مذہب ایک سے بڑہنا چاہیئے تو یہہ کہنا وحی اور رسالت کو ملیا میٹ کرنا ہے کیونکہ جب ہر ایک ہر الزام کا ایک ہونا ہی ضرور ہوا اور اوسپر واجب ہوا کہ وہی جواب دیوی سب مسلمون کا اسلیئے کہ دوسرے کی بات مسئلہ لیجانا حرام ہو گیا تو اب ضرور ہوا کہ وہ امام چوک اور بہول اوسے بچا ہوا سو اسطی کہ اگر وہ بہولا چوکا تو لوگون کو مسئلہ پوچہنے مین تنگی پڑی اور ٹہیک بات معلوم نہین ہوئی کیونکہ اور علما کی بات مسئلہ لیجانا حرام ٹہیر چکا اور امام بہولا چوکا تو حق مسئلہ نہ معلوم ہوا تو اوسکا رتبہ پیغمبر کے رتبہ سے بہی بڑہ گیا کہ تمام پیغمبر ڈگا و اور بہول چوک سی نہین بچی ہی اور یہ امام ایسی چیز ہے کہ اسکو بہول اور ڈگا و

بالکل ہی ہی نہیں اور یہ بات ہرگز نہیں ہو سکتے ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی سی بھی سہو ہوتا ہی اور یہ
معترض مجیب نے اوپر جھوٹ باندھا ہے کہ انبیاء سے بھول چوک کا احکام دینی میں متفرد ہے اس سے معلوم ہوا کہ مقلدین کو قرا
پر دانے میں نہایت ہی کمال ہے حالانکہ انبیاء سے تصور اور خطا صادر ہونیکا تمام حنفی نود ہی اعتقاد رکھتے ہیں اور انکے
کتب مبسی میں یہ مسئلہ تصریح موجود ہے خود امام ہمام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فقہ اکبر میں لکھتے ہیں وقد کانت منہم
زلات وخطیات یعنے انبیاء سے لغزشیں اور خطائیں بھی واقع ہوتے ہیں اور ملا علی قاری اوسکی شرح میں
تحت قول فہمنا ہا سلیمان لکھا ہی وھذا مبنی علی جواز الاجتہاد الانبیاء وتجویز وقوعہم فی الخطا لکن بشرط
ان یتنبہوا اور سیطرح حسامی اور نور الانوار اور اوسکی شروح وغیرہا میں موجود ہے ہر واقف پر یہ امر مخفی نہیں کہ بہت سب
کتب حنفیہ پکار رہی ہیں کہ مقلدین حنفیہ انبیاء علیہم السلام سی خطا ہونیکا اعتقاد رکھتی ہیں اور نیز ایک فتوی بھی انبیاء سے
خطا واقع ہونیکا اونہوں نے اپنی کتب سے مدلل لکھا ہے جسپر مولوی کریم اللہ صاحب حنفی اور مولوی مسعود صاحب حنفی امام مسجد
فتحپوری اور مولوی منصور علیخان صاحب حنفی کے مہریں ہیں پاس مولوی عبد الغفور صاحب ساکن دہلی متصل مسجد جامع موجود
ہے ۔ اب منصفین غور فرمائیں کہ یہ مذہب وعقیدہ حنفیونکا ہے [redacted] اور جناب معترض اور جن سے تجاس نے
حنفیونکے اوس فتوی پر مہریں ہیں سب کاذب ومفتری نکلے اور باقرار خود جماعت اہل سنت سی خارج ہوے واہ حضرت
آپ تو ہمکو اہل سنت سی خارج لکھتے ہیں یہ کیا ہوا کہ خود ہی خارج از فرقہ ناجیہ اہل سنت ہو گئے ؎ کہل گیا عشق
بتان طرز سخن سی مومن + اب مکرتے ہو عبث بات بناتے کیوں ہو + تیسرا قولہ یہ کہ حضرت کی خاتم النبیین ہونے سے انکار
کرتے ہیں چنانچہ نصر المومنین الخ اقول نصر المومنین کے عبارت سے انکار خاتمیت کا اتہام کرنا صریح افترا ہے الف لام عہد خارجی
ہونی سی مطابق اثر ابن عباس یہ مطلب ہے کہ پیغمبر صلعم اس طبقہ کے خاتم النبیین ہیں نہ اور طبقات زمین کے اور یہی مذہب
حنفیونکا ہی چنانچہ مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی نی کہ اسوقت میں کل حنفیہ کی مقتدا ہیں اپنی رسالہ دافع الوسواس عن اثر
ابن عباس میں اسکو مدلل تحریر کیا ہے اور نیز بعض بعض فتوی بھی اس امر کے جن پر اکثر حنفیہ کے مہریں ہیں چھپی ہوئے
دیکھنے میں آئی پس یہ عقیدہ بھی حنفیونکا ہی ہی اگر اس سے انکار خاتمیت سمجھا جاتا ہے تو معلوم ہوا کہ سارے حنفے رسول اللہ صلعم
کے خاتم النبیین ہونے کے منکر ہیں ۔ نعوذ باللہ من ھذہ المذہب ؎ یہ عقیدہ کی خرابی کر تو دوکیسے نبی + غیر کو
برہم بناتی ہی یہ گت اپنی ہے ۔ چہارم قولہ حدیثا خاطیعنے سوے احدیث متواترہ کے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا معجزہ

ثابت نہیں ہوتا الخ اقول ستر و فتور اوپنے ہیں ہر بات بات میں + ابلیس کے سے سنہ ہیں مفسد کے ذات میں وہ بہر ہیں
تہارا کذب بیچ ہی دلیل محکم کی عبارت مندرج صفحہ ہذا ہے ۔ وجہ سوم اینکہ اعتقاد بر معجزہ نبی علیہ السلام از جملہ عقائد ایمانیہ ست خبر
عدل الواحد مفید عقیدتی شود بلکہ موجب عمل در اعمال میگردد چہ جا کہ خبر ملا سند احاد ست افادہ عقیدہ و ہد پس نقل و تسہ مردم بلاد دیار
در باب سند و راین معجزہ کہ اعتقاد بدان واجب است مرست را ہرگز مقبول نخواہد شد در باب اعتقادیات چنانکہ در اصول فقہ
مصرح ست اِعْلَمْ اَنَّ الْمَقْصُوْدَ فِی الْعَقَائِدِ الْاِعْتِقَادُ فَلَا یُفِیْدُہٗ خَبَرُ الْعَدْلِ الْوَاحِدِ فَلَا یُقْبَلُ فِیْھَا لِاَنَّ الْاِشْتِغَالَ
لَا یَحْصُلُ مَعَ الظَّنِّ بِخِلَافِ الْاَعْمَالِ فَاِنَّ الْعَمَلَ بِالْجَوَامِعِ مَعَ مَظِنَّۃِ الظَّنِّ کَذَا فِیْ شَرْحِ التَّحْرِیْرِ لِمَوْلَانَا عَبْدِ الْعَلِیِّ رحمہ اللہ
اسکا مطلب اتنا ہی ہی کہ خبر واحد سی کوئی عقیدہ ثابت نہیں ہوتا نہ یہ کہ سوائے احادیث متواتر کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ثابت
نہیں ہوتا یہ معترض کا افترا اور بہتان ہی بلکہ یات تو ایسی ہی کہ حنفیہ کی تمام کتب اصول میں لکھی ہی اور سب مقلدین کا مذہب ہے
کہ خبر واحد مثبت عقیدہ نہیں اور اوس سے زیادہ جلی الکتاب صحیح نہیں بخلاف عقیدہ متبعین سنت کے بلکہ حنفیہ کے نزدیک خبر واحد
جو خلاف قیاس ہو وہ مردود ہی چنانچہ تحقیق شرح حسامی میں تحت حدیث مصرات اور تحت حدیث قضے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بالشاہد الیمین کے صاف لکھا ہی کہ یہ حدیث مردود ہی اسلیے کہ خلاف قیاس ہے اور اسیطرح توضیح تلویح میں بھی ہی اور مولوی
عبدالحی ٹونکی حنفی نی حاشیہ شرح نخبہ جو دہلی میں سید میر معظم صاحب کی مطبع میں چھپی ہی لکھا ہے کہ خبر واحد واجب العمل تو
نہیں واجب العمل منطقے عقلے ہے ہر اسکو ایک صفحہ میں نہایت بوج و بحر عبارت میں قضایا مرتب کرکے اپنے زعم میں خوب ثابت کیا
اور اوسکی آخر میں لکھا ہی وَھٰذَا الْبَیَانُ قَدْ اَلْھَمَنِیْ رَبِّیْ وَاَوْضَحْتُہٗ بِحَقِّ الْقُرْاٰنِ وَعَلَیْہِ دَعَانِیْ نقلہ ترجمہ اور یہ بیان تحقیق الہام
محکوم ہے میرے رب نی اور ظاہر کیا مجھپر خالق میرے نی اور ساتھ اسکی ثابت ہوا ایمان میرا اور اوپر اوسکی ہی یقین میرا نعوذ باللہ منہا
جس اوپر کا افترا متبعین سنت پر کیا ہی وہی بلکہ اوس سے بدتر ان مقلدین کا عقیدہ ہے بہر حسب مقلدین کی نزدیک خبر واحد خلاف
قیاس کے مردود ہیری اور واجب العمل شرعی ہونی تو اپنی کو اہل اسلام میں داخل سمجھنے کی کیا حالت ہے جو شخص حدیث رسول اللہ صلعم کو
خلاف قیاس کہکر مردود سمجھے اور اوسکو واجب العمل نجانے اوسکو کون مسلمان کہہ سکتا ہے ۔ اگر یہی تحریر حضرت کی الہامی
تاریخ دیدہ ری سب سے بالا ہوگی + قولہ بخبر اجماع کل امت جسکے سند ہمکو معلوم نہو حجت شرعی نہیں الخ اقول ۔ ہاں ہاں
تمنے زیر فلک جھوٹ بہت کم سنا ہوگا کہیں مات نیل کا + معیار کی عبارت یہ نہیں ہی نہ ہی کذب افترا کو دخل ہے
جناب مولانا ابوالفضل والفضائل سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مجدد اجماع کی حجت شرعی ہونے کے قائل ہیں معیار الحق میں بعد

کہ اجماع شرعی کی واسطے دو امر ضرور ہین پہلا اتفاق ساری مجتہدین ہمعصر کا اس امت سی اوپر امر شرعی کی متحقق ہو اور دوسرا یہہ کہ سند اوسکی قرآن و حدیث سی پائی جاوی کیونکہ سند کا پایا جانا مستلزم خطا کو ہوگا فقط اور یہی مذہب حنفیہ کا ہے توضیح مین ہی اَجْمَعُوْا عَلٰی اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ الْاِجْمَاعُ اِلَّا عَنْ دَلِیْلٍ وَاَمَارَۃٍ لِاَنَّ عَدَمَ السَّنَدِ یَسْتَلْزِمُ الْخَطَاءَ اِذِ الْحُکْمُ فِی الدِّیْنِ بِلَا دَلِیْلٍ خَطَاءٌ انتہی مختصرا اور مسلم الثبوت مین محب اللہ بہار حنفی نے لکہا ہے لَا اِجْمَاعَ اِلَّا عَنْ مُسْتَنَدٍ عَلَی الْمُخْتَارِ اور ابن ہمام نے تحریر مین کہا ہے وَلَا اِجْمَاعَ اِلَّا عَنْ سَنَدٍ اور اوسکی شرح مین مولوی عبد العلی لکہنوی لکہتے ہین وَبِالْجُمْلَۃِ یَلْزَمُ اَحَدَ الْاَمْرَیْنِ کَوْنُ الْبَاطِلِ صَوَابًا وَکَوْنُ الْاِجْمَاعِ خَطَاءً لِاَنَّ الْاِجْمَاعَ قَوْلُ کُلٍّ وَقَوْلُ کُلٍّ بِلَا دَلِیْلٍ مُحَرَّمٌ فَقَوْلُ وَاحِدٍ بِلَا دَلِیْلٍ بَاطِلٌ انتہی پس یہ سب حنفیہ اسکی قائل و معتقد ہین کہ اجماع شرعی بلا دلیل و سند باطل ہے معیار مین انہین کی کتب کی عبارات نقل کر کے ترجمہ لکہدیا ہے اسمین جناب مجروح کی ذمہ کیا الزام ہی ؎ تو یون گالیان سو قصے غیر کو دی ہین کچہ کہیگا تو ہوتا رہیگا + حضرات مقلدین کو اس سی شرم نہین آتی جو اپنی عقیدہ اور مذہب پر ہیں اوسکو متبعین سنت کی لئی صورت الزام بناتے ہین اس سی یہی معلوم ہوا کہ جتنے پچاس سالہ حنفیون نے ان اعتراضات کو کیئے کر کے لکہا ہے اور اوسپر اپنی مہرین کی ہین اپنی مذہب سے بالکل ناواقف ہین اور حسب تحریر خود اجماع شرعی کی منکر ؎ کتب سی اپنی ہی برعکس نہد نام زنگی کافور + کیسا نکل آیا + ہم الزام اونکو دیتی تہی تصویر اپنا نکل آیا + قولہ ششم مجتہد کا قیاس شرع مین معتبر نہین الخ اقول بوی گل ہی تو نہ لائی یک برگ + چل ہوا ہوای صبا دیکہا تجہے + معیار کے صفحہ ۷۹ مین اسبات کا کہین نام ہی نہین یہ اعتراض تمہارا محض دہوکہ دہی عوام ہے اور موجب رسوائی ہر خاص و عام واللہ لا یہدی القوم الفاسقین قولہ ہفتم مسئلہ رجعت کے قائل ہین الخ قولہ ہشتم حضرت ابوبکر اور اوسکے ہمراہی الخ اقول ای چشم اشکبار ذرا دیکہہ تو سہی + ہوتا ہی جو خراب وہ اپنا ہی گہر ہو + چہ خوش صداست در اسات خود حنفی ہے اور بڑے زور شور سے حنفیت کا دعوی کرتا ہے دیکہو بار ہوین در اسہ کے شروع مین لکہتا ہے کہ جو شخص مجہپر گمان کریگا کہ اسکو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سوء عقیدت ہے تو یہ اوسکا ظن فاسد اور اعتقاد کاسد ہے اونکا مذہب نہین چہوڑا اور مینے اور میرے باپ دادا نی اونہین کی خوان علم پر پرورش پائی ہے مین کیونکر اونکا حق نہین پہچانونگا اونکی ہمپر ایسے احسانات ہین کہ ہمکو قدرت اوسکی وفا کی نہین اور جو شخص لوگونکا احسان نہین مانتا وہ خدا تعالی کا احسان بہی نہ مانیگا اور پہر صفحہ ۳۲ مین لکہتا ہے کہ میرے نزدیک مسح گردن اور تکبیر قبل قنوت وتر معمول بہی اگرچہ میرے اسمین کوئی حدیث مرفوع یا موقوف نہین پائی اور نہ اوسکی تارک پر کچہ وعید ہی لیکن مجکو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور اونکی اتباع سی حسن ظن ہی سہی اونکی قول پر عمل کرتا ہون

اور پہلے اسی درسہ میں آخر تک اوکی مناقب ذکر کئی ہیں اور جن لوگون نی اون پر جرح کی ہی اوسکا جواب لکھا ہی اور
اوکی اقوال کی بہت تاویلین کی ہین اوسکی کتاب کہہ ہی ہی کہ یہ شخص سخت حشی ہی اگر اسنے اپنے سوء فہمی ہی اور
یہ مطلب سمجھا کہ حضرت ابوبکرؓ سے خطا صادر ہونیکا اور رجعت کی حقیقت کہنے کا قائل ہی تو ہمپر کیا الزام کیونکہ وہ
ہی مذہبکا سی اسلیے کہ اوسی تمہارے مذہب کے موافق تحریر کیا ہو تو اس جو مسئلہ اپنی عقیدہ کا ہے اوسکو دوسرونکے ذمہ
تمہارا ہی کام ہے اگر تمہین کچھ ہی خوف خدا ہوتا یا کسیطرح کی شرم و غیرت ہوتی تو تمعین سنت پر یہ اعتراض
ولیکن جون خدا خواہد کہ بردہ کش در مجلس اندر طعنہ پاکان بردہ قولہ نہم حضرت ابوبکر رضہ حضرت فاطمہ رضہ اعنہا
کے ساتھ اور حضرت عمر رضہ حضرت علی کی ساتھ کینہ رکھتے تھے الخ قولہ نہم چاروں اماموں کے پیرو الخ اقول
من عند اللہ عرف جہاوی اگر یہہ لکھا یا بیرون طریق کی تکفیر کی ہو تو ہمپر کیا الزام و اعتراض ہی اوسکی کتاب قرآن
نہین اور نہ وہ کوئی ہمارا معتمد اور پیشوا اور نہ اوسکی کتاب ابتک ہماری نظر سے گذری ہی اور نہ جامع الشواہد میں
کتاب کی عبارت نقل کی ہی جس سے معلوم ہوتا کہ اصل کتاب ہی اور فقط اوپتان کسقدر ہمکو دعوے اتباع قرآن
ہے نہ کسیکے قول بی دلیل کا یہہ کام مقلدین ہی کا ہے کہ ہر کسیکے کہنے کو بلا دلیل اپنا مذہب قرار دی لیتی ہین
تحطیہ کرنا یا کسیکو ناحق برا سمجھنا بھی آپ ہی لوگونکا کام ہے عشرہ مبشرہ تک کو کہ حسنین خلفاء راشدین رضوان اللہ
علیہم اجمعین بھی شامل ہین اسی حضرات حنفیہ آپ خطاء سمجھتے ہین دیکھو حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالے عنہم
رفع یدین فی الصلوۃ کی روایات کتب حدیث مین ثابت ہین اور یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے وجوب قرأت فاتحہ خلف
اور سیطرح آمین بالجہر اور سینہ پر ہاتھ باندھنے بہت صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم کا معمول ہے کما فی البیہقی والحاکم والدارقطنی
اور بھی قدیم سے اہل سنت و جماعت کا عمل آرہی اور مقلدین حنفیہ کا اسکی انکار پر کیا کچھ اصرار ہی معاذ اللہ حضرات صحابہ
محدثین اور اونکی اتباع کو گمراہ اور خارج از اہل سنت اسی فتوی برشور و شغب مین تحریر کرکے اونکی دشمنی مین اپنا دین کھویا
کیا ہے والی اللہ المشتکی اور صحیح بخاری مین ہے کہ حضرت عمر رضہ محدث فی القذف کی گواہی قبول کرتی تھی اور اونکی بابت
اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا کا استثنا و لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً کی ہی اور مقلدین اسکو نہین مانتی اور استثنا فاسقون ہی پھیرتی
ہین اسسے ہی معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے نزدیک معاذ اللہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطا پر تھی اور شرح وقایہ مین ہے کہ سوائے حضرت
علی رضی اللہ عنہ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ پر سجدہ تلاوت کا کرتے تھے اور ہمارے یعنے حنفیون کی نزدیک

بیان نکری آگے لیسمون پر کرنا چاہیئے اسی طرح کے صدہا مسائل ہین کہ جنہین مقلدین نی خلفاء راشدین کو خاطی سمجھکر خلاف کیا ہی اور نیز مقلدین حنفیہ کے نزدیک سوای اپنی مذہب کے سب مذاہب باطل اور باطل ہین دیکھو درمختار صفحہ ۵ مطبوعہ مطبع ہاشمی اور شہاب الثاقب کے مقدمہ مین لکہا ہی کہ جب کوئی ہمارے اور ہمارے مخالف کے مذہب و اعتقاد سے سوال کرے تو ہمیرہ جواب دینا واجب ہے کہ ہمارا مذہب اور عقیدہ حق ہی اور ہمارے مخالف کا مذہب اور عقیدہ باطل ہی طحطاوی نی حاشیہ درمختار مین لکہا ہی کہ مخالف سے مراد امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد حنبل ہین اور نیز مولف نی جامع الشواہد کے صفحہ ۵ مین طحطاوی کی یہہ عبارت نقل کرکے کہ سوا اتباع ائمہ اربعہ کے باقی سب بدعتی اور دوزخی ہین پس اس سے معلوم ہوا کہ مقلدین کے عقیدہ مین نعوذ باللہ خلفاء راشدین و محدثین و اتباع انکے بدعتی و دوزخی اور خطا پر ہین اور انکے مذہب کے سوا سب مذاہب اہل سنت کی باطل یا اللہ تیری پناہ ایسے عقیدہ سے اور ہم متبعین سنت کسیکو اہل قبلہ سے کافر نہین سمجھتی ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین ۵

جواب عملیات

قولہ اول پانی اگرچہ نہایت قلیل ہو نجاست پڑنے سے ناپاک نہین ہوتا جب تک رنگ و بو و مزہ تینون نہ بدلین چنانچہ طریقہ محمدیہ ترجمہ درر البہیہ مصنفہ نواب صدیق حسن خان مین ہی ہوبال مہرشدہ مولوی نذیر حسین صاحب کی صفحہ ۶ و ۷ مطبوعہ مین جو موکو محمد شاہ صاحب کی پاس سے مرقوم ہے الخ **اقول** راہ سیدہے چل کہ ایک عالم بتجھے سیدہا کہے + کج روی بہتر نہین اے شیخ یہ قفار جہوڑ + یہ اعتراض حضرت امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ وغیرہ پر ہے کہ وہ پانی کی قلت و کثرت یا تحدید کے قائل نہین ہا وہ وہ اصل محض ہے جیسا کہ درمختار کے صفحہ ۲۳ مطبوعہ ہاشمی مین لکہا ہے وَاَنَّ التَّقْدِیْرَ بِعَشْرٍ فِیْ عَشْرٍ لَا یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلٍ یُعْتَمَدُ عَلَیْہِ اور اسیطرح صاحب بحر الرائق نی بہی تحدید پانی کو رد کیا ہے اور امام صاحب کی نزدیک پانی کے باب مین رای مبتلے بہ پر فتوی ہے جیسا کہ کتب حنفیہ مین مسطور ہے اور رای مبتلے بہ اوسکو کہتے ہین کہ پانی خواہ قلیل ہی ہو اور اوسمین کتنی ہی نجاست پڑی ہو اوس مبتلے بہ کے رای مین آئی تو اوس سی وضو و غسل کرلے اور پی بہی لی خواہ چہوڑ دے جس سی حنفیون نی ہر عامی جاہل کو مجتہد بنا دیا دیکھو عبارت درمختار صفحہ ۲۳ وَالْمُعْتَبَرُ فِیْ مِقْدَارِ الرَّاکِدِ اَکْبَرُ رَاْیِ الْمُبْتَلٰی بِہٖ فَاِنْ غَلَبَ عَلٰی ظَنِّہٖ عَدَمُ خُلُوْصِ اَیْ وُصُوْلِ النَّجَاسَۃِ اِلَی الْجَانِبِ الْاٰخَرِ جَازَ وَاِلَّا لَا ہٰذَا ظَاہِرُ الرِّوَایَۃِ وَاِلَیْہِ رَجَعَ مُحَمَّدٌ وَہُوَ الْاَصَحُّ کَمَا فِی الْغَایَۃِ وَغَیْرِہَا ترجمہ اور اعتبار اندازہ

پانی مند کا بڑی را پیلے بہ کی ہے بس اگر غالب ہو اوسکے گمان تین نجاست کا دوسری طرف جائز ہے اور
یہ ظاہر روایت ہی اور اسی کی طرف رجوع کی ہے امام محمد رحمہ اللہ اور یہی صحیح ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ میں ہی اور امام محمد رحمہ اللہ
نزدیک یہ بیتاب جانوروں کا گوشت اللحم کا ہی پاک ہی جیسا کہ درمختار کے صفحہ ۳۱ میں ہے وَعَلَیْہِ الْفَتْوٰی محمد اور ہدایہ
مطبع مصطفائی میں بصفحہ ۲۶ لکھا ہے اَنَّ بَوْلَ مَا یُؤْکَلُ لَحْمُہٗ طَاہِرٌ عِنْدَہٗ اور حاشیہ ہدایہ میں اسی صفحہ پر ہنایہ سے
قَوْلُہٗ طَاہِرٌ عِنْدَہٗ حَتّٰی لَوْ وَقَعَ فِی الْمَاءِ الْقَلِیْلِ لَا یُفْسِدُہٗ مُعَانَسَۃً وَیَجُوْزُ التَّوَضُّؤُ بِہٖ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ الْمَاءُ
لَا یَحْتَمِلُ التَّوَضُّؤَ بِہٖ کَمَا لَوْ وَقَعَ فِیْہِ لَبَنٌ غَالِبٌ عَلَی الْمَاءِ ترجمہ یہانتک کہ اگر واقع ہو وے بیتاب تھوڑے پانی میں تو
پانی ناپاک نہیں ہوتا اور وضو جائز ہے اوس پانی سے ان اگر بیتاب غالب ہو جاوے پانی پر جیسا کہ دودھ غالب ہو جاوے
اوس پانی پر وضو درست نہیں اور درمختار میں بصفحہ ۳۱ پرند جانوران شکاری کی بیٹھ کو پاک لکھا ہے تو موافق
معتمد کے مقلدین کو بیتاب پینا اور اوس سے وضو و غسل کرنا اور گوشت کھانا درست ہوگا اور نیز حنفیہ تو معاذ اللہ بیتاب
حرام سے لکھنا قرآن شریف کا جائز کہتے ہیں اور چمڑہ مردہ کا بہ ہے جائز لکھا ہے جیسا کہ فتاوی قاضیخان و فتاوی
وفتاوی عالمگیری سے اشکارا ہے دیکھو صفحہ ۳۶۴ فتاوی قاضیخان مطبوعہ نولکشور اور فتاوی سراجیہ کا صفحہ ۱۰
سوم جو فتاوی قاضیخان کی حاشیہ پر ہے اور عالمگیری سے صفحہ ۱۳۴ مطبوعہ دہلی کو بس یہ معتزی اہل حق پر اس کے
پردہ کر کے اپنے مذہب کے قلعے کہلواتے ہیں اور متعین سنت پر ناحق الزام لگاتی ہیں اور بیفائدہ عوام میں اشتعال
طبع پیدا کراتے ہیں حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے جو مہر در البہیہ پر ثبت فرمائی ہے اور سیر حاصل
لکھکر مہر کے ہے اس سی اور نیز کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا چنانچہ وہ عبارت حرف بحرف ہم نقل کرتے ہیں وہ ہو
اصحاب خبرت و ارباب بصیرت پر مخفی و محجب نہ ہی کہ رسالہ طریقہ محمدیہ یہ ترجمہ درالبہیہ امام شوکانی رحمہ اللہ علیہ کا بہ دلائل
سنیہ کو کافی و وافی ہے اگرچہ قوت و ضعف سی کوئی کتاب فقہ کے خالی نہیں ہوتی تاہم بعض کتاب بہ بنا
صحیح ہونی اکثر مسائل کے ترجیح رکھتی ہے بس اسیطرح یہ رسالہ بھی واسطے طالب صادق کے باعتبار صحیح ہونے اکثر اور بیشتر
مسائل کے لائق عمل اور اعتماد ہے بس چاہیئے کہ طالب اسکو کسی عالم محقق غیر متعصب مذہب سے سمجھے اور بے پورا کر
عمل کرے اور قوت ماخذ سکا اور مدلل ہونا اسکے ہر ایک مسئلہ کا بالتصریح اسکے شرح و داری مبینہ جاوے
مصنف ہی سی ہی اوسمین روشن و ہویدا ہے بس جس کسیکو کہ خلجان اسکی کسی مسئلہ پر پیدا ہو تو چاہیئے کہ وہ رجوع

کرنی اسکی شرح مذکور کیطرف کہ تا رفع خلجان ہو کر اطمینان ہو سکے رجوع حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالے بالقصہ پس مولوی صاحب ممدوح کی اس فرمائی ہی کہ اکثر و بیشتر مسائل اسکی لایق عمل و اعتماد ہین یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو بعض مسائل اسکی مرجوح ہون تو وہ لائق عمل و اعتماد نہین ہین اور نیز ایک فتوے مولانا صاحب ممدوح کا مطبوعہ مطبع حنفی دہلی جو اوپر ۱۹ شعبان ۱۳۱۰ ہجری مین مشتہر ہو چکا ہے ہم بجنسہ نقل کرتے ہین جس سے مسلک متبعین سنت ہویدا اور آشکارا ہی فاعتبروا یا اولی الابصار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

کیا فرماتے ہین علمائے دین شرع متین اس مسئلہ مین سوال اول مال تجارت پر زکوۃ کا دینا درست ہی یا نہین سوال دوم سود کا کھانا کسی حالت مین درست ہے یا نہین سوال سوم چربی خنزیر کے اگر کسی شی مین ملجائے تو وہ شی کھانا درست ہے یا نہین سوال چہارم اگر ایک لوٹے پانی مین ایک بوند پیشاب کے پڑجاوی تو وہ پانی پاک ہی یا ناپاک ہی سوال پنجم اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو سطر جہر کہے کہ مین تجکو تین طلاق دیچکا اور دیدی اور یہی کلام اوس عورت سی اور جس شخص نے اوس سے دریافت یعنی مرد سے دریافت کیا تو اوس مرد نے بہے بیان کیا کہ مین اوس عورت کو تین طلاق مغلظہ دیچکا ہون اور برس روز تک جس شخص نے دریافت کیا یہے کلام کہتا رہا اب وہ عورت اوس مرد پر بغیر حلالہ درست ہی یا بعد حلالہ کے فقط

جواب سوال اول کا یہ ہی کہ مال تجارت مین زکوۃ دینی عند الجمہور فرض ہے اور یہی صحیح بات ہے جواب سوال دوم کا یہ ہی کہ سود کی حرمت قرآن مجید اور حدیث شریف سی ثابت ہی کسی حالت مین لین دین اوسکا جائز نہین ہکذا فی کتب المعتمدۃ

جواب سوال سوم کا یہ ہی کہ سور کی چربی کسی شی مین ملجاوی تو اوس شی کا کھانا سبکے نزدیک حرام ہے اور حرمت سور کے نص قطعی قرآن سی ثابت ہی — اور حرمت اسکی احادیث سی بہی ثابت ہی اور منکر اسکا کافر ہے ہکذا فی سائر الکتب المعتبرۃ

جواب سوال چہارم کا یہ ہی کہ اگر ایک لوٹہ پانی مین ایک بوند پیشاب کے پڑجاوے تو وہ پانی بلاریب ناپاک ہی اور اوسکے ناپاکی مین کچھ شک نہین کما لا یخفی علی الماہر بالکتب الشریعۃ جواب سوال پنجم کا یہ ہے کہ تین طلاق ایک جلسہ یا ایک طہر مین دفعۃً یا جدا جدا کسی نے اپنی زوجہ کو دین تو اس تین طلاق مدعی کی وقوع اور عدم وقوع مین اختلاف ہی اور یہ مسئلہ سلف فیہ ہی سو حنفی مذہب کے رو سی تو بلاشک یہہ تینون طلاق مدعی واقع ہو جاوینگے مگر دینی والا گنہگار ہوگا جیسا کہ ہدایہ وغیرہ مین مذکور ہے اور نزدیک اکثر علماء اہل سنت کے بموجب حدیث ابن عباس جو صحیح مسلم مین مذکور ہے تینون ایک طلاق

تصور کیجاوے انکے نزدیک تین طہر میں ابتدا سی تین واقع ہوتی ہین اور نیز انکے نزدیک اسصورت مین حلالہ کی حاجت ہے
پس بنا بر مذہب حنفیہ کے صورت مذکورہ مین بدون حلالہ کی زوجہ مطلقہ شوہر اول پر حلال نہین ہو سکتی اور کثیر کے نزدیک
حلالہ عدت کی اندر رجوع اور بعد عدت کی تجدید نکاح کی ضرورت ہی اور یہی مذہب کثیر اہلبیت علیہم السلام کا اور دلائل اسکے
فتح الباری شرح صحیح بخاری اور تفسیر کبیر اور تفسیر میاپور کے اور اغاثۃ اللہفان و اسلام الموقعین و نیل الاوطار و سبیل الجبار و بدر التمام
و مسک الختام وغیرہ مین مذکور ہین فقط

سید محمد نذیر حسین ۱۲۹۱ — نقل مہر حافظ عبد الکریم شیخ سعدی و حافظ عبد الغفار

بمطبع حنفی واقع کوچہ رائمان شہر دہلی تاریخ ۱۹ شعبان ۱۲۹۰ ہجری بکثرت طبع گردید

قولہ دوم لڑکے شیر خوار کا پیشاب پاک ہی **اقول** حدیث شریف سی لڑکی شیر خوار کے پیشاب کو پانی سے چھڑکنا ثابت ہی اور یہی مذہب تابعین سنت کا جیسا کہ صحاح ستہ وغیرہ کتب حدیث سی صاف ظاہر ہے عن ام الفضل لبابۃ بنت الحارث قالت بال الحسین بن علی فی حجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ اعطنی ثوبک والبس ثوبا غیرہ حتی اغسلہ فقال انما ینضح من بول الذکر ویغسل من بول الانثی ترجمہ ام الفضل بنت حارث سی روایت ہے کہ پیشاب کیا حسین ابن علی نی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی گود مین پس کہا مینے ای رسول خدا کی مجھکو کپڑا اپنا اور پہن لیجئے دوسرا کپڑا تاکہ دھوڈالون اسکو پس فرمایا حضرت نی لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکا جاتا ہے اور پیشاب دھویا جاتا ہے لڑکی کا پس جو شخص حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرے وہ اول اپنا منہ کالا کرے پھر دھوڈالے سے بی ادب کرتے ہین تو ہین حدیث نبوی پر اہل بدعت کو خدا صاحب آداب بناوے افسوس کہ یہہ معترض معترض ناعاقبت اندیش حدیث شریف پر اعتراض کرتے ہین اور اپنے مذہب کی کتب معتبرہ پر بھی نظر نہین ڈالتے دیکھو درمختار صفحہ ۳۰ باب الانجاس مین کیا لکھا ہے یجوز فرک نجاستہ حقیقیۃ بلا ولو مستعملا وبکل مایع طاہر کخل وماء ورد حتی الریق فتطہر اصبع ونذی تنجس بلحس ثلاثا ترجمہ نجاست حقیقی کا دور کرنا مستعمل پانی اور ایک پتلی چیز پاک مثل سرکہ و عرق گلاب کے یہانتک کہ تھوک سی ہو جائز ہے اور انگلی اور جہاں جہاں پاک ہو جاوے تین بار چوسنی سی پاک ہو جاتی ہی تو موافق زعم معترض کی یہ مطلب ہوا کہ گویا موت یا شراب انگلی یا پستان مین لگجائی تو اوسکو تین دفعہ چوس کر تو شجان فرمائین تو وہ انگلی و پستان پاک صاف ہو جاتی ہے دور کر اسد یہ غفلت کا پردہ دور کر کچھ تجھی اپنی خبر ہی بیخبر ملتے نہین اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تو طہارت

لکذا فی مسند ابی حنیفۃ صفحہ ۱۰۳

فرج عورت کی پاک ہی جیسا کہ درمختار کے صفحہ ۳۴ مین ہے اما عندنا فھی طاھرۃ کسائر طوبات البدن
تو موافق زعم مقلدین حنفیہ کی اسکا مطلب یہ ہوا کہ اب مقلدین کو اوسکا چاٹ لینا درست ہے افسوس کہ یہ نادان اتنا بھی نہین جانتے
کہ طہارت اور شی ہی اور حلت اور شے ۔ ہر شخص اپنا عیب چھپاتا ہے اور ان مقلدین کو اپنا عیب افشا کرنا مقصود ہے
مصرعہ بریں عقل و دانش بباید گریست + قولہ سوم وضو مین بجائے پانون دھونے کے مسح فرض ہے الخ اقول
ھذا بھتان عظیم یہ مذہب ہم اہل سنت وجماعت کا ہرگز نہین ہے ہم پاؤن دھونا فرض جانتے ہین اور اسکے منکر کو ضال
مضل اور فتاوی ابراہیمیہ کو ہم نہین جانتی وہ کس کا فتاوی ہی اور کس مذہب کے موافق لکھا ہے ہان فتاوی ابراہیم شاہ
ایک کتاب مذہب حنفیہ کی ہی اوسکا اگر یہہ مسئلہ ہو تو تم جانو اور تمہارے رہنما بند اور ظاہر تو یہ ہی تمہارے رہنما ایک فتنہ پرداز اور بہتان
ہے ؎ فتنہ پردازی تمہارے شان ہی + جو تمہارے بات ہی بہتان ہے + قولہ چہارم پیشاب کی بعد استنجا کرنا پانی وغیرہ سے
بدعت ہی اقول یہ مذہب ہمارا نہین ہے اور نہ اعتصام السنہ ہمارے مذہب کے کتاب ہی جیسا کہ بجواب عقائد لکھہ چکے
ہین ؎ تہمت الفت اغیار ہے بیجا ہمپر + کیجے باور نہ رقیبون کی بنائی ہوی بات + قولہ پنجم جو کوئی اپنی بی بی سی جماع
کرے اور انزال نہو تو اوسکی نماز بغیر غسل کے درست ہی اقول یہ صریح بہتان ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین افسوس ہے
کہ اتنے پچاس شاہ حنفیہ نکو جنکے مہرین ان اعتراضات پر ہین ایسا جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہ آئی مصنف ہدایہ تقلوب
یہ عبارت ہی ؎ یہہ ہی ہم لوگون پر افترا ہے ہماری نزدیک تو غیبوبت حشفہ سے غسل واجب ہو جاتا ہے ؎ یہہ لکھکر بعد
امام داؤد ظاہری رحمہ اللہ اور ایک جماعت کا یہ مذہب بیان کیا ہے نہ معلوم معترض نے یہ کہانسے سمجھا کہ مولف ہدایہ تقلوب
اور سب متبعین سنت کا یہی مذہب ہے البتہ یہ عقیدہ و مذہب حنفیہ کا تو ضرور ہے کہ عورت مردہ اور صغیرہ اور بہیمہ کے ساتھ
وطی کرنے سے بغیر انزال کی غسل نہین آتا اور وضو بھی نہین ٹوٹتا کما فی الدر المختار بصفحہ ۱۹ ولا عند وطی بھیمۃ او
میتا او صغیرۃ غیر مشتھاۃ بان تصیر مفضاۃ بالوطی وان غابت الحشفۃ ولا ینقض الا بوجود احد امرین لا غسل الذکر
تھستانے انتھے پس یہ عمل مقلدین ہی کا ہے نہ متبعین سنت کا اب مفتی صاحب معہ مصر کنندگان حسب اقرار خود انہی آپکو
اہل سنت سی خارج سمجھین اور گریبان مین منہ ڈالکر شرمائین ؎ جھوٹ بد باتون سی باز آؤ خدا کی واسطے +
چپ ہو بس منہ نہ کھلواؤ خدا کی واسطے + قولہ ششم تیرہ رکعت سی زیادہ نوافل پڑھنا اور تہائی رات سی زیادہ
عبادت مین جاگنا بدعت مذمومہ ہی چنانچہ کتاب معیار الحق مصنفہ مولوی نذیر حسین صاحب کی صفحہ ۲۲ مین مذکور ہے

خلاصہ یہ کہ سب باتیں سی زائد عبادت کرنا جیسا کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام اور اولیا عظام سے
حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی وغیرہ سے ثابت ہی انکے نزدیک گناہ ہے اقول کبھی فروغ نہ پائیگے پیش پا جرا
وہ ماہ ایکطرف اک طرف ہزار چراغ ۔ نعوذ باللہ من ذلک جناب ممدوح مدظلہ نے تیرہ رکعت سی زیادہ نوافل پڑھنے کو تہجد
رات سی زیادہ عبادت میں جاگنا بدعت مذمومہ کہیں نہیں لکھا یہ سب انکا افترا پردازی اور ذہولہ بازی ہے
صاحب موصوف تو صفحہ ۲۲ میں اوس بات کا جواب دیتے ہیں کہ جو لوگ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں ایسی
لکھتے ہیں جو بقلا ممنوع ہیں اور عقلاً غیر ممکن جیسا کہ ایکہزار رکعت ہر شب میں پڑھنا اور دن بھر میں تین قرآن مجید
ختم کرنے اور ایک وضو سے نماز عشا و صبح تیس یا چالیس برس تک پڑھنے حضرت امام ہمام کی طرف منسوب کرتے ہیں اوسکو
باعث مدح سمجھتے ہیں اور معیار الحق کوئی کتاب کم یاب نہیں ہی ناظرین کو چاہیئے کہ ملاحظہ کتاب مذکور فرمائیں
اوس وقت اور زیادہ تر ان مفتریین کا کذب و بہتان آشکارا ہو جائیگا اور کثرت عبادت بعض صحابہ
امت اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے معارضہ نہیں کر سکتے ہے کہ ہم مامور باتباع سنت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ہیں چنانچہ حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز بعد بیان کرنے کثرت عبادت بعض صحابہ
اپنے کتاب غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۵۷۰ میں فرماتے ہیں ولا تنظر الی احوال الصالحین وافعالہم بل الی
ما ورد عن الرسول صلے اللہ علیہ وسلم والاعتماد علیہ حتی یدخل العبد فی حالۃ یفرد بہا عن غیرہ ترجمہ
یعنے نہ دیکھا جاوے طرف حالات و افعال صالحین کے بلکہ دیکھا جاوے طرف اوس چیز کے جو روایت کی گئی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سی اور اوسپر اعتماد ہے یہانتک کہ داخل ہووے بندہ ہیچ ایسی حالت کے کہ جدا ہووے ساتھ اوسکی غیر اوسے
کیا خوب کہا ہے کسی نے ؎ نہی صدر دست ریحان میں بلبل تو خواہد خاطر خرسند گل بہر اس سے اگلی جنہ
حدیثین سنت عبادت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میں نقل کرکے فرماتے ہیں لان النبی صلے اللہ علیہ وسلم لم یقم لیلۃ
قط حتی اصبح بل کان ینام فیہا ولم یقم لیلۃ حتی یصبح بل کان یقوم فیہا علی ما بینا ترجمہ یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نہیں قیام کیا تمام شب کبھی یہانتک کہ صبح کی ہو بلکہ سوتے رات میں اور نہ سوئے رات بھر یہانتک کہ صبح کی ہو
قیام فرماتی تھی اوپر اوس طریقہ کے کہ بیان کیا ہمنے اوسکو ۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تیرہ رکعت کا پڑھنا
حضرت ابن عباس رضی روایت فرماتی ہیں من ابن عباس قال کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی من اللیل

لہ نقل کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ۱۲
لہ حدیثوں ۱۲ منہ

ثلث عشرۃ رکعۃ رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح واکثر ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلوٰۃ اللیل ثلث عشرۃ رکعۃ مع الوتر ترجمہ کہتے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے ہے رات مین تیرہ رکعت روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اوس شی کا کہ روایت کی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز شب مین تیرہ رکعت ہین معہ وتر کے اور صحیحین مین روایت ہی عن ابی سلمۃ بن عبد الرحمن انہ سال عائشۃ کیف کانت صلوٰۃ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی رمضان قالت ما کان یزید فی رمضان ولا غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ اخر ترجمہ روایت کی ابی سلمہ بیٹی عبد الرحمن سی تحقیق سوال کیا اوسنی حضرت عائشہ سے کیونکر تھی نماز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیچ رمضان کے کہا نہین تھی بڑہاتے رمضان مین اور نہ غیر اوسکے مین گیارہ رکعت سے اخر پس ای معترضین مقتدیین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم وحضرت غوث اعظم رحمہ اللہ کا تمام شب جاگنا کہان سے ثابت کرتے ہو کیا اونکا فعل موافق قول کی نہا ہرگز نہین ؎ یعنی باشد مخالف قول فعل راستان باہم + کہ گفتار قلم باشد زرفتار قلم پیدا + قولہ اگر مال تجارت مین الخ اقول یہ اوجہہ پڑنیکے خوچہے نہین + بی محابا گفتگو اچھی نہین + مال تجارت مین بیشک نزدیک ایک جماعت اہل سنت کے زکوۃ نہین ہے مگر یہ مذہب خلاف جمہور ہے اور ہم مال تجارت مین زکوۃ دینی ہی کی قائل ہین جیسا کہ فتوی حضرت شیخ الاسلام مندرجہ بالا سے ہویدا ہے لیکن حنفیہ بخلاف اکثر صحابہ ومجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین لڑکے کے مال مین زکوۃ فرض نہین جانتے حالانکہ جامع الترمذی کے صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ احمدی مین لکہا ہی فرای غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مال الیتیم زکوۃ منھم عمر وعلی وعائشۃ وابن عمر وبہ یقول مالک والشافعی واحمد واسحق ترجمہ پس دیکہے بہت اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینے مال یتیم مین زکوۃ اونمین سے حضرت عمر رضا وحضرت علی رضا وحضرت عائشہ رضا وابن عمر اور یہی مذہب ہی امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور اسحق صاحب امام رحمہم اللہ کا قولہ ہشتم خالہ سوتیلے الخ اقول چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد + باوجودیکہ ابتک مولوی عبد الحق صاحب نذیر حسین صاحب بفضلہ تعالی زندہ وموجود ہین اونپر ایسے دلیری کرکے الزام لگانا تمہین مقلدین کا کام ہے کوئی فتوی اس مضمون کا مولوی عبد القادر صاحب کا نہین ہے اور نہ مولانا صاحب نے اوسپر مہر ثبت کی اور نہ کسی متبعین کا یہ مذہب ہے البتہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم جنکو مقلدین بزعم خود امام وقت سمجہتی ہین رسالہ ادلہ کاملہ کی دفعہ تاسع صفحہ ۲۲ مین جو مشتہر محمد وحسن دیوبندی کی نام سی کیا تہا یون لکہتے ہین — اور چونکہ نہی افعال اختیاریہ پر واقع ہوا کرتے ہے تو نکاح کا

محرمات سی منعقد ہوسکتا ممکن الوقوع ہوگا ورنہ پھر ہی کس مصرف کی لئی اور کس مرض کی دوا ہوگی علاوہ برین
علۃ فاعلہ سرجود علۃ قابلہ موجود ترضی ممکن پھر نکاح نہوسکنے کے کیا معنے الخ۔ پھر اسکو بتفصیل بعبارت علوا
کرکے صفحہ ۲۴ مین خلاصہ سبکا یہ تحریر کیا ہے۔ اب عرض خدمت مبارک مین یہ ہے کہ ہمنے تو بدلائل
محرمات کا نکاح ہونا اور اس وجہ سی اوسکا از قسم زنا نہونا ثابت کردیا الخ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مقلدین
نزدیک تو معاذ اللہ محرمات ابدی سی نکاح کرنا درست ہی رہا کیا بھیائی ہے کہ جس امر کا متعین سنت ہو
لگائین اوس سے بدتر اپنی کتب مین موجود ہی سنا برین عقل و دانش بباید گریست۔ بہرحال اگر تم سچے ہو
مولوی محمد شاہ کے پاس موجود ہے تو کس دن کے لیے رکھہ چھوڑا ہے اس سی پہلے بہے مولوی
سید محمد نذیر حسین صاحب سلمہ اللہ تعالے اور تمہین مقلدین نے بہولے سے نکاح کرنیکا فتوا
باندھا تہا جب تمسے مطالبہ اوسکا ہوا تو آجتک کچھہ ثبوت ندے سکے ایسے ہے ہی فتوی کو
سمجھنا چاہیئے اور اگر سچے ہو تو تصحیح نقل فتوے کرو مگر تمہارا تو مطلب ہی بقول شخصے یہ ہے

شعر جھوٹ ہو یا غلط ہو بہتان ہو ٭ مطلب اپنا تو صرف شہرت ہے ٭

قولہ نہم ۹

ایک طلاق سے زائد دو طلاق یا تین الخ اقول جو مذہب محقق و صحیح اسمین ہے وہ شیخ الاسلام
کے فتوے مندرجہ بالا سے ظاہر ہے اور وہ ہے عالمین سنت کا مذہب ہے اسمین تمہارا
فتنہ کیا چلے گا وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِیْ کَیْدَ الْخَائِنِیْنَ ۝

قولہ دہم ۱۰

دیر سونے کا زیور حرام ہے نہ اور چیز کا الخ اقول کی بناوٹ بہت سی باتون مین بنا
ہین چاہتے ہے بنائیے بات ہے مرد ہونکے زیور سے مراد اسیقدر ہے کہ وہ آرائش ہتیار
بن ورکاب وغیرہ کے استعمال مین لائین نہ یہ کہ مانند زنان بالیان و کنگن بنا کے پہنین نہ خوش فہمی معلوم کیجئے

خلاف واقع اعتراض کرتا ہے جملہ حدیث شریف مین ترک مشابہت کامرد و نکو عورتونسے ساتھ اور عورتون
دون کے ساتھ حکم وارد ہے تو پھر اس صورت مین یہ بالیان کنگن پہننے کا کیا طریق ہان اگر کوئی صورت جواز کی مذہب حنفی
ن ہو تو امر دیگر ہے لیکن متبعین حدیث اس قسم کے زیور کے استعمال کو حرام سمجھتے ہین ۵ یہ دلیری حنفیون کا
م ہے + پہنے پازیبین کہ نیک انجام ہے + **قولہ یازدہم** ایک مسئلہ اونکا یہ ہے کہ پیر جو شام مین سور کے پیر کہا
یا جاتا اوسکا مشہور رہنا الخ **اقول** یہ مسئلہ ہے متبعین سنت کا ہرگز نہین اور نہ اس مسئلہ پر حضرت مولانا سید
مد نذیر حسین صاحب کی مہر ہے مگر عطا محمد ہوشیار پوری نے لکھا ہے اور اوسکی اوپر مہر ہے اور رسالہ اظہار الحق کے
یفیت ہے کہ وہ چند فتوے مختلفہ کا مجموعہ ہے اور اوسکو خان احمد شاہ صاحب حال مقام اسسٹنٹ کمشنر بہادر
ہوشیار پور نے مطبع انا لیق ہند لاہور ۱۸۸۵ء مین چھپوایا ہے اوسمین ایک فتوے جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب
یر مجدہم کا بھی درج ہے اوسمین سور کی حرمت کا ذکر تک بھی نہین ہے جیسا کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی
ستہار اوسکا آخر مفاتیح الاسرار التراویح جو ۱۲۹۲ ہجری مین چھپی ہے دے چکے ہین یہ معترض کی نہایت بیدینی
صب اور عوام الناس کو دہوکہ دہی ہے جو ایسے ناپاک مضمون کو ایسے مقدس لوگونکی طرف نسبت کرتا ہے
ہکر واسطے اظہار مغالطہ دہی معترض کے نقل فتوے مذکور رسالہ اظہار الحق سے بجنسہ تحریر کرتے ہین وہوہذا
سوال نصاریٰ کے کنوؤن اور ظروف کا پانی جو جملہ نجاسات منجسات علی اختلاف المذاہب سے متبرا ہون لوگونکو
استعمال مین لانا جو اپنے دین سی واقف ہین اور خوف وضرر اختلاط و مداہنت سی مامون ہین اور اونکے
ن استعمال آب سی اونکی زیادتی و سستے دین کا اندیشہ نہو جائز ہے یا نہین بینوا توجروا **سوال** دوم طعام نصاریٰ
جملہ محرمات و نجاسات مقررہ کل مذاہب اسلامیہ سے محفوظ و خالی ہو ایسے لوگونکو کہا لینا جنکے تشریح سوال اول مین
رچکی ہے جائز ہے یا نہین بینوا توجروا **جواب** جائز ہے بدلیل حدیث صحیح بخاری کے کہ آنحضرت نے ایک
رت مشرکہ کی بکہال سی لوگونکو پانی پلایا اور وضو و غسل کرایا اور حدیث بخاری اور حدیث رزین کے
حضرت عمر رضہ نے عورت نصرانیہ کے ٹہلیہ سے وضو کیا اور حدیث ترمذی کی کہ آنحضرت سی قبیصہ نے
ال کیا حکم طعام نصاریٰ سے تو آپنے اجازت دی اور فرمایا لا یخلجن فی صدرک طعام ضارعت
ہ النصرانیۃ اور اغاثۃ اللہفان مین بہی آثار منقول ہین کہ علی رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ نے

اہل کتاب کا کہنا کہا یا اور جو احادیث اور آثار اسکے معارض منقول ہین اول تو مجمول ہین بعضہ علی
یا جہلا اشخاص پر جنسے خوف بستے دین وتجاوز حدود ہے اور نہ اونسے سوال ہے اور نہ اونکو
جواب ہی واللہ اعلم وعلمہ اتم

مہر جناب مولوی	مہر جناب مولوی	مہر جناب مولوی	مہر جناب مولوی	مہر جناب مولوی	مہر جناب مولوی
محمد عبد الحکیم	سید شریف حسین	سید محمد نذیر حسین	سید احمد حسین	ابو سعید حسین	محمد عبد الحکیم

پس اہل انصاف خود ہی غور فرماین کہ ہمین معترض نے کسقدر خلاف واقع تحریر کیا ہے اور کسقدر ظلم وافترا
باندھا ہے اس فتوے مین سور کا نام بھی نہین اسنے برائی ہمارے ذمہ لگائی ہے کیونکہ اسکے نزدیک سور
طاہر العین ہی طحطاوی حاشیہ درالمختار کے باب المیاہ کے اخیر مین لکھا ہے وروی عن الامام رضی اللہ
عنہ کان فی کتاب الصید من ھذا الکتاب اینتفع اور درمختار کے کتاب الصید مین یون لکھا ہے والخنزیر
لیس بنجس العین عندابی حنیفۃ علی ما فی التجرید وغیرہ ترجمہ یعنی خنزیر نجس العین نہین نزدیک
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور نیز سور کا چمڑہ بھی حنیفہ کے نزدیک دباغت دینے سے پاک ہوجاتا ہے جیسا
منیۃ المصلی مین اسکو امام یوسف رح سے نقل کیا ہے اور درمختار کے کتاب الحظر والاباحۃ مین لکھا ہے کہ اگر
بکری کے بچے کو سور نے کا دودہ پلا کر پالا جاوے تو وہ حلال ہے اس عبارت سی معلوم ہوا کہ سور نکا
پاک ہے اور اونکا دودہ پلانا درست ہی پس یہ اعتراض تمہین پر عائد ہوتا ہے ؎ چہ خوش گفت سعدی بزن در دہن ✤ دریدہ نہ دیدہ بہ از گل بہ پیرہن ✤ ربنا امنا بما انزلت واتبعنا
الرسول فاکتبنا مع الشاھدین ط

اور عہد نامہ کے نسبت جو بات مجیب نے بیان کی وہ سراسر لغو ہے کیونکہ یہہ تو ہم بھی کہتے ہین کہ وہ
فتوے کے طور پر نہین لکھا گیا لیکن معاہدہ ہے اور مفہوم فتوے اور اس کی حاصل ہی اور دونون سرکار
طرفین بحضور صاحب کمشنر بہادر دہلی ہوا ہے جسکا نقض سراسر بد عہدی ہے اور خلاف قانون حکام

ہے اگر موافق اوس معاہدہ کے موحدان دہلی استغاثہ کریں تو ابھی ناقضین عہد مثل مرزا محمد شاہ صاحب
عبدالحق صاحب و قاری یوسف صاحب و مولوی محمد یعقوب ابن مولوی کریم اللہ صاحب و عبدالرشید نواب
حاجی قاسم صاحب وغیرہم دار و گیر سرکار میں آکر اپنے اس بدعہدے میں سزایاب ہو سکتے ہیں
لیکن موحدین کا یہ شعار نہیں کہ ایسے امور میں اپنے طرف سے سبقت کریں موآخذہ الٰہی کے سپرد کیا
کیونکہ عہد شکنوں کے لیئے حدیث شریف لکل غادر لواء عند استہ یوم القیمۃ حکم ناطق ہے اور
طرف ثانی سے یہ ہے لوگ آجکل دہلی میں بدعوی مولویت مشہور ہیں اور انہیں کی مہریں معاہدہ پر
ثبت ہیں اور مولف جامع الشواہد نے انہیں کے مہریں اپنے فتوے پر ثبت کرا کی سرخروی حاصل
کی ہے اب مولف مذکور اور اوسکے مصدقین انکو خواہ عالم جانیں خواہ جاہل مقلدین حنفیہ کے یہی
بڑے مقتدا ہیں کہ جنکے مہریں معاہدہ پر موجود ہیں سوائے انکے اور کون مولوی دہلی میں
باقی ہے کہ جسکے مہر اوسپر نہیں ہاں یہہ کہنا مولف کا کہ اکثر مہریں اوسمیں مولوی نذیر حسین صاحب
کے طلبا کی ہیں راست و بجا ہے اسلیئے کہ علمار موجودین دہلی اکثر صاحب ممدوح کے شاگرد ہیں
اور کیوں نہو کہ اس زمانہ میں سوائے ایک دو شخص کے سب عالم دہلی وغیرہ اونہیں کے تلمذ یافتہ
ہیں چنانچہ مولوے عبدالرب صاحب و مولوے محمد شاہ صاحب و مولوی عبدالحق صاحب و مولوے
حکیم بخش صاحب مسعود و قاری یوسف صاحب و مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی و مولوی عبدالقادر صاحب
وغیرہم جناب میانصاحب کے شاگرد ہیں اور ہم یہ بات پہلے بہے لکھہ چکے ہیں کہ ہم کسیکو اہل قبلہ سے کافر
و مرتد نہیں کہتے اور اب بھی یہی لکھتے ہیں یہ کام تو تمہیں متعصبین کا ہے کہ جسکو چاہو کافر و مرتد
کہکر خود ہی کافر و مرتد بنتے ہو اور بفضلہ تعالیٰ ہماری زبان سے ہر وقت حق ہی نکلتا ہے بخلاف
تمہارے کہ سوائے اس کلمہ کے جو معاہدہ میں متن لکھا ہے کبھی کلمہ حق نہ نکلا ہوگا۔ پس جو شخص ان
افعال کو کرے اوسکی پیچھے نماز بلاشبہ جائز ہے اور مساجد میں کسی فریق کا کوئی فریق فریقین سے
بلغ و مزاحم نہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا الخ یہ خیالات آپکی سر آنکھوں پر۔

شعر

از کے غفلت تو گفتم پیش		کہ دل آزردہ شوی و بیخن بسیار است	

لہ یہ عبارت معاہدہ کے ہے

خاتمہ

کفر است در طریقت ما کینہ داشتن	آئین ما است سینہ چو آئینہ داشتن

ناظرین خردآگین ان اوراق پر یوشیدہ نہ رہے کہ ہمکو تحریر اس جواب سے ہرگز یہ مقصود نہیں کہ خواہی نخواہی مثل مقلدین متعصبین کے کسی کے مذہب و طریقہ مین عیب نکالین یا کسی امام مجتہد کے کلام مین نکتہ چینی کرکے اوسپر الزام لگائین کیونکہ وہ بزرگان دین رحمہم اللہ تعالیٰ کا کلام بلاغت نظام اترکوا قولی بخبر الرسول وخبر الصحابۃ فرماکر اپنی بریت وبیزاری ثابت کرگئے ہین اب ان مسائل کو اونکے ذمہ لگانا اور اونکے تاویلات واہیات کرنی خالی از سفاہت نہیں بلکہ مقصد اصلی ہمارا یہی کہ معترضین مقلدین نے جو بہتان ہمپر لگائی ہین اوس سے اپنی بریت وبیزاری ظاہر کرین تا رفع شکوک اوہام عوام ہوجائے تمام ہوجائے اور کوئی شخص کسیطرح کا شک وشبہ لائی نہ رہے کہ کذب کا ذب خود اپنا مذکور ہی مثل صبح صادق ظاہر وباہر ہوگیا اور اوسکی ضمن مین یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ جو اتہامات واہیات حاسدین نے ہمارے نسبت بیان کئی وہی بلکہ اوس سے بڑھکر اونکے عقائد واعمال پر از مفاسد واضلال اونہین کے کتب مسلمہ سے اظہر من الشمس ہین اور حیدان اللہ احتادنی وبعبارتہ شاہد صادق مرقومہ صفحہ ۴ جامع الشواہد اونہین کے جانب عائد ہوتی ہی اور جواب سوال دوم وسوم کے یہی مورد ہوتی ہین کیا معترضین یہ سمجھے ہے کہ ہم حوالہ صفحہ دیکر عوام کو اپنی جال مین پھسائین گے اور کتب مطبوعہ دیوبند کا نام لکھکر چھوٹ جائین گے ہرگز نہ خیال کیا کہ کتب مطبوعہ ہے کبھی نایاب ہوئی ہین اور کوئی شخص کسی امر مین بلا دلیل وسند صرف حوالہ پر کامیاب ہوا ہے مگر جب خداوند کارساز چاہتا ہے کہ کسیکو ذلیل وخوار کرے تو اول اوسکی عقل خبط ہوجاتی ہے چنانچہ اخوان کہ پردہ کرد پیشش اندر طعنہ پاکان بردہ تا عاقبت اندیش تا نہ بینی کہ لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ لہذا ہر زمانہ مین ملک کبھی علماء ربانیین سے خالی نہین رہتا جیسا کہ حدیث شریف لایزال طائفۃ من امتی الخ مین وارد ہوا ہے اور کہا ہے علماء کی مراد اس طائفہ سے اہل حدیث ہین اب ہم دیکھین کہ یہ متعصبین نے ان عقائد واعمال کا جو انہین کے کتب مسلمہ سے جنکو وہ اپنا دین وایمان مثل حدیث وقرآن سمجھتے ہین ثابت ہین کیا جواب دیتے ہین شیش محل مین رہنا اور سنگبار پر مسابرت کرنی ہے ہی ہے اونکا کام ہی فبالاترح علوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب ۸ حررہ العاجز عبد اللہ جونا گڑھی عفی عنہ

حسب الایس منشی عبد الغفار صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ پولیس جونا گڑھ اسٹیٹ دیوبند دون ومطبع انصاری اہلی بتالب طبع ہوا

السواد الاعظم شد من شد فی النار

از تازہ افاضات مجمع الکمالات مخزن علم و حکمت جناب مولانا عبد القادر صاحب رئیس سلہٹ

الرد المحفوظ علی النهج المقبول

حسب فرمایش مصنف علام ادام اللہ فیضہ الی یوم القیام صحت تمام و اہتمام تام

مطبع رحمانی بالشیر واقع شہر عظیم آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ تعالیٰ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونصلی علی سیدنا محمد وعترتہ الکریم ارسلہ باللہ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ الکافرون **اما بعد** فہذا مختصر سمیتہ بہ ومذکرات النہج القویم الذی الفہ السید نور الحسن شرعت فیہ مستعینا باللہ لالتماس بعض احبابی المخلصین وسمیتہ **بالمرد المعقول علی النہج المقبول** راجیا من اللہ تعالیٰ ان یجعلہ خالصا لوجہہ الکریم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **فنقول** وباللہ التوفیق ان اول ما غلط صاحب النہج وانحرف عن الطریق المستقیم فی **قولہ** بالفارسیۃ وعبارت اہل کلام در وصف او سبحانہ تعالیٰ کہ نہ جسم ست نہ جوہر ونہ عرض ونہ محدود ونہ معدود ونہ متبعض ونہ متحیز ونہ در مکان ونحو آن بدعت ست در کتاب وسنت بوے از ان شمیدہ نمیشود وقد نطق الکتاب علی ان اللہ تعالیٰ جل جلالہ لیس لہ مثیل ولا شبیہ بقولہ عز وجل لیس کمثلہ شیء والجسم والجوہر والعرض والحدود والتعدد والتبعض والتحیز والتمکن کلہا من الاشیاء اما الجسم فلانہ مترکب ومتحیز

واما الجوهر فانه اسم للجزء الذی لایتجزی واما العرض فلانه لایقوم بذاته بل یفتقر الی محل یقوم به
والمحدود ذو حد وغایة وکذا المعدود ذو عدد وکثرة والتبعیض والتجزی یجری علی الاجسام المرکبة
وکذا التمکن لان التمکن عبارة عن نفوذ البعد فی بعض آخر والله تعالی جل جلاله متعال عن هذه الصفات
کلها لانه نفی عن ذاته المقدسة بالاشیاء وهذه الصفات کلها من جملة الاشیاء فبضرورة تنزیهه تعالی
عن الاشیاء یلزم نفی هذا الکل عن ذاته تعالی فقول اهل الحق ینفی هذه الاشیاء وقع بیانا للآیة والیه
یشیر قوله تعالی کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ فثبت ان الاشیاء کلها هالکة باسرها وانه تعالی جل جلاله المتفرد
قائم بذاته باق من الازل الی الابد بنفسه لابابتداء ازلیته ولانهایة لابدیته لیس بجوهر ولا جسم ولا
عرض ولا محدود ولا معدود ولا متمکن ولا متحیز ولا متبعض ولا متحیز وان الاشیاء کلها مخلوقة جسما کان
او جوهرا متمکنا کان او متبعضا عرضا کان او محدودا معدودا او متحیزا فهو لایشبه شیأ ولایشبهه شیء وهو
الحی القیوم الذی لیس کمثله شیء وانی یشبه المخلوق خالقه والمقدور مقدره والمصور مصوره تعالی الله عن
ذلک علوا کبیرا ثم غلط وانحرف من طریق الحق فی قوله بالفارسیة آنکه گوید فعل از حق وکسب از بنده
به عقل درنمی آید وکتاب وسنت بدان حکمی نمی فرماید وقد نطق الکتاب بقوله جل جلاله فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیکُمْ
وبقوله لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ علی ان الکسب یکون من العبد یعنی نفعها ما کسبت من خیر وضرها
ما اکتسبت من شر وخص الخیر بالکسب والشر بالاکتساب لان الافتعال للانجماش والنفس تنجمش
فی الشر وتتکلف للخیر فالقول بعدم تعقله یکون فی الحقیقة انکارا للنص الصریح علی انه لو لم یکن مرار
التکلیف علی الکسب لذهب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر فلایقدر احد ان یسقط الاصل
الذی هو القدرة ولا ان یبطل السبب الذی هو الکسب فمن فعل واحدا منهما خرج عن القضاء الی احد
الطرفین الی القدر او الجبر فثبت ان ههنا امرین لایبطل احدهما الآخر القدرة والخلق من الله تعالی
والکسب والاختیار من العبد الیه یشیر حدیث مسلم بن یسار الجهنی کما هو المذکور فی الموطا وقد
صرح شارح الموطا فی تفسیر قوله صلعم کل شیء بقدر ان الله تعالی خالق افعال العباد خیرها
وشرها کتبها علیهم فی اللوح المحفوظ قبل ان یخلقهم والعبد له کسب واختیار وکسبه واختیاره مخلوق

اللہ تعالیٰ ما یکسب ویختار وقال سیدی الشیخ عبد القادر الجیلی رضی فی کتابہ الغنیۃ انما تثبتنا للعباد
کسبا لتوجہ الامر والنہی والخطاب الیہم ثم استحقاق الثواب والعقاب لدیہم وقال اللہ تعالیٰ جل جلالہ
ذلک بما قدمت یداک وغیر ذلک من الآیات تعلق سبحانہ الجبر علی افعالہم فاثبت لہم کسبا فقد برئ
وفصل عن الطریق بقولہ فی الفارسیۃ وایمان عبارت ست از تصدیق جنان واقرار بلسان وعمل
بارکان وکم وبیش میشود بنص حدیث وقرآن ونگفتن انا مؤمن حقا وانا مؤمن ان شاء اللہ تعالیٰ
ہر دو درست ست ونزاع دران راجع بہ لفظ میشود فیہنا ثلثۃ مباحث الاولی ان العمل بالارکان
ما ہو داخل فی الایمان بل خارج عنہ والایمان عبارۃ عن التصدیق والاقرار المحض ودلیلہ قولہ
تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ولا یخفی علی من لہ ادنی ممارسۃ فی
الخوان المعطوف یکون غیر المعطوف علیہ کما فی قولہ جاءنی زید وعمرو فان العرف ہنا غیر الزید فکذا فی
قولہ عز وجل عملوا الصالحات یکون غیر الایمان وکذا قولہ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فقد فسرہ الامام الرازی ان ظاہر الآیۃ یقتضی ان العمل الصالح انما یفید الامر بشرط الایمان و
ہل تدل الآیۃ علی ان الایمان مغایر للعمل الصالح والجواب نعم لانہ تعالیٰ جعل الایمان شرطا فی کون
العمل الصالح موجبا للثواب وشرط الشیء مغایر لذلک الشیء وکذا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
الایمان ان تؤمن باللہ الحدیث ای تصدق ویؤیدہ ما فی حدیث جبرئیل علیہ السلام لما سألہ
صلی اللہ علیہ وسلم عن الایمان فقال ان تؤمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر
وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ فقال فما الاسلام فاجاب بذکر الخصال الخمس وہو ان تشہد
ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وتقیم الصلوٰۃ وتؤتی الزکوٰۃ وتصوم رمضان وتحج البیت
ان استطعت الیہ سبیلا وفی الحدیث عن سعد رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطی
رجلا عطاء ولم یعط الآخر فقال لہ سعد یا رسول اللہ ترکت فلانا ولم تعط وہو مؤمن فقال
صلی اللہ علیہ وسلم او مسلم فرد علیہ فاعادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکذا قولہ تعالیٰ قالت
الاعراب آمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا فاراد بالایمان ہنا التصدیق وبالاسلام

تسليم الظاهر بامتثال اهل الاسلام فافترقا وقد صرح الامام الهمام قدوة علماء الاسلام جميد الملة
ابن مسعود بن تاج الشريعة في تفسير قوله اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته
منا فتوفاه على الايمان ان الايمان والاسلام وان كانا متحدين فالاسلام مبني عن الانقياد
فكانه دعا في حال الحيوة بالايمان والانقياد واما بعد الوفاة فقد دعا بالتوفي على الايمان
وهو التصديق والاقرار واما الانقياد وهو العمل فغير موجود في حال الوفاة وبعده والثانية
ان نفس الايمان لا يزيد ولا ينقص عند عامة الحنفية لكن التفاوت فيه يكون بالقوة والضعف
لانه عبارة عن التصديق القلبي الذي بلغ حد الجزم والاذعان وهذا لا يتصور فيه زيادة ولا نقصان
حتى ان من حصل له حقيقة التصديق فسواء اتى بالطاعات او ارتكب المعاصي فتصديقه باق على
حاله لا تغير فيه اصلا ودليلنا فيه قوله تعالى حكاية عن ابراهيم عليه السلام اذ قال ابراهيم رب ارني
كيف تحيي الموتى قال اولم تؤمن قال بلى ولكن ليطمئن قلبي فلو كان الايمان يقبل الزيادة والنقصان
لكان جواب ابراهيم عليه السلام عن قوله عز وجل اولم تؤمن بلى ولكن ليزيد ايماني فقوله عليه السلام
ولكن ليطمئن قلبي دليل قاطع على ان نفس الايمان لا يزيد ولا ينقص ولكن الطمانينة تكون مؤيدة للايمان
الاصلي الذي لا زيادة فيه ولا نقصان وكذلك قوله تعالى اولئك كتب في قلوبهم الايمان اي
اثبته فيها والمثبت لا يزيد ولا ينقص وكذا قوله صلى الله عليه وسلم ان الغضب ليفسد الايمان
كما يفسد الصبر العسل ودليل على عدم زيادة الايمان ونقصانه لان الايمان لو كان يقبل الزيادة
والنقصان لكان اطلاق لفظ النقصان مكان الفساد اولى واحرى فاحترازه صلى الله عليه
وسلم عن لفظ النقصان واتيانه بلفظ الفساد دليل واضح على ان الايمان لا يزيد ولا ينقص
وكذلك قوله صلى الله عليه وسلم في حديث ابي سعيد وهو حديث النهي عن المنكر وذلك اضعف الايمان
دليل على ان الايمان لا يزيد ولا ينقص لكن القوي والضعيف كما هو مذهب الحنفية والآيات
الدالة على زيادة الايمان محمولة على معنى الايقان اي يزيد اليقين على اليقين او محمولة على
ما ذكره ابو حنيفة انهم كانوا امنوا في الجملة ثم يأتي فرض بعد فرض وكانوا يؤمنون بكل فرض خاص

والدليل قوله تعالى وَإِذَا مَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ فَمِنْهُم مَّن يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَٰذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا
فَزَادَتْهُمْ إِيمَانًا اى يقينا وثباتا او خشية او ايمانا بالسورة لانهم لم يكونوا امنوا بها تفصيلا كذا في
الامام محى السنة والامام النسفي في تفسيريهما والثالثة انه لا ينبغي لاحد ان يقول بعد التصديق
والاقرار انا مؤمن ان شاء الله تعالى بل يقول انا مؤمن حقا لان الاستثناء ان كان للشك
فهو كفر لامحالة وان كان للتأدب واحالة الامور الى مشيئة الله تعالى او للشك في العاقبة
والمآل لا في الآن والحال او للتبرك بذكر الله تعالى او للبر عن تزكية النفس فالاولى
تركه لما يوهم بالشك والية يشير قوله تعالى أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا اى اولئك هم المتوغلون
ايمانا حقا وعن ابن عباس رضى الله عنه من لم يكن منافقا فهو مؤمن حقا وكان ابو حنيفة
رضى الله عنه يقول انا مؤمن حقا وقال لتلامذته لم تستثنوا في ايمانكم قال اقتداء بابراهيم
عليه السلام في قوله وَالَّذِي أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِي فقال بل اقتديت في قوله اولم تؤمن قال
بلى وحج عبد الله على احمد فقال ايش اسمك فقال احمد فقال اتقول انا احمد حقا او انا
احمد ان شاء الله تعالى فقال انا احمد حقا فقال حيث سماك والدك لا تستثني وقد سماك
الله تعالى في القرآن مؤمنا فتستثني فتدبر تم غلط وجهل الطريق بقوله في الفارسية واگر
گويند نور مكان باشد ونه برجهت از مقابله والتصال شعاع وثبوت مسافت ميان را
ومرئى پس كتاب وسنت ازان ساكت ست وقد نطق الكتاب بها حيث قال جل جلاله
اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثَلُ نُورِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا
كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِن شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ زَيْتُونَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ فقوله جل جلاله لا شرقية ولا غربية
دليل قاطع على انه لا جهة للنور وكذا قوله جل جلاله لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ دليل على ان لا جهة للنور
لان معناه لا يحيط به الادراك لا الرؤية والادراك هو الوقوف على جوانب الشئ وحدوده
واستحالة عليه الحدود والجهات يستحيل ادراكه لا رؤيته فنزل الادراك من الرؤية منزلة العام
من العلم ونفى الاحاطة التي تقتضي الوقوف على الجوانب والحدود لا تقتضي نفي العلم فكذلك

بناء علی ان مورد الایۃ ہو التمدح یوجب ثبوت الرؤیۃ او نفی ادراک ما یستحیل رؤیتہ لا تتمدح فیہ لان کل ما لا یری لا یدرک وانما التمدح بنفی الادراک مع تحقق الرؤیۃ اذ انتفاؤہ مع تحقق الرؤیۃ دلیل ارتفاع نقیضہ التناہی والحدود عن الذات فکان المعنی انہ جل جلالہ مع کونہ مرئیا فی الآخرۃ لا یدرک بالابصار لتعالیہ عن التناہی والالتصاف بالحدود والجوانب ثم غلط واعتزل بقولہ فی الفارسیۃ وآنکہ گویند استطاعت مع الفعل ست قرآن وحدیث بدان ناطق نیست لان مأخذ اہل الحق فی ہذا القول آیۃ من کتاب اللہ تعالی وہو قولہ جل جلالہ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ یعنی لما مالوا عن الحق امال اللہ قلوبہم عن الہدایۃ اولما اخذوا الزیغ ازاغ اللہ قلوبہم وحرمہم توفیق اتباع الحق فعلم ان بجردان قصدوا الزیغ خلق اللہ تعالی قدرۃ الازاغۃ فی قلوبہم وقدرہم علیہا فہذہ الآیۃ تثبت الاستطاعۃ مع الفعل کما ہو قول اہل الحق والیہ یشیر کلام شارح المواطی فی تفسیر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم کل شئ بقدر ان اللہ تعالی خالق افعال العباد وخیرہا وشرہا کتبہا علیہم فی اللوح المحفوظ قبل ان یخلقہم والعبد لہ کسب واختیار وکسبہ واختیارہ مخلوق اللہ تعالی حالۃ ما یکسب ویختار وبالجملۃ ہی صفۃ یخلقہا اللہ تعالی عند قصد اکتساب الفعل بعد سلامۃ الاسباب والآلات کما دلت بہ الآیۃ فان قصد فعل الخیر خلق اللہ تعالی قدرۃ فعل الخیر فتدبر ثم غلط وضل عن طریق الحق بقولہ فی الفارسیۃ در تقدیر اقل واکثر مدت حیض آنچہ بدان قیام حجت شود نیامدہ ہمچنین در طہر وقدر رو فی تقدیر مدۃ الحیض آثار صحیحۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو قولہ علیہ السلام اقل الحیض للجاریۃ البکر والثیب ثلثۃ ایام ولیالیہا واکثرہ عشرۃ ایام رواہ الدارقطنی وکذلک قولہ صلعم اقل الحیض ثلثۃ واکثرہ عشرۃ واقل ما بین الحیضتین خمسۃ عشر یوما وکذلک مارواہ ابن عدی فی الکامل عن انس رض الحیض ثلثۃ ایام واربعۃ وخمسۃ وستۃ وسبعۃ وثمانیۃ وتسعۃ وعشرۃ فاذا جاوزت العشرۃ فہی مستحاضۃ وکذلک حدیث عثمان بن ابی العاص قال لاتکون المرأۃ مستحاضۃ فی یومین ولا ثلثۃ حتی تبلغ عشرۃ ایام فاذا بلغت عشرۃ ایام کانت مستحاضۃ فہذہ عدۃ احادیث عن النبی صلعم متعددۃ الطرق

یثبت بمادۃ المیش فی الاقل ثلثۃ وفی الاکثر عشرۃ والاحادیث حجۃ علی الشافعی فی تقدیر الاقل بیوم ولیلۃ والاکثر بخمسۃ عشر یوما ثم غلط دتاہ الطریق بقولہ فی الفارسیۃ واجب ست ببر ہر مکلف بسم اللہ گفتن نزدیاد آمدن ومضمضہ واستنشاق نمودن والمضمضۃ والاستنشاق من جملۃ سنن الوضوء لا من واجباتہ لان آیۃ الوضوء ساکتۃ عن ذکرہما فمجیء ہما بمواظبۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بالمضمضۃ والاستنشاق یکونان من سنن الوضوء لا من واجباتہ لان الواجب ماثبت بالدلیل القطعی ولا دلیل ہنا غیر المواظبۃ الفعلیۃ وعلی مواظبتہ صلعم بالمضمضۃ والاستنشاق من اثنین وعشرین نفرا منہم عبداللہ بن زید رواہ الستۃ غیر النسائی فثبت السنۃ بحکم المواظبۃ والیہ ذہب عامۃ العلماء کما ہو المذکور فی الکتب وما ورد فی حدیث عائشۃ رض ان رسول اللہ صلعم قال عشر من الفطرۃ وعد المضمضۃ والاستنشاق فیہا فقال الخطابی ان اکثر العلماء فسروا الفطرۃ فی ہذا الحدیث بالسنۃ وتاویلہ ان ہذہ الخصال من سنن الانبیاء الذین امرنا ان نقتدی بہم واول من امر بہا ابراہیم وانہا کانت علیہ فرضا کونہا لنا سنۃ اقول لا یثبت الوجوب الا بامر الشارع امرا قطعیا وہہنا لم یامر رسول اللہ صلعم امتہ بہذہ الخصال بل فسرلہم انہن من الفطرۃ ولو کان الوجوب ثابتا فی المضمضۃ والاستنشاق لکان ایضا ثابتا فی السواک لانہ بجملۃ الخصال العشر المذکورۃ فی الحدیث ولم یقل احد من السلف والخلف ان السواک واجب فتدبر ثم غلط ولم یصل الی الحق بقولہ فی الفارسیۃ مشروع ست غسل از برای نماز جمعہ بلکہ واجب وقد ورد الاثر بان غسل یوم الجمعۃ سنۃ لا واجب بدلیل حدیث عکرمۃ انہ قال اتانا ناس من اہل العراق جاؤا فقالوا یا ابن عباس اتری الغسل یوم الجمعۃ واجبا قال لا ولکنہ المہر وخیر لمن اغتسل ومن لم یغتسل فلیس علیہ بواجب وما ورد فی حدیث ابی سعید الخدری انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل الجمعۃ واجب علی کل محتلم قالوا اجب ہنا بمعنی الثابت ای لا ینبغی ان یترک لانہ یأثم تارکہ وہذا وامثالہ تاکید للاستحباب کما یقال رعایۃ فلان علینا واجبۃ ویؤیدہ حدیث

سمرة بن جندب انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من توضأ يوم الجمعة فبها ونعمت ومن اغتسل فالغسل افضل وهو حجة على مالك رح في اسقاط الوجوب ثم غلط وجهل الطريق بقوله في الفارسية وتقدير رده در رده بي دليل ست واصل المسألة ان الغدير العظيم الذي لا يتحرك احد طرفيه بتحريك الطرف الآخر اذا وقعت النجاسة في احد جانبيه جاز الوضوء من الجانب الآخر ثم قدر بهذا البعض في عشر بدليل قوله صلى الله عليه وسلم من حفر بئرا فله حولها اربعون ذراعا فيكون لحريمها من كل جانب عشرة فثبت من الاثر انه اذا اراد آخر ان يحفر في حريمها بئرا يمنع منه لانجذاب الماء اليها وكذلك يمنع من اراد ان يحفر بئرا بالوعة في حريمها لسراية النجاسة الى البئر الاولى وتنجيس ماءها ولا يمنع في ما وراء الحريم وهو عشر في عشر فثبت ان الشرع اعتبر العشر في العشر في عدم سراية النجاسة فمن هذا الاثر تمسك علماؤنا رحمهم الله وقدروا العشر في العشر في جواز الوضوء من جميع الجوانب وهذا اصل شرعي يعتمد عليه فتدبر ثم غلط ولم يهتد الى طريق الحق بقوله في الفارسية ونيست فرق ميان اندك وبسيار روشن ميان افزون برد وقلة وكمتر از ان ونه ميان متحرك وساكن ونه ميان مستعمل وغير مستعمل وههنا اربعة مسائل الاولى ان الغدير العظيم الذي لا يتحرك احد طرفيه بتحريك الطرف الآخر اذا وقعت النجاسة في احد جانبيه جاز الوضوء من الجانب الآخر وقدر دليله في تقدير العشر في العشر والذي لم يكن في حكم الغدير العظيم لم يجز الوضوء به لو وقعت النجاسة فيه قليلا كانت النجاسة او كثيرا بدليل حديث ابي هريرة رض ان النبي صلعم نهى ان يبول في الماء الدائم ثم يغتسل والثانية انه اذا كان الماء قلتين يجوز الوضوء به عند الشافعي رح وقدر القلتين بخمس قرب كل قربة مائة رطل ودليله قوله صلى الله عليه وسلم اذا كان الماء قلتين لا يحمل الخبث والحنفيون لا يعتبرونه بدليل ان الحافظ ابن عبد البر والقاضي اسماعيل وابا بكر بن العربي ضعفوه ولا يخفى ان الجرح مقدم على التعديل وقد روي في حديث جابر رض ان رسول الله صلعم قال اذا بلغ الماء اربعين قلة فانه لا يحمل الخبث ونسفه الدارقطني فبسبب الضعف والخلاف في اعداد القلال ترك الحنفية العمل باحاديث القلة والثالثة ان الماء

الجاری اذا وقعت النجاسۃ فیہ جاز الوضوء بہ اذا لم یر لہا اثر بدلیل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی حدیث ابی سعید الخدری ان الماء طہور لا ینجسہ شئ واثر النجاسۃ لا تستقر فی الماء الجاری
مع جریان الماء فثبت کون الماء الجاری طہورا بعبارۃ النص ولا دلیل فوقہ وامّا الماء الدائم
فقد نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یبول فیہ ثم یغتسل کما ہو المذکور فی حدیث ابی ہریرۃ
رضی اللہ عنہ فان قلت ان حدیث ابی سعید محمول علی بئر بضاعۃ فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سئل عن ماء ذلک البئر قلنا اللام فیہ یکون للعہد الخارجی وہو الماء الجاری بدلیل ان ماء
بضاعۃ فی تلک الایام کان جاریا علی البساتین کما رواہ الطحاوی عن الواقدی قال کانت
بئر بضاعۃ طریقا للماء الی البساتین والرابعۃ ان الماء المستعمل لا یجوز استعمالہ فی طہارۃ الاحداث
بدلیل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی روایۃ البخاری لا یبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لا یجری
وفی روایۃ لمسلم لا یغتسل احدکم فی الماء الدائم وہو جنب فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سوی بین النجاسۃ
الحقیقیۃ والحکمیۃ فانہ کما نہی عن البول کذلک نہی عن الاغتسال دل ان الاغتسال فیہ جنب
النجاسۃ کالبول فان قلت ہذا الحکم یکون متحققا فی الجنب والحدث اما الرجل الطاہر لو توضأ
ثانیا بنیۃ القربۃ فہذا الحکم لا یتحقق فی حقہ لان بسبب ان اعضاءہ حالیۃ عن النجاسات الحکمیۃ لا
احتفالہا من الجسم الی الماء قلنا لما ثبت نیۃ القربۃ من الطہارۃ علی الطہارۃ وحصول الطہارۃ
الجدیدۃ موقوفۃ علی ازالۃ النجاسۃ الحکمیۃ فحکم الطہارۃ علی الطہارۃ والطہارۃ علی الحدث صار سواء
حکما ویؤیدہ حدیث الحکم بن عمر قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتوضأ الرجل بفضل طہور
المرأۃ وکذلک حدیث حمید الحمیری قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تغتسل المرأۃ بفضل الرجل
او یغتسل الرجل بفضل المرأۃ رواہما الامام ابو داؤد فی سننہ والنہی لاحتمال وقوع الغسالۃ فی فضل
الرجل والمرأۃ وتخصیص النسائی فی الحدیث الاول لقلۃ احتیاطہن فی الماء المستعمل وغیرہ فتدبر
ثم غلط وترک طریق الحق بقولہ فی الفارسیۃ وانچہ جنبا نیہاست ہمہ سنت ست وآن بر دو گونہ
ہر دو دست ست در چار جای یکی بتکبیر احرام دوم نزدیک رفتن برکوع سوم نزد اعتدال از رکوع

چہارم نزد قیام بر رکعت سوم ولیس فی غیر التحریمۃ رفع یدہ عند الحنفیۃ لخبر مسلم عن جابر بن سمرۃ انہ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال مالی اراکم رافعی ایدیکم کانہا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلوۃ ویؤیدہ حدیث علقمۃ انہ قال قال لنا ابن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصلی ولم یرفع یدیہ الا مرۃ واحدۃ رواہ النسائی فی صحیحہ المجتبی کذلک حدیث البراء بن عازب قال ان رسول اللہ صلعم کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الی قریب اذنیہ ثم لا یعود وکذلک حدیث سفیان قال فرفع یدیہ مرۃ واحدۃ واخرج الدارقطنی عن عبید اللہ قال صلیت مع رسول اللہ صلعم وابی بکر وعمر رض فلم یرفعوا ایدیہم الا عند استفتاح الصلوۃ وروی الطحاوی والبیہقی من حدیث ابن عباس بسند صحیح عن الاسود قال رایت عمر بن الخطاب رض رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود وتمسک الشافعی رح بحدیث ابن عمر وحدیث مالک بن الحویرث انہ لیس لکل مصل ان یکبر ویرفع لسائر الانتقالات والاحادیث التی ذکرنا ہا بطرق مختلفۃ الزام لہ فظہر من تعارض الاحادیث ان الرفع کان اول فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ ونہی عنہ کما یفہم من حدیث مسلم والیہ یشیر حدیث علقمۃ وبراء بن عازب وسفیان وغیرہم فتدبر ثم غلط وترک سبیل الحق **بقولہ** فی الفارسیۃ وفاتحہ در ہر رکعت اگرچہ پس امام باشد

ولعنی کہ دران فاتحہ نہ خوانند غیر مجزی ست الی قولہ قرات فاتحہ بر مؤتم در ہر رکعت فرض ست وقد نطق الکتاب بالسکوت عند قراءۃ القرآن بقولہ جل جلالہ فَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَہٗ وَاَنْصِتُوْا وکذلک الحدیث المروی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما جعل الامام لیؤتم بہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا وکذلک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقراءۃ الامام قراءۃ لہ وکذلک ثبت النہی عن القراءۃ خلف الامام من حدیث عمران بن حصین کما رواہ النسائی فی صحیحہ المجتبی والیہ یشیر حدیث ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلعم قال ہل قرأ معی احدمنکم انفا قال رجل نعم یا رسول اللہ فقال انی اقول مالی انازع القرآن الحدیث وبہ قال ابو حنیفۃ رح وہو مذہب الصحابۃ رضوان اللہ تعالی عنہم اجمعین وتمسک الشافعی رح بحدیث عبادۃ ابن الصامت فی قراءۃ الفاتحۃ خلف الامام والآثار المتفقۃ معہ لیس القرآن الزام لہ

لانا نقول ان القراءة ثابتة من المقتدی شرعاً فان قراءة الامام قراءة له فلو قرأ کان
کمن قرأ تان فی صلوة واحدة وهو غیر مشروع وذکر الامام مالک رحمہ فی الموطا عن نافع عن ابن عمر
انه کان لایقرأ خلف الامام وروی ہذا الحدیث ابن عدی عن ابی سعید الخدری وروی الطبرانی
فی الاوسط من حدیث ابن عباس یرفعه وروی الطحاوی فی شرح الآثار انه سئل عن عبد الله
بن عمر وزید بن ثابت وجابر بن عبد الله فقالوا لایقرأ خلف الامام فی شئی من الصلوة وکذلک
الموتم لایجهر بالتأمین لما روی عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه قال یخفی الامام اربعة اشیاء
التعوذ والبسملة وآمین وسبحانک اللهم وبحمدک وعن ابن مسعود مثله وروی السیوطی فی جمع الجوامع
عن ابی وائل قال کان عمر وعلی لایجهران بالبسملة ولا بالتعوذ ولا بآمین رواه ابو
جریر والطحاوی وابن شاہین فی السنن واورده الشیخ بن الہمام عن احمد وابی یعلی والبزار
والدارقطنی وذکر الحاکم فی المستدرک حدیث شعبة عن علقمة عن ابی وائل فی الاخفاء قال ابو
وائل ان النبی صلی الله علیه وسلم قرأ غیر المغضوب علیهم ولا الضالین فقال آمین فخفض بها
صوته والیه ذهب عامة علماء الحنفیة رضوان الله تعالی علیهم اجمعین لان الآمین دعاء عند
التعارض یرجح الاخفاء بذلک وبالقیاس علی سائر الاذکار والادعیة ولان آمین لیس من القرآن
اجماعاً فلا ینبغی ان یکون فیه صوت القرآن کما انه لایجوز کتابته فی المصحف ولهذا اجمعوا علی
اخفاء التعوذ لکونه لیس من القرآن فتدبر ثم غلط واخرف عن الطریق بقوله فی الفارسیة

وہر بدعت ضلالت ست مطلقا وآنکہ جماعت تقسیم کند بسوی حسنہ وسیئہ وجزآں رفتہ ورسانیدہ
راجح ازاں نتواں یافت وقد نطق بسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم حیث قال علیه السلام
من احیی سنة من سنتی قد امیتت من بعدی فله من الاجر مثل اجور من عمل بها من غیر ان ینقص
من اجورهم شیأ ومن ابتدع بدعة ضلالة لایرضاها الله ورسوله کان له من الاثم مثل اثام
من عمل بها لاینقص من اوزارهم شیأ رواه الترمذی عن بلال بن حارث المزنی ورواه
ابن ماجة عن کثیر بن عبد الله المزنی بقوله صلی الله علیه وسلم بدعة ضلالة ان البدعة تنقسم

علی قسمین احدہما بدعۃ ضلالۃ والآخر علی ضد ہا حسنۃ والا لکان التقیید بالضلالۃ عبثا وکلامہ
صلی اللہ علیہ وسلم منزہ عن العبث والفضول ویؤیدہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من دعا الی ہدی
کان لہ من الاجر مثل اجور من تبعہ لا ینقص ذلک من اجورہم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ
من الاثم مثل آثام من تبعہ لا ینقص ذلک من آثامہم شیئا رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ
عنہ فمن ہذین الاثرین یتمسک العلماء علی ان البدعۃ تنقسم علی قسمین احدہما حسنۃ والآخر
سیئۃ وکذلک قول عمر رضی اللہ عنہ فی حدیث الاجتماع لقیام رمضان نعمۃ البدعۃ ہذہ نص
قاطع ودلیل واضح فی ہذا الباب فتدبر ثم سہا مرکز الطریق بقولہ فی الفارسیۃ وکتاب
وسنت کفیل بیان احکام جملہ حوادث الی یوم القیام ست محتاج تتمیم وتکمیل آن بہ آرائے
اہل رای واہوای اہل ہوی نیست فہم سلیم وعقل صحیح ودانش درست در کار ست الیوم
اکملت لکم دینکم وامثال این آیہ ودلیل ست بر آنکہ فقول ان کفالۃ الکتاب والسنۃ
لجمیع الحوادث الی قیام الساعۃ مسلم وقد قال اللہ تعالی فی کتابہ الکریم ولا رطب ولا یابس
الا فی کتاب مبین لکن مع ذلک یحتاج عند الضرورۃ الی قیاس اہل الرای الصائب
لا وقد قال اللہ تعالی فی کتابہ العزیز والمؤمنون والمؤمنات بعضہم اولیاء بعض یامرون
بالمعروف وینہون عن المنکر وقال اللہ تعالی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف
وینہون عن المنکر واولئک ہم المفلحون یعنی ولتکن بعض منکم امۃ یدعون الناس الی الخیر
الافعال الحسنۃ الموافقۃ للشریعۃ ویامرون بالمعروف ای الشیء الذی یستحسنہ الشارع
والعقل وینہون عن المنکر ای الشیء الذی یستقبحہ الشارع والعقل وہم الا ئمۃ المجتہدون العلماء
الی الخیر الآمرون بالمعروف والناہون عن المنکر وقال اللہ عز وجل والذین اوتوا العلم درجات
وقال تعالی ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون وقال اللہ تعالی انما یخشی
اللہ من عبادہ العلماء وقال تعالی ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین
یستنبطونہ منہم وحکمہ فی الوقائع الی استنباطہم والحق رتبتہم برتبۃ الانبیاء فی کشف حکم اللہ

والیہ یشیر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم العلماء مفاتیح الجنۃ وخلفاء الانبیاء وقولہ علیہ السلام العلماء
ورثۃ الانبیاء ویؤیدہ ایضاً حدیث قاسم بن محمد قال باتت الجدتان الی ابی بکر الصدیق رضی
عنہ فاراد ان یجعل السدس للتی من قبل الام فقال رجل من الانصار اما انک لترک الذی
لو ماتت وہو حی کان ایاہا یرث فجعل ابو بکر السدس بینہما وہذا کان برأی من ابی بکر رض
رواہ الامام مالک فی الموطأ وکذلک حدیث معاذ رضی اللہ عنہ حین ارسلہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الی الیمن قال فبما اعمل قال بکتاب اللہ قال ان لم اجد فیہ قال بسنۃ
رسول اللہ قال ان لم اجد فیہا قال فاجتہد برأیک وکذلک حدیث عثمان بن عفان
رضی اللہ عنہ ان عمر قال لی انی قد رایت فی الجد رأیاً فان رایتم ان تتبعوہ فاتبعوہ قال عثمان ان
نتبع رأیک فانہ رشید وان نتبع رای الشیخ قبلک فنعم ذو الرأی کان رواہ الدارمی فی مسندہ
فعلم من ہذہ النصوص والآثار ان للعلماء مواضع لاستنباط الاحکام بالاجتہاد بحکم الارث
لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان لم یجد واذلک الحکم فی الکتاب والسنۃ وآثار الصحابۃ
رضی اللہ عنہم اجمعین ومن انکر ذلک فقد انکر الکتاب والسنۃ لان الکتاب والسنۃ نطق
علی ان المؤمنین یأمرون بالمعروف وینہون عن المنکر وان استنباط العلماء کاستنباط
الانبیاء وان علماء ہذہ الامۃ یکونون مفاتیح الجنۃ وخلفاء الانبیاء وان العلماء ہم ورثۃ الانبیاء
وان الخلفاء الراشدین رضی اللہ عنہم قاسوا فی المسائل التی لم یجدوہا فی الکتاب و
السنۃ ودعوا الناس الی اتباع رأیہم وکل ما وجد منہم من خیر نکیر سنۃ فان السنۃ لیست محتصۃ
بما فعلہ النبی صلعم بل یعم ویعم ما فعلہ الخلفاء کلہم او بعضہم وما شرعوا فی الدین ورضوا بہ بدلیل
قولہ صلعم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم امر معاذا رضی اللہ عنہ حین ارسلہ الی الیمن ان یحکم بکتاب اللہ فان لم یجد فبسنۃ رسول
اللہ فان لم یجد فبما یظہر لہ من الرأی واما اہل الاہواء الذین سماہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
بالفرق الہالکۃ وہم المعتزلۃ والرافضۃ والوہابیۃ واشبالہم فہم خارجون عن البحث قال

١٥

اشتبه انما سموا اصحاب الاهواء لانهم يهوون في النار رواه الدارمي فتدبر ثم غلط وترك طريق
الصواب بقوله في الفارسية وطريق معرفت ايمان وعقائد اسلام ورد اهل كلام ضلال
بين ورد خلاف كتاب وسنت است وقد لنطق الكتاب والسنة بضرورة علم الكلام وتحرير عقائد
الاسلام اما الكتاب فقوله عز وجل اَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ
عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ واما السنة فقوله صلى الله عليه وسلم ستفرق امتي على ثلثة
وسبعين فرقة كلهم في النار الا واحدة فقوله جل جلاله اشارة الى ما تقدم في السورة
من اثبات التوحيد وبيان الشرائع يعني ان كل هذا المذكور صراط مستقيم فاتبعوا هذا
السبيل فقط ولا تتبعوا السبل الاخر من الرسوم البدعية لما نيا في دين الاسلام فيفرقكم و
يزيلكم عن سبيله الذي هو اتباع الوحي واقتفاء البرهان والحديث المشهور الذي ذكرناه
وقع بيانا للآية وتصريحا على ما ذكره العلامة النسفي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خط
خطا مستقيما ثم قال هذا سبيل الرشد وصراط مستقيم فاتبعوه ثم خط على كل جانب ستة خطوط
مائلة ثم قال هذه سبل على كل سبيل منها شيطان يدعو اليه فاتبعوها ولا تتبعوا هذه الآية ثم يصير كل احد من
اثنى عشر طريقا ستة طرق فيكون اثنين وسبعين فعلم من تلاوة رسول الله صلى الله عليه وسلم
هذه الآية حين رقم تلك الخطوط ان المراد بالطريق الواحد والطرق المختلفة الفرق التي
تكون في امته من ثلثة وسبعين فاثنان وسبعون منها هالكة وواحدة منها ناجية وهي ان كانت
مبهمة يصرفها كل مؤول الى من يشاء لكن بالصدق والتحقيق هو من كان على طريق السنة
والجماعة اي تابعا لما كان عليه الصحابة والتابعون ومضى عليه السلف الصالحون اذ روي
انه صلى الله عليه وسلم استفسر عنها فقال من كان على السنة والجماعة وفي رواية قال ما انا
عليه واصحابي وقد كانت الاوائل من الصحابة والتابعين رضي الله عنهم لصفاء عقائدهم
ببركة صحبة النبي صلى الله عليه وسلم وقرب العهد بزمانه ولقلة الوقائع والاختلافات في زمانهم
وتمكنهم من المراجعة الى الثقات مستغنين عن تدوين العلوم وترتيبها ابوابا وفصولا الى ان

حدثت الفتن بين المسلمين وابتغاء على ائمة الدين فظهر اختلاف الآراء والميل الى البدع و
الاهواء وتفرقت الامة على الشعب المذكورة فى الحديث فحينئذ ظهرت المعجزة النبوية واشتدت
الحاجة الى ضبط معتقدات الفرقة الناجية متمسكا بالكتاب والسنة لتمييزها عن المعتقدات الباطلة
لفرق الهالكة فاجتمعت الامة على ضبط المعتقد عن ادلتها وسموه بالكلام لابتنائه على الادلة
القطعية المؤيدة بالادلة السمعية ولما كان اشد العلوم تاثيرا فى القلب وتغلغلا فيه سمى بالكلام
المشتق من الكلم وهو الجرح وبالجملة هو اشرف العلوم لكونه اساسا للاحكام الشرعية ورئيس
العلوم الدينية وكون معلومات العقائد الاسلامية وغاية الفوز بالسعادات الدينية والدنيوية
ومن انكره فهو ضال عن الطريق ومضل لغيره فتدبر ثم غلط وضل عن الطريق بقوله فى الفارسية
واجماع وقياس غير داخل اند در اصول وحجت بدان قائم نمى شود وقد نطق الكتاب
والسنة على ان الاجماع حجة قاطعة وداخل فى الاصول الثلثة لبعد الكتاب والسنة لقوله
تعالى كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ فقد استدل المفسرون
وائمة الاصول بهذه الآية على كون الاجماع حجة لانه من ثمرات خيريتهم فى الدين وانما
تقتضى كونهم آمرين بكل معروف وناهين عن كل منكر وقوله عز وجل وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ
مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
دال على ان الاجماع كالكتاب والسنة كما ذكر اهل الاصول والمفسرون جميعا وذلك
لان الله تعالى جعل اتباع غير سبيل المؤمنين كمشاقة الرسول صلى الله عليه وسلم حيث جعل
كلا منهما مشتركا فى جزاء واحد وهو قوله تعالى نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ والجزاء المذكور جزاء لكل
منهما بالاستقلال فعلم ان اتباع سبيل المؤمنين اى ما عليه المؤمنون باجمعهم واجب وذلك
يسمى بالاجماع فيكون الاجماع حجة قطعية يكفر جاحده كالكتاب والسنة المتواترة واهل الاجماع
من كان مجتهدا غير متهم بالفسق واما السنة فقوله صلى الله عليه وسلم لا تجتمع امتى على الضلالة
ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ فى النار فقوله صلى الله عليه وسلم لا تجتمع امتى على الضلالة نص

قاطع علی ان اجماع ہذہ الامۃ المرحومۃ لا تکون علی الضلالۃ ومن ترک الجماعۃ وشذ منہم شذ فی النار
فہذا غایۃ الوعید الذی لا وعید فوقہ وکذا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس من احد یفارق الجماعۃ
شبرا فیموت الا مات میتۃ جاہلیۃ رواہ الدارمی فی سننہ وکذا القیاس حجۃ الا ان رتبۃ بعد
ہؤلاء الثلثۃ لکونہ مستنبطا من ہذہ الاصول الثلثۃ فمتی کان الحکم موجودا فی الکتاب والسنۃ
او الاجماع لم یحتج الی القیاس وقولہ تعالی اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ دلیل علی جواز القیاس لان القیاس ہو رد فرع الی اصل بنوع شبہ وقد رد
اللہ تعالی خلق عیسی علیہ السلام الی آدم علیہ السلام بنوع شبہ ذکرہ الامام محی السنۃ فی تفسیرہ
وکذا قولہ تعالی وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓی اُولِی الْاَمْرِ مِنْہُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ دلیل
قاطع علی جواز الاستنباط والاستنباط والاستخراج یقال استنبط الماء اذا استخرجہ فالمعنی لو ردوہ
الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم والی ذوی الرأی والعلم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم فلما رد اللہ
تعالی حکمہ فی الوقائع الی استنباطہم والحق رتبتہم برتبۃ الانبیاء فی کشف حکم اللہ علم ضرورۃ ان
استنباط العلماء المجتہدین من المأخذ الصحیحۃ کان کاستنباط الانبیاء بحکم الوراثۃ وقد قاس الصحابۃ
رضی اللہ عنہم حین لم یجدوا الحکم فی الکتاب والسنۃ کما فی حدیث قاسم بن محمد ان ابا بکر رضی اللہ
عنہ اشرک الجدۃ من قبل الاب للتی من قبل الام فی المیراث بالرأی والقیاس والیہ یشیر قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم لمعاذ رضی اللہ عنہ حین ارسلہ الی الیمن اعمل علی الکتاب فان لم تجد فبسنۃ
رسول اللہ فان لم تجد فاجتہد برأیک ویؤیدہ حدیث عثمان بن عفان
ان عمر قال لی انی رأیت فی الجد رأیا فان رأیتم ان تتبعوہ فاتبعوہ قال عثمان ان نتبع رأیک
فانہ رشد وان نتبع رأی الشیخ قبلک فنعم ذو الرأی کان رواہ الدارمی فی مسندہ وقال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سن سنۃ حسنۃ عمل بہا بعدہ کان لہ مثل اجر من عمل بہا من غیر ان
ینقص من اجورہم شیئا الحدیث وقد اجمع العلماء علی ان القیاس لعلۃ منصوصۃ کحرمۃ اللواطۃ
علی حرمۃ الوطی فی الحیض لعلۃ الاذی المستفاد من قولہ تعالی وَلَا تَقْرَبُوْہُنَّ حَتّٰی یَطْہُرْنَ فَاِذَا تَطَہَّرْنَ

والحجة القطعية يكفر جاحدها وقد صرح شارح الموطأ في تفسير قوله صلى الله عليه وسلم واعتصموا بحبل الله جميعا ان تتبعوا كتاب الله وسنة نبيه وامر الجماعة عليه وقياسا جليا اما ما كان من محتمل لفظ الحديث او من وجوه التطبيق بين الحديثين او قياسين محتملين على المنصوص عليه او حديث اختلف في اسناده فذلك من باب قوله صلى الله عليه وسلم اختلاف امتي رحمة على ان تنزيل الكتاب الذي هو اصل اصول الدين ثبت بالاجماع فمن انكر الاجماع انكر الكتاب وجواز الاستنباط بالقياس ايضا ثبت بالاجماع ومن انكر ذلك فلاحظ له في الاسلام ووجه الحصر في الاولة الاربعة ان المستدل ان تمسك بالوحي المتلو فهو الكتاب او بالوحي الغير المتلو فهو السنة وغير الوحي ان كان قول الكل فهو الاجماع والا فالقياس وقد ذكر في كتب الاصول ان الامور التي استنبطوا الاحكام منها مقدرة بخمسمائة آية وكذا السنن التي تفيد الاحكام مقدرة بمثلثة الاف اما مسائل الاجماع فتزيد على عشرين الفا فمن انكر الاجماع انكر الدين كله لان للغالب حكم الكل فتدبر ثم غلط وضل ضلالا بينا في قوله بالفارسية وايجاب تقليد يكي

بدعت ست وغير مجتهد را عمل برراى مجتهد در هيچ حال روا نيست وقد حث الله تعالى جل جلاله في كتابه العزيز على السوال من اهل العلم بقوله فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون وحث النبي صلى الله عليه وسلم على الاقتداء بجماعة الصحابة مع التعيين الشخصي بقوله اصحابي كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم وامر امرا مخصوصا بالاقتداء بابي بكر وعمر بقوله اقتدوا بالذين من بعدي ابي بكر وعمر رواه الامام الترمذي في صحيح الجامع وكذلك حديث عطاء في قوله تعالى واطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم قال اولو العلم والفقه وطاعتهم اتباع الكتاب والسنة وكذلك كتاب عمر بن عبد العزيز الى الآفاق والى الامصار في كل قوم بما اجتمع عليه فقهاؤهم رواها الامام الدارمي في مسنده فعلم من الآثار المتقدمة ان الهداية وهو السلوك الى طريق الصواب موقوف على الاقتداء بالمجتهدين لان ابا بكر وعمر كانا اعلم الصحابة وافضل المجتهدين في زمانهم فامر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالاقتداء بهما

امرا مقارنا للوجوب ثم حث على الاقتداء بسائر الصحابة الذين كانوا مجتهدين في زمانهم حثا
مندوبا ومامورا بالتعيين الشخصي فلو كان التقليد الذي هو الاقتداء بائمة الدين امرا مخذورا
او ممنوعا كما زعمه صاحب النهج لما حث الله ورسوله بذلك وبه يندفع التقليد للائمين الثلثة
المقلد بعينه لان التعيين الشخصي هو المنوط للحديث والمجتهد لانكير على مجتهد لانه يرى خصمه على
هدى من ربه في قوله وما ثم الا قائم رفيع وآخر فالا رفع حين اصاب المجتهد لان له اجرين
ورفيع حين اخطأ لان له درجة واحدة والائمة المجتهدون من اتباع التابعين وتبعهم
وان كانوا قريبا من المائة او اكثر لكن انعقد الاجماع على ان التقليد لا يجوز الا لواحد
من الاربعة وهم الامام ابو حنيفة ومالك والشافعي واحمد رحمهم الله تعالى لانهم كانوا
اعلم العلماء وافضل المجتهدين في زمانهم بدليل ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خص
ابا بكر وعمر بالاقتداء من بين سائر الصحابة لعلمهما وفضلهما مع ان سائر علماء الصحابة كانوا
مجتهدين وقد استنبط الامام الرازي امامة الائمة الاربعة بقوله تعالى وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ
آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ واخبر النبي صلعم عن بعض الائمة بقوله كيوشك
ان يضرب الناس اكباد الابل يطلبون العلم فلا يجدون احدا اعلم من عالم المدينة قال
الترمذي قال ابن عيينة رضا انه الامام مالك فان قلت لو كان التقليد لازما فلاي
شئ لا تقلد علماء الصحابة مع التعيين الشخصي لانهم كانوا مجتهدين اولى احد من مجتهدي
التابعين لانهم اعلى درجة من الائمة الاربعة الذين هم في طبقة اتباع التابعين قلنا
ان العلوم كانت في الصدور او في صحف غير مرتبة في ذينك العهدين وكانوا قادرين
على ضبط المسائل في الصدور من غير تسطيرها في الاوراق ببركة صحبة النبي صلى الله عليه
وسلم وقرب زمانه ولم تختلف الامة فيها ولذلك لم يشتهر اقوالهم ولم يضبط مذاهبهم واول
من نقل العلم من الصدور الى القراطيس ودون الفقه واتقن الاصول هو الامام ابو حنيفة
رضي الله عنه ولذلك صار مذهبه اول المذاهب ولقب هو بالامام الاعظم وكانت

العلية العثمانية لتاليف الفقه ونقله في القرطاس على ترتيب الابواب والفصول لاختلاف
الامة وتفرق الكلمة في ذلك العصر ثم وثم الى ان ختم الاقتداء بالامام احمد بن حنبل رض
عنه وهو رابع الايمة فان قلت لاي شئ لا تقلد مجتهدا آخر غير الاربعة مع ان حديث
الاقتداء لم يرد مورد التخصيص وعامة المجتهدين يصيبون مرة ويخطؤن اخرى قلنا مورد الحديث
لا يخلو عن التخصيص لابي بكر وعمر بدليل انهما افضل الصحابة واعلمهم وبذلك المورد انعقد الاجماع
على ان التقليد لا يجوز الا لواحد من الاربعة لانهم كانوا افضل المجتهدين واعلمهم فلو قلد احد غير
الاربعة لكان ذلك خرقا للاجماع وليس جزافا بخارق للاجماع الا الى النار لما نطق بالكتاب
والسنة وهو قوله تعالى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وقوله صلى الله
عليه وسلم لا تجتمع امتي على الضلالة ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ في النار فان قلت
يلزم تقليد واحد من الاربعة لمن لم يكن مجتهدا فان كنا مجتهدين لا يلزم لنا التقليد لان
كل مجتهد يصيب مرة ويخطي اخرى قلنا ان الاجتهاد قد انختم الى القرن الرابع وبه انعقد
الاجماع لان من شروط المجتهد ان يعلم الكتاب مع ناسخه ومنسوخه وتاويلاته المخصوصة به
ويعلم السنة بجميع اقسامها وشروطها مع علم الناسخ والمنسوخ ويحفظ جميع مسائل الاجماع
ومواردالقياس لئلا يكون قياسه خلاف الاجماع وان يكون له قوة الاستنباط والاخراج
فلو فرضنا ان الواحد في هذا القرن علم الكتاب مع تاويلاته المخصوصة وعلم ناسخه ومنسوخه
ايضا وعلم السنة بجميع اقسامها وشروطها مع الناسخ والمنسوخ فمن اين يكون له قدرة على
الحال وهو تمييز مسائل الاجماع التي تزيد على عشرين الفا من المسائل القياسية التي لا حصر لها
لاختلاط بعضها ببعض من غير تمييز للمتاخر منها حتى لم يكن له قدرة على ذلك التمييز لم يصل الى
درجة الاجتهاد فيلزم تقليد واحد من الاربعة وهذا هو عين السبب الذي لم يدع احدا
من القرن الرابع الى الآن الاجتهاد لنفسه والعمل بالحديث غير الفرقة الوهابية
المستحدثة خذلهم الله تعالى وقلده جميع المتقدمين والمتاخرين من العلماء الاعلام والاقتداء

الکرام لواحد من الاربعۃ ولم یدعوا الاجتہاد لانفسہم کالامام شمس الائمۃ السرخسی والامام الحاکم
الشہید صاحب الصحیح المستدرک والامام الطحاوی صاحب السنن وغیرہم من الائمۃ المشہورین
کانوا حنفیین والامام الغزالی والامام محی السنۃ والامام ابو عیسی الترمذی صاحب الصحیح
الجامع وغیرہم من الائمۃ کانوا شافعیین ومن الاقطاب الکرام شیخ العارفین وقدوۃ
السالکین برہان الملۃ والدین الغوث الاعظم وقطب العالم سیدی الشیخ عبد القادر الجیلی
رضی اللہ عنہ مع جلالۃ شانہ وکونہ فی القرن الرابع تقلد بالامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ
وکذلک قلد جمیع الاقطاب والاولیاء لواحد من الاربعۃ فمن سلک غیر مسلک عامۃ
الامۃ وترک سبیل الجماعۃ وتفرد برأیہ فجزاؤہ شذوذ النار علی ما نطق بہ الکتاب والسنۃ
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن وما رآہ المسلمون
سیئا فہو عند اللہ سیئ وعامۃ المسلمین فی مشارق الارض ومغاربہا یرون تقلید واحد
من الاربعۃ حتما لازما ویفضون لغیر المقلد بغضا دینیا وبالجملۃ کما ان رسالۃ الرسول صلی
اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کذلک ظہور الائمۃ الاربعۃ وتقلید مذاہبہم رحمۃ من رب
العالمین لمقلدیہم الی یوم الدین ثم غلط ولم ینطق بالحق بقولہ فی الفارسیۃ ایمۂ اربعہ نہی
ردہ اند از تقلید خود وغیر خود فہذا النہی لو اورکہ صاحب النبع بطریق الکشف والالہام فہو
ابرح عن المبحث والافضبط الاصول وتفریع الفروع وتدوین الکتب وترویجہا بین
الناس دلیل قاطع علی ان الائمۃ الاربعۃ دعوا الناس لتقلید مذاہبہم وقد ثبت ان صاحبی
حنیفۃ کابی یوسف ومحمد وزفر وحسن بن زیاد رحمہم اللہ تعالی کانوا حنفیین مقلدین لہ
فی الاصول وکان الامام مع علمہم قلدوہ فی الاصول اجاز لہم ان یخالفوہ فی الفروع
تقلیدا لا لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف امتی رحمۃ وکذلک اصحاب مالک رح کانوا مقلدین
فی الاصول والفروع حتی ان علماء مصر ودیار المغرب قلدوا ابہ مع انہم کانوا معاصریہ
فی الزمان وہذا ہو السبب ان عامۃ المغاربۃ الی الآن مالکیون ولما وصل الشافعی الی

الدیار المصریۃ قلدہ ہناک اکثر علماء المالکیۃ وجوز الشافعی رحمہ اللہ تقلیدہم مع انہ اخذ العلم من الامام المالک وہو القائل لہ اذا ذکر العلماء فالمالک النجم وثبت ایضا ان اکثر الخلفاء العباسیین من معاصری الائمۃ کانوا مقلدین لواحد منہم لما اخرجہ السیوطی شیخ المحدثین عن ہشام بن عمار قال سمعت المتوکل خلیفۃ اللہ یقول واحسرتی علی محمد ابن ادریس الشافعی احب ان اکون فی زمانہ فاراہ واشاہدہ والتعلم منہ فانی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام وہو یقول یا ایہا الناس ان محمد بن ادریس المطلبی قد صار الی رحمۃ اللہ تعالی وخلف فیکم علما حسنا فاتبعوہ تہتدوا ثم قال المتوکل اللہم ارحم محمد بن ادریس رحمۃ واسعۃ وسہل علی حفظ مذہبہ والفقہ بذلک فمن کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم داعیا لمذہبہ فکیف یتصور نہیہ عن تقلیدہ لغیرہ وقد ثبت ان الامام الاعظم سیدی الشیخ عبد القادر جیلی رضی اللہ عنہ کان اولا علی مذہب الشافعی ثم انتقل عنہ وتقلد بالامام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ لدعوۃ دعاہ الامام بہا فی الرؤیا لتقلید مذہبہ فتدبر ثم غلط ولم یصل الی الصواب فی قولہ بالفارسیۃ تجمیع در نوافل در لیالی رمضان سنت ست نہ بدعت الی قولہ وزیادہ کنندہ بر بست وکمتر گذارندہ از بست رکعت غیر ملام باشند لان قیام رمضان لم یشرع الا عشرین رکعۃ بلا زیادۃ ولنقصان والاصل فیہ ما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ خرج لیلۃ فی شہر رمضان فصلی بہم عشرین رکعۃ واجتمع الناس فی الثانیۃ فخرج فصلی بہم فلما کانت الثالثۃ کثر الناس فلم یخرج وقال عرفت اجتماعکم لکنی خشیت ان یفرض علیکم فکان الناس یصلونہا فرادی الی ایام عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ثم تفاقدوا لعنہا فرأی ان یجمعہم علی امام واحد فجمعہم علی ابی بن کعب وکان یصلی بہم خمس ترویحات بجلس بین کل ترویحتین وہذا الحدیث مشہور بین الصحابۃ والتابعین وبہ اخذت الائمۃ الثلاثۃ ابو حنیفۃ والشافعی واحمد رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین وہو المعول للسلف والخلف

وبهذا روى عن عبد الرحمن بن عبد القاري قال خرجت مع عمر بن الخطاب ليلة الى المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون يصلي الرجل لنفسه ويصلي الرجل فيصلي بصلاته الرهط فقال عمر اني لو جمعت هؤلاء على قارئ واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم على ابي بن كعب قال ثم خرجت معه ليلة اخرى والناس يصلون بصلوة قارئهم فقال عمر نعمت البدعة هذه الحديث فهذا الاثر يستدل به ان البدعة ان كانت موافقة للدين تسمى حسنة وان كانت مخالفة للدين تسمى سيئة وبهذين الحديثين تمسك الائمة على ان قيام رمضان سنة من سنن رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي مقدرة بعشرين ركعة بلا زيادة ونقصان وان عمر رضي الله عنه جمعهم في ذلك على امام واحد فادا بالخمس ترويحات كل ترويحة تسليمتين ويؤيده حديث ابن عباس انه صلى الله عليه وسلم كان يصلي في رمضان عشرين ركعة سوى الوتر وكذلك حديث اسامة بن زيد قال كنا نقوم مع عمر بن الخطاب رضي الله عنه بعشرين ركعة والوتر رواهما البيهقي وقال النووي في الخلاصة اسنادهما صحيح واختلفوا في ان الجماعة فيها افضل ام الانفراد والمختار ان الجماعة افضل كما رآه عمر رضي الله عنه فان بعض النوافل قد شرعت فيها الجماعة وهذا حديث يكون من الشعائر التي تظهر وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين من بعدي فتدبر ثم غلط المأخذ بقوله في الفارسية دبر مضطر نسيان نه قضاست نه كفاره وبراين رفته اند جمهور فقوله وبراين رفته اند جمهور دليل واضح على انه اخذ هذه المسألة من الاجماع معبرا بلفظ الجمهور والحال انه انكر الاجماع في صدر الكتاب بقوله واجماع وقياس غير داخل اند در اصول وحجت بدان قائم نمي شود فمن ثم صدق قول من قال ان الكاذب لا حافظة له وانما قلنا انه غلط المأخذ لان هذه المسألة اخذت من قوله صلى الله عليه وسلم للذي اكل وشرب ناسيا تم على صومك فانما اطعمك الله وسقاك رواه ابن حبان في صحيحه وفي الصحيحين عن ابي هريرة

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من نسي وهو صائم فاكل او شرب فليتم صومه فانما اطعمه الله وسقاه فان قيل ان الحديث معارض للكتاب لان الكتاب يقتضي ان يفسد صومه فان المامور به بالكتاب الصوم وهو الامساك عن الاكل والشرب بالجماع وهنا لم يبق الامساك لوجود الاكل حقيقة فالحديث يقتضي بقاء الصوم والكتاب ينفيه قلنا في الكتاب اشارة الى ان النسيان معفو وهو قوله تعالى ربنا لا تؤاخذنا ان نسينا فكان الحديث موافقا للكتاب حينئذ فيعمل به ويحمل الكتاب على حالة العمد ليكون الدلائل كلها معمولة ثم غلط المخرج في حكم المكره حيث قال وبچنين نيست قضا بر مفطر مكره وقد ثبت انه يجب القضاء على المفطر المكره عندنا خلافا للشافعية فانهم يقيسونه على الناسي والمخطئ يقولون انه لا يغلب وجوده وعذر النسيان غالب ولان النسيان من قبل من له الحق والاكراه من قبل غيره فيفترقان وهذه مسالة قياسية كما ثبت من الادلة القياسية المذكورة انفا فالعجب من صاحب النهج انه انكر القياس الذي هو الراي في موضعين من صدر الكتاب وهنا يا خذ بالمسالة الثابتة من القياس من غير ان يعلم مادتها المستخرجة منها فهذا غاية الجهل الذي لا جهل فوقه فتدبر ثم اكر نهى الكتاب بقوله في الفارسية وجائز نيست نكاح باكتابيات الى قوله وبمين ست حكم نساى مجوس وقد نطق الكتاب بتزويج الكتابيات بقوله جل جلاله والمحصنات من الذين اوتوا الكتاب وقوله تعالى انما انزل الكتاب على طائفتين من قبلنا دليل قاطع على ان غير اهل التوراة والانجيل ليسوا من اهل الكتاب وكذلك السنة لان حذيفة رضي الله عنه تزوج بيهودية وكذلك كعب ابن مالك رضي الله عنه اما المشركات فقد نطق الكتاب بتحريم نكاحهن بقوله جل جلاله لا تنكحوا المشركات وبه وردت السنة وهو قوله صلى الله عليه وسلم سنوا بهم سنة اهل الكتاب غير ناكحي نسائهم ولا اكلي ذبائحهم والمجوس مشركون من عبدة النار يعتقدون خالقين اثنين اله الخير يسمونه يزدان واله الشر يقولون له اهرمن وينسبون الخير والشر

خالقيهما ويزعمون ان النار معبودهم لانتحرقهم فى الآخرة لانهم عبدوها فى الدنيا ويقسمون بالنار والنور وقد ثبت النهى عن صيد كلب المجوسى من حديث جابر بن عبد الله رضى الله عنه وبه يستدل على تحريم ذبائحهم ونكاح نسائهم لانهم مشركون وقد صح عن الامام المالك رضى الله عنه فى الموطا تحريم ذبيحة المجوسى مستدلا بالاجماع ولاحجة فوقه والحديث الذى رويناه صحيح كله بلا خلاف بين الايمة لانه لايجوز ان يكون نصف الحديث ثابتا ونصفه الآخر غير ثابت كما زعمه صاحب النهج بزعمه الفاسد فيكون معناه سنوا بهم اى مع المجوس سنة اهل الكتاب فى اخذ الجزية من غير ان تنكحوا نساءهم تاكلوا ذبائحهم واليه يشير حديث بجالة رضى الله عنه ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه لم يكن اخذ الجزية من المجوس حتى شهد عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اخذها من مجوس هجر واخرج عبد الرزاق وابن ابى شيبة عن قيس بن مسلم عن الحسن بن محمد بن على ان النبى صلى الله عليه وسلم كتب الى مجوس هجر يعرض عليهم الاسلام فمن اسلم قبل منه ومن لم يسلم ضرب عليه الجزية غير ناكحى نسائهم ولا اكلى ذبائحهم ورواه ابن سعد فى الطبقات عن عبد الله بن عمرو بن العاص ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كتب الى مجوس هجر الى ان قال بان لاتنكح نساؤهم ولاتؤكل ذبائحهم ومن ثم اجمعوا على اخذ الجزية من المجوس وقالوا انهم ليسوا من اهل الكتاب وانما اخذت الجزية منهم بالسنة كما اخذت من اليهود والنصارى بالكتاب وهو قوله تعالى مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ فقول صاحب النهج بجواز نكاح المجوسيات دليل ملزم له على انه منكر لبعض الكتاب وهو آية تحريم نكاح المشركات ومن انكر بعض الكتاب فكانه انكر كله لان البعض داخل فى الكل وماجزاء منكر الكتاب الا الخسف ثم زاد على الكتاب بقوله فى الفارسية اگر كافرى ذبح كند ونام خدا برد واين

ذبح از براى غير او تعالى نباشد ذبيحه او حلال ست ونيست دليل بر اشتراط اسلام در ذابح الى قوله ايجنين ذبيحه اهل ذمه واهل كتاب حلال ست اما ذبائح اهل الاسلام

فقد حل بقوله تعالى إلا ما ذكيتم لان ضمير الجمع المخاطب هنا يرجع الى المسلمين بدليل قوله
تعالى حرمت عليكم لان خطاب الحرمة مخصوص بالمسلمين لاشركة فيه للكفار اصلا ودليل الحل على ذبائح
اهل الكتاب قوله تعالى وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم والمراد به طعامهم بدليل حكم الذكاة
من جهتهم لانه خص اهل الكتاب بالذكر قال البخاري في صحيحه قال ابن عباس رض طعامهم ذبائحهم و
قد استدل الحاكم بانه لو لم يحل على ذلك لم يكن لتخصيص اهل الكتاب بالذكر فائدة اذ قد يستوي
الكتابي وغيره فيما سوى الذبائح من الاطعمة اما ذبائح الكفار من غير اهل الكتاب ممن
لا يعتقدون الملة فلا يجوز اصلا وبه اجتمعت الامة واتفقت الائمة الاربعة رضوان الله
تعالى عليهم اجمعين لان مورد النص في هذا الباب يخص المسلم والكتابي فلا يجوز الحاق غيرهما
بهما وقد صرح الامام المالك رضي الله عنه في الموطا تحريم ذبيحة المجوسي مستدلا بالاجماع وبه
يحتج على تحريم ذبيحة الكفار وما قال صاحب التبع ونام خدا بر وبهذا القيد لا يعود الذبيحة
الى الحل لان من شرط التسمية ان يصدر من محله ومحل التسمية في الحقيقة المسلم ويلحق به
الكتابي تبعا لحكم الكتاب اما الكفار من غير اهل الكتاب فليسوا محلا للتسمية لعدم اعتقادهم الملة
على انهم يجحدون بدليل قوله تعالى إنما المشركون نجس فلا يصح التسمية في جواز الحل الذي
هو الطهارة حقيقة من محل نجس وقال اين ذبح از براى غير او تعالى نباشد فهذا
امر اعتقادي لا يعلمه الا الله تعالى فقوله بحل ذبائح الكفار زيادة على الكتاب وخرق
للاجماع فتدبر ثم غلط وخالف السنة المشهورة بقوله في الفارسية وغيست دليل بر تحريم
صيد كافر پس مشاركت او با مسلم نزد وقوع تسمية غير مفترست وقد ذكرنا فيما تقدم ان
ذبيحة الكافر غير الكتابي لا يجوز اكله بدليل ان مورد النص في هذا الباب يخص المسلم والكتابي
فلا يجوز الحاق غيرهما بهما ولما ثبت التحريم لذبيحة الكافر ثبت ذلك التحريم لصيده ايضا
لان الصيد لا يحل اكله الا بالذبح وقوله مشاركت او با مسلم نزد وقوع تسمية غير مفترست
فقد قررناه سابقا ان الكفار من غير اهل الكتاب ليسوا محلا للتسمية لعدم اعتقادهم الملة

وانهم نجسون بدليل قوله تعالى إنما المشركون نجس فلا يصح التسمية في جواز الحل الذي هو الطهارة
حقيقة من محل نجس لما حرمة مشاركتهم مع المسلم فقد ثبت بحديث عدي رضي الله عنه
انه قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صيد الكلب فقال اما امسك عليك
كلبك وكل فان اخذه ذكاته وان وجدت معه كلبا فخشيت ان يكون قد اخذه معه وقد
قتله فلا تاكله فانك انما ذكرت اسم الله على كلبك ولم تذكره على غيره واذا اجتمع الحلال
والحرام في شئ غلب جهة الحرمة بدليل قوله صلى الله عليه وسلم ما اجتمع الحلال والحرام
في شئ الا وقد غلب الحرام الحلال فهنا ثبت حرمة الاشتراك بالنص فتدبر ثم غلط ولم يشد
الى الحق بقوله في الفارسية وآنكه مردم بر گورهاى انبيا وصلحا آيند ووسيله شفاعت
خواهند ومطلب جويند هيچ ست وقد ثبت استحباب زيارة القبور بالاحاديث الصحيحة
والاخبار المتواترة لانه يورث رقة القلب ويذكر الموت الى غير ذلك من الفوائد والعدة
في ذلك الدعاء للموتى والاستغفار لهم وبذلك وردت السنة وكان رسول الله صلى
الله عليه وسلم يأتي البقيع ويسلم على اهلها ويستغفر لهم واما الاستمداد بالنبي صلى الله عليه
وسلم والانبياء عليهم السلام فجائز لا محالة بدليل حديث عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله
عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ثم سلوا الله لي الوسيلة وكذا ثبت عن حديث
جابر رضي الله عنه فلو كان التوسل برسول الله صلى الله عليه وسلم امرا محذورا او ممنوعا
كما زعمه صاحب النهج والعياذ بالله لما امر رسول الله صلى الله عليه وسلم امته بذلك
يؤيده قوله صلى الله عليه وسلم الانبياء لا يموتون لكن ينتقلون من دار الى دار وكذا
قوله صلى الله عليه وسلم من زار قبري وجبت له شفاعتي وقوله صلى الله عليه وسلم
من حج وزار قبري بعد موتي كان كمن زارني في حياتي رواهما الدار قطني ولذا قالت
الفقهاء ان الحج ان كان فرضا فالاحسن ان يبدأ به ثم يثني بالزيارة وان كان تطوعا
كان بالخيار وانما قرينة من الوجوب ولما جاز سؤال الوسيلة لرسول الله صلى الله

وصلوا الآية بدليل قوله تعالى ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله أمواتا بل أحياء عند ربهم
يرزقون مثل ابرزق سائر الاحياء يأكلون ويشربون بما ساق اليهم من الكرامة والتنعيم
على غيرهم من كونهم احياء مقربين معجلا لهم رزق الجنة ونعيمها وقوله صلى الله عليه وسلم
ما اصيب اخوانكم باحد جعل الله ارواحهم في اجواف طير خضر ترد انهار الجنة وتأكل
من ثمارها وتأوي الى قناديل من ذهب معلقة في ظل العرش نص صريح في ان ارواح
المقتولين احياء ولما ثبت حياتهم بالنص الصريح جاز الاستمداد بهم وكذلك قوله تعالى
يا أيتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية دال على ان النفس الذي يرجع
الى الله بعد موت الجسد يكون حيا راضيا عن الله ويكون الله راضيا عنه الله تعالى ولما ثبت
رضا الله عنه بالنص الصريح جاز الاستمداد به وكذلك حديث عائشة رضي الله عنها
انها قالت كنت ادخل بيتي الذي فيه رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا واضع
ثوبي واقول انما هما زوجي وابي فلما دفن عمر معهم فوالله ما دخلته الا وانا مشدودة
علي ثيابي حياء من عمر رضي الله عنه فتقول عائشة رضي الله عنها حياء من عمر اوضح دليل
على حرمة الميت وعلى انه ينبغي احترام الميت عند زيارته فهذا كمن لا سيما الصالحون
بان يكون في غاية الحياء والتأدب لظاهرهم وباطنهم فان للصالحين مددا بالغا لزوارهم
وقد وعد رسول الله صلى الله عليه وسلم بزيادة الخير من زيارة القبور بقوله كنت نهيتكم عن
زيارة القبور فزوروها ولتزدكم زيارتها خيرا الحديث ولا تصور الخير للاحياء من الاموات
الا باستمداد ولذا قال الامام الشافعي ان قبر موسى الكاظم رضي الله عنه ترياق
مجرب لاجابة الدعاء وقد ثبت منه انه لما زار قبر ابي حنيفة رحمه الله تحرك قنوت الفجر استحياء
من روحه وقال اني لاستحي من ابي حنيفة ان اخالفه بحضرته وقال الامام حجة الاسلام
محمد الغزالي من لم يستمد به في حياته فليستمد بعد مماته على ان عامة المسلمين في مشارق الارض

ومغاربها يتصدقون عن موتاهم ويبعثون
ولولا انهم بعد موت الجسد لقوا احياء لكان التصدق عنهم عبثا والذهاب الى زيارتهم
عبثا والدعاء لهم عبثا فالاطباق على هذه الصدقة والدعاء والزيارة دليل واضح على جواز
الاستمداد بهم وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن ثم
تحير ولسنى قوله الاول بقوله فى الفارسية وآنكه گفته اند كه استقبال قبله مندوب ست
پس دليلى بر آن در كتاب وسنت وقياس نيست والعجب منه انه انكر القياس انكارا
بينا وذم الذين يرون القياس حجة ذما شنيعا فى صدر الكتاب وههنا يلحق القياس فى المرتبة
الثالثة من الكتاب والسنة ويحتج به كالكتاب والسنة ويلحق رتبة مساويا لهما فهذا مما يعجب
القارى ويحير السامع تحيرا لانهاية له وقد كانت الصحابة رضى الله عنهم يتشاورون و
يقيسون لما روى عن ثور بن زيد الديلى ان عمر بن الخطاب رضى الله عنه استشار فى
الخمر يشربه الرجل فقال له على رضى الله عنه نرى ان تجلده ثمانين فانه اذا شرب سكر و
اذا سكر هذى واذا هذى افترى فجلده عمر رضى الله عنه فى الخمر ثمانين رواه الامام مالك
فى الموطأ واصل حد الخمر اربعون جلدة لما روى ان النبى صلى الله عليه وسلم اتى بسكران
فقال اضربوه فضربوه بالايدى والنعال واطراف الثياب فلما كان ابو بكر سأل من حضر
ذلك المضروب فقوموه اربعين فضرب ابو بكر فى الخمر اربعين حياته ثم عمر حتى تتابع الناس
فاستشار فضرب ثمانين ثم قال على رضى الله عنه حين اقام الحد على وليد بن عقبة لما بلغ اربعين
حسبك جلد النبى صلى الله عليه وسلم اربعين وجلد ابو بكر رضى الله عنه اربعين وجلد عمر رضى الله عنه ثمانين وكل سنة
وهذا احب الى فهذا الاثر اصل ثابت للقياس ورد واضح على منكريه لان عليا رضى الله عنه
قاس هذا الحد بقوله اذا هذى افترى على المفترى وحد الافتراء مقدرة بثمانين بقوله تعالى فاجلدوهم
ثمانين جلدة فحكم فى المقيس حكم المقيس عليه وهو ثمانين جلدة وترك السنة المشهورة بنا وعمل
بالقياس لكونه على اصل ثابت وهو العلة المنصوصة وكان ذلك بمحضر من الصحابة رضوان

اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فمن ہذا الاصل اخذت علماء الحنفیۃ والمالکیۃ رحمہم اللہ تعالیٰ ان التعلیل
العلۃ منصوصۃ قطعی وقد سوا القیاس فی مثل ہذہ العلۃ علی خبر الآحاد والاستحباب فی الذبح
عند عامۃ العلماء ان یحد الذابح شفرتہ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ کتب الاحسان
علی کل شیٔ فاذا قتلتم فاحسنوا القتلۃ واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحۃ ولیحد احدکم شفرتہ ولیرح
ذبیحتہ فتدبر ثم تدبر ثم غلط ولم یصل الی الحق فی باب الربوا حیث قال فی الفارسیۃ وجائز
چیسہا ندن غیر این اشیاء را باین اشیاء والاصل المنصوص فی ہذا الباب قولہ تعالیٰ
احل اللہ البیع وحرم الربوا وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الذہب بالذہب والفضۃ بالفضۃ
والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل یدا بید فمن زاد او استزاد فقد اربی
والآخذ والمعطی فیہ سواء واتفق العلماء علی ان الربوا یجری فی ہذہ الاشیاء الستۃ التی
نص الحدیث علیہا وذہب عامتہم الی ان حکم الربوا غیر مقصور علیہا باعیانہا انما ثبت
لاوصاف فیہا ویتعدی الی کل ما یوجد فیہ تلک الاوصاف وذہبوا الی ان الربوا ثبت
فی الدراہم والدنانیر لعلۃ الثمنیۃ مع الجنس او لعلۃ الوزن مع الجنس والاول قول
الشافعی والثانی قول ابی حنیفۃ وفی الاشیاء الاربعۃ ثبت الربوا بوصف الطعم مع الجنس
عند الشافعیۃ حتی اثبتوا فی جمیع الاشیاء المطعومۃ لعلۃ الطعم مثل الثمار والفواکہ وعند الحنفیۃ
بوصف الکیل مع الجنس حتی ان الربوا یجری فی الجص والنورۃ عندہم والدلیل لہم
حدیث معمر بن عبد اللہ قال کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الطعام
بالطعام مثلا بمثل رواہ مسلم فاستنبط الشافعی من ہذا الاثر ان المراد بالطعام الطعم
فجعلہ علۃ الربوا واستنبط ابو حنیفۃ ان المراد بالطعام المکیلات بدلیل قولہ صلی اللہ علیہ
وسلم کیلوا طعامکم یبارک لکم فیہ فجعل الکیل علۃ الربوا وکذلک ثبت من حدیث ابی الزناد
عن سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ ان الربوا لا یختص فی الاشیاء الستۃ المنصوصۃ بل
یجری فی جمیع ما یکال ویوزن مما یوکل او یشرب کما رواہ الامام المالک فی الموطا

فالقول بعدم الحاق غیر الاشیاء الستة بھا خلاف الھدیین الاشرین وقد ثبت ان عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ قال ان آخر ما نزلت آیۃ الربوا وان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قبض ولم یفسرہا کما رواہ ابن ماجۃ فلزم الاحتیاط فی ہذا الباب وقد لعن رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم اکل الربوا وموکلہ وشاہدیہ وکاتبہ کما رواہ الترمذی عن ابن
مسعود رضی اللہ عنہ والعجب ان صاحب النہج مع زعمہ انہ من اہل الحدیث
لایعرف موارد السنن خصوصا فی باب الربوا فانہ اشد الابواب حرمۃ وقد ذکر اللہ تعالی
لاکل الربوا خمسا من العقوبات احدہا التخبط بقولہ جل جلالہ لایقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان
من المس والثانیۃ المحق بقولہ یمحق اللہ الربوا والثالثۃ الحرب بقولہ فاذنوا بحرب
من اللہ ورسولہ والرابعۃ الکفر بقولہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین والی خامسۃ
الخلود فی النار بشرط العود بالاستحلال بقولہ ومن عاد فاولئک اصحاب النار ہم فیہا
خالدون لانہم بالاستحلال صاروا کافرین لان من احل ما حرم اللہ عزوجل فہو کافر
فلذا استحق الخلود وذلک آیۃ نہایۃ حرمۃ فتدبر ثم تحیر ولم یضبط تضاد القولین فی

قولہ بالفارسیۃ کسان ہر خانہ را اضحیہ کردن شروع ست ونیست خلاف در فضیلت
عظیمہ وسنت مؤکدہ بودن آن وبہ این رفتہ اند جمہور ومذہب اقل وجوبست فہذا القول
منہ ایضا مما یعجب لسامع ویحیر القاری لانہ انکر التقلید وزعم ان الکتاب والسنۃ کافیتان
لاثبات جمیع الاحکام الی یوم القیام وہہنا استدل بقول الجمہور الذی ہو قول الشافعی
ومالک واحمد واستثنی قول البعض وہو قول ابی حنیفۃ واصحابہ فہذا حجۃ ملزمۃ لہ انہ
یری التقلید فی بعض الاحیان جائزا بل لازما بدلیل انہ یقلد بقول الشافعی ومن
وافقہ واسقط حکم الوجوب عن الاضحیۃ اتباعا لہم ولم یتمسک بالحدیث الذی یدل علی
الاستحباب وہو حدیث ام سلمۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخلت
العشر واراد احدکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ واظفارہ شیئا فہذا الحدیث یدل علی

الاستحباب كما هو مذهب صاحب النهج لكنه اعرض عن الحديث ولم يذكره وتقلد بالشافعي
وغيره ومن غير ان يذكر المأخذ كما هو دأب المقلدين ان تقلدوا امامهم بلا دليل
واورد قولهم معبرا بلفظ الجمهور حجة للمطلوب والاضحية واجبة على كل حر مسلم مقيم موسر
لقوله صلى الله عليه وسلم من وجد سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا ومثل هذا الوعيد
لا يلحق بترك غير الواجب فان قلت ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من ترك ركعتين
قبل الظهر لم ينله شفاعتي قلنا ذاك محمول على الترك اعتقادا او الترك اصلا فان
ترك السنة اصلا حرام ولهذا يجب المقاتلة مع جماعة تركوا الاذان وان كان الاذان
سنة لان احياء السنة واجبة وحديث ام سلمة رضي الله عنها محمولة على حالة
الاعسار والحديث الذي رواه الدار قطني انه صلى الله عليه وسلم قال
ثلث كتبت علي وهن لكم تطوع الحديث ففي اسناده جعفر الجعفي ضعيف كما
ذكره اهل الحديث فتدبر ثم ضل عن طريق الحق وسلك السبيل الباطل بقوله
في الفارسية وحق دائر است در مذاهب اهل سنت وجماعت هر صاحب مذهب
گوئه بهره از حق ست لكن احق مذاهب مذهب اهل حديث ست كه جامع حقوق جمله
مذاهب ست فبقوله حق دائر ست در مذاهب اهل سنت وجماعت سلم المذاهب
الاربعة لاهل السنة والجماعة ثم بقوله احق مذاهب مذهب اهل حديث ست اتخذ
مذهبا خامسا من طرفه سمي مذهب اهل الحديث وتفرق عنهم وشذ عن الجماعة
اما ان اهل الاهواء من المعتزلة والخارجية وغيرهم سموا مذاهبهم مذهب اهل الحديث
والحال ان من القرن الثالث الى الآن لم يتكلم احد من المسلمين بايجاب
المذهب الخامس وعامة العلماء الفحول من اصحاب الحديث كابي عيسى الترمذي
صاحب الصحيح الجامع والحاكم الشهيد صاحب الصحيح المستدرك والطحاوي صاحب
السنن والامام محي السنة صاحب المصابيح وغيرهم من اعلام ائمة الحديث

كانوا مقلدين فى احكام الفقه لواحد من الاربعة ولم ينقل احد من ائمة الحديث ان مذهب اهل
الحديث مذهب خامس فالمرتبة بالمرتبة على المذاهب الاربعة وكيف يكون ذلك فان السنة
ركن من الاركان الاربعة للفقه ومتى لم يضم اليها بقية الاركان الثلثة وهى الكتاب و
الاجماع والقياس لم يفد الحكم وهو الذى يسمى بالفقه عند عامة العلماء و
هى مدار الدنيا واساس الدين الى يوم اليقين والعمل بها يوصل المرء الى
اعلى عليين لان مجرد السنة لم تفد الاحكام كلها ومع ذلك يكون بعض السنة ناسخا
للبعض والبعض معارض لبعضها مع قطع النظر عن التاويلات التى هى من شان
المجتهدين فمتى لم يصل المرء الى درجة الاجتهاد ولم يعرف السنن حق معرفتها ولم يجز له
العمل بها فهذا هو العلة الغائية لتاليف الفقه مستنبطا عن الاصول الاربعة واجماع
الامة على ان العمل لا يجوز الا على الفقه الذى هى ثمرة الاصول الاربعة وسموا اصحاب
الفقه باهل السنة والجماعة وهم الفرقة الناجية من فرق هذه الامة التى تفرقت ثلث
وسبعين فرقة كما دلت عليه السنة النبوية وهو قوله صلى الله عليه وسلم حين سئل عنها
هى من كانت على طريقتى السنة والجماعة وهم الفائزون فى الدنيا والدين و
من تفرق عنهم وسلك مسلكا آخر فقد خسر الدنيا والدين واليه يشير قوله تعالى اقيموا
الدين ولا تتفرقوا فيه وقوله جل جلاله واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا وقوله
صلى الله عليه وسلم يكون فى آخر الزمان دجالون كذابون يأتونكم من الاحاديث بما
لم تسمعوا انتم ولا آباؤكم فاياكم واياهم لا يضلونكم ولا يفتنونكم وقال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فى النار وقال صلى الله
عليه وسلم الشيطان ذئب الانسان كذئب الغنم ياخذ الشاذة والقاصية والناحية
واياكم والشعاب وعليكم بالجماعة والعامة وقال صلى الله عليه وسلم من فارق الجماعة
شبرا فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه فعلم بهذه السنن ان افتراق الجماعة ولو كان

شبر انخلع ربقة الاسلام من العنق والسواد الاعظم من هذه الامة المرحومة هم مقلدو الائمة الاربعة من اصحاب الفقه الموسومين باهل السنة والجماعة فمن خالف طريقهم وافترق منهم واستحدث مذهبا فاسما سمي مذهب اهل الحديث يخلع ربقة الاسلام من عنقه فان قلت اذا كانت المذاهب الاربعة كلها حقا والخامس المستحدث باطلا فما معنى قولكم ان الحق في هذه الخلاف واحد قلنا معناه ان الحق الواحد يحتمل ان يكون فيما قال الشافعي رح ويحتمل ان يكون فيما قال ابو حنيفة رح فيكون كل من المذاهب الاربعة حقا بهذا المعنى فالمقلد اذا قلد اي مجتهد من الاربعة يخرج عن الوجوب الثابت من الاجماع بتقليد واحد من الاربعة على ان كون اصول الشرع اربعة انما هو اول مسالة بناه ابو حنيفة رح لغير المقلد ايضا ربما يحتاج في المسائل القياسية وفي معرفة الناسخ والمنسوخ وفي معرفة كون الاجماع قطعيا وكون العام المخصوص منه البعض ظنيا وكون القياس المعلة منصوصة قطعيا وامثاله من جميع تقسيمات الكتاب والسنة والاجماع واحكامها اذ ما كل ذلك الا اصطلاحات ابي حنيفة رح فالى اي شئ يهرب يلزم المتبعية ضرورة والحق ان انحصار المذاهب في الاربعة واتباعهم فضل الهي وقبول من عند الله تعالى لا مجال فيه للتوجيهات والادلة فتدبر ثم ضل ضلالا بينا

في **قوله** بالفارسية وآنكه گويند كلام او حرف وصوت نمادر واين هم برخلاف كتاب وسنت ست وبه عقل هم درنمي آيد كه سخنش بي حرف وصوت باشد

الى قوله واين كلام نفسي كه در كتب اشاعره مذكورست از كتاب وسنت استشمام رائحة آن نتوان كرد وقد ثبت الكلام النفسي لله تعالى جل جلاله بقوله وانه لتنزيل رب العالمين نزل به الروح الامين على قلبك لتكون من المنذرين بلسان عربي مبين اي نزل جبريل واثبته في قلبك لتكون من الموقنين قال الامام النسفي في تفسيره وفي هذا الوجه ان تنزيله بالعربية الى

ہی لسانک ولسان قومک تنزیل لہ علی قلبک لانک تفہمہ قومک ولو کان اعجمیا لکان نازلا
علی سمعک دون قلبک لانک تسمع اجراس حروف لاتفہم معانیہا ولا تعیہا فہذا التقریر انہ
نزل علی قلبہ لنزولہ بلسان عربی وکذلک بقولہ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ
الا وحیا ای کلاما خفیا یدرک بسرعۃ وہو تصویر یقش فی ذہن السامع کما روی عنہ
صلی اللہ علیہ وسلم نفث فی روعی او روحیا فی المنام لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم رؤیا
الانبیاء علیہم السلام وحی وہو کامر ابراہیم علیہ السلام بذبح الولد او من وراء حجاب
ای یسمع کلاما من اللہ تعالی کما سمع موسی علیہ السلام کلاما خالیا عن الحرف
والصوت من غیر ان یبصر السامع من یکلمہ ولیس المراد بہ حجاب اللہ تعالی
بل المراد بہ الالہام والالقاء فی الروع کما فی البیضاوی لان اللہ تعالی
لایجوز علیہ ما یجوز علی الاجسام من الحجاب الا ان السامع محجوب عن الرؤیۃ
فی الدنیا وکلامہ جل جلالہ خال عن الحرف والصوت لضرورۃ انہما
اعراض حادثۃ مشروط بحدوث بعضہا بانقضاء البعض لان امتناع
التکلم بالحرف الثانی بدون انقضاء الحرف الاول بدیہی ونظیرہ من
یأمر وینہی ویخبر یجد من نفسہ معنی ثم یدل علیہ بالعبارۃ او الکنایۃ او الاشارۃ
فیکون تلفظ الحرف وسماع الصوت مقارنا لبیان العبارۃ وقراءۃ الکتابۃ
وتفسیر الاشارۃ لا قبلہا ولیسمی ہذا کلاما نفسیا علی ما اشار الیہ الشاعر ان الکلام لفی
الفواد وانما جعل اللسان علی الفواد دلیلا وقد روی عن عمر رضی اللہ عنہ
انہ قال کنت زورت فی نفسی مقالۃ عجیبۃ فتکلم بہا ابو بکر قبل ان اتکلم بذلک
وبالجملۃ فان بدا الکلام یکون اولا فی النفس ثم یظہر کلہ او بعضہ بحسب ارادۃ
المتکلم فی البیان والتلفظ وکثیرا ما یزور الانسان کلاما فی النفس ولا
یتلفظ بہ بسبب ما ولذا قیل ان آفۃ الانسان اللسان ویؤیدہ قولہ صلی اللہ

علیہ وسلم ان روح القدس نفث فی روعی ای نفسی قال شیخ الاسلام العینی فی شرح البخاری
ای صورہ ای صور الوحی فسبیع الاولی للمنام کما جاء فی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا
انہا قالت اول ما بدئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الوحی الرؤیا الصالحۃ الحدیث
والثانیۃ ان یاتیہ الوحی مثل صلصلۃ الجرس کما فی حدیث حارث بن الشام ان رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم قال احیانا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس والثالثۃ ان ینفث فی روعی
الکلام کما فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان روح القدس نفث فی روعی وہذا القسم
من الوحی بلا حرف وصوت وہو لیستدل علی ان کلامہ جل جلالہ خال عن الحرف
والصوت والدلیل علی صفۃ الکلام اجماع الامۃ وتواتر النقل عن الانبیاء
علیہم السلام انہ تعالی جل جلالہ متکلم مع القطع باستحالۃ التکلم من غیر ثبوت صفۃ
الکلام وہو الذی عبرہ المتکلمون بالصفۃ المنافیۃ للسکوت والافۃ فمن انکر الکلام
النفسی للہ تعالی جل جلالہ واثبت لکلامہ تعالی حرفا وصوتا فہو ضال منکر للکتاب و
السنۃ والاجماع فتدبر ثم اظہر عقائدہ الفاسدۃ **بقولہ** فی الفارسیۃ ہر انچہ قرآن شریف
بدان وارد شدہ است اعتقادش باید آورد و تاویل آن نباید نمود و از وجہ آن
مصروف نباید گردانید الی قولہ جملہ صالحہ ازان در کتاب العرش و کتاب الرد
شیخ الاسلام ابن تیمیہ وکتب تلامذۃ ایشان مذکور شدہ پس لازم حال ایمان آوردن
بجناب خدای عزوجل واحادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ سر مو ازین عقیدہ
تجاوز نفرمایند وقد قال اللہ تعالی فی کتابہ العزیز وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون
فی العلم یقولون آمنا بہ کل من عند ربنا واختلف العلماء فی فہم ہذہ الآیۃ فذہب قوم الی
ان الواو فی قولہ والراسخون واو الاستیناف ویتم الکلام عند قولہ وما یعلم
تاویلہ الا اللہ یعنی لا یعلم تاویل المتشابہ الا اللہ تعالی وہو قول عائشۃ وابی
ابن کعب وغیرہما رضی اللہ عنہم وذہب قوم آخرون الی ان الواو فی قولہ والراسخون

واو العطف یعنی ان تاویل المتشابہ یعلمہ اللہ تعالی ویعلمہ الراسخون فی العلم وہم مع علمہم
قائلون آمنا بہ وہذا قول مجاہد والربیع وغیرہما رضی اللہ عنہم وقال مجاہد انا
ممن یعلم تاویلہ والدلیل لہم ان اللہ تعالی لم ینزل شیئاً من القرآن الا لینفع بہ عبادہ
ویدل بہ علی معنی ارادہ فلو کان المتشابہ لا یعلم غیرہ فلنا منا للطاعن مقال وہل یجوز
ان یقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یعرف المتشابہ واذا جاز
ان یعرف مع قولہ تعالی وَمَا یَعْلَمُ تَأْوِیلَہُ إِلَّا اللَّہُ جاز ان یعرف الربانیون من صحابتہ وان
لم یعرفہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابتہ والعلماء الراسخون وقالوا علمہ عند ربنا لم یکن
لہم فضل علی الجہال لانہم جمیعا یقولون ذلک ولم یزل المفسرون الی یومنا ہذا
یفسرون ویؤولون کل آیۃ ولم نرہم وقفوا عن شئی من القرآن فقالوا ہذا متشابہ
لا یعلمہ الا اللہ بل فسروا الحروف المقطعۃ وغیرہا والسنن المتشابہۃ کحکمہا مثل حکم
المتشابہ القرآن اما ابن تیمیۃ فہو کبیر الوہابیین وکان متفرداً بمسالۃ التشبیہ مثلاً عما
بالدین وما ہو بشیخ الاسلام بل ہو شیخ البدعۃ والآثام وہو اول من تکلم بجملۃ عقائدہم
الفاسدۃ وفی الحقیقۃ ہو المحدث لہذہ الفرقۃ الضالۃ ثم خملت ذکرہ وعقائدہ
من بین الناس الی سنۃ الف وسبعمائۃ وست واربعین من المیلاد فظہر فی تلک
السنۃ فی عہد السلطان محمود خان الاول ببلاد العرب رجل یدعی محمد بن عبد الوہاب
من الیمن واظہر العقائد الفاسدۃ التی کانت قد ماتت واندرست بموت
ابن تیمیۃ سنۃ ثمان وعشرین وسبعمائۃ واستحدث شرعاً جدیداً وابتدع شیعۃ
مختلفۃ عن مذہب السنۃ وکان یطوف فی البلاد من الفرات الی مکۃ والشام
وبغداد والبصرۃ ومن ہناک رجع الی بلاد العرب وباسعاف الامیر ابن سعود
الذی کان دخل فی ہذہ الشیعۃ جذب الیہ جمہوراً من اہالی البلاد وتسموا الوہابیۃ
باسم کبیرہم محمد بن عبد الوہاب وکان ابن سعود کبیر الوہابیۃ للحد الذی تولت نفسہ

واظهر العصيان فكان يقيم الحاج ويزعج العباد ويقطع الطرقات فتوجهت الاوامر السلطانية
في عهد السلطان محمود خان الثاني الى محمد علي باشا والي مصر ان يسير اليه بالجيوش
فاخشى ان يخلي بلاده من العساكر لوجود المماليك في جهاتها فجمعهم بحيلة وقتلهم اشر قتلة و
ارسل ابنه ترسم باشا وبعد قتال طويل قبض على ابن سعود وارسله الى مصر ومن
هنا الى الاستانة فامر السلطان بقطع عنقه امام الناس ليكون عبرة للناظرين ومن ذلك
الزمان مزقت جمعهم وشتت شملهم وتفرقوا في البلاد وتسموا باهل الحديث ولا يليق بهم هذا الاسم
اهل البدعة والضلالة كما لا يليق بالنبي صلى الله عليه وسلم تسمية كفار مكة شاعرا او مجنونا
ولم يكن اسمه عند الله وعند ملائكته وعند انسه وجنه وسائر خلقه الا رسولا نبيا قال الله
تعالى انظر كيف ضربوا لك الامثال فضلوا فلا يستطيعون سبيلا وقد اخبر بهذه الفرقة
الضالة رسول الله صلى الله عليه وسلم بقوله يخرج فيكم قوم تحقرون صلاتكم مع
صلاتهم وصيامكم مع صيامهم واعمالكم مع اعمالهم يقرؤن القرآن ولا يجاوز حناجرهم
يمرقون من الدين كما يمرق السهم من الرمية تنظر في النصل فلا ترى شيئا وتنظر
في القدح فلا ترى شيئا وتتمارى في الفوق رواه الامام
المالك في الموطا لان الوهابية الذين سموا انفسهم باهل الحديث ينكرون الكلام
النفسي لله تعالى جل جلاله ويزعمون ان لكلامه تعالى حرفا وصوتا
وينكرون نفي الجسم والجوهر والحدود والتبعض والتجزي والتمكن من
ذاته تعالى وتقدس وينكرون القول بكسب العباد ويزعمون ان الرؤية
لله تعالى في الآخرة يكون جهة ومقابلة وكذلك ينكرون الاستطاعة
مع الفعل ويزعمون ان الاجماع والقياس غير داخل في الحجة وينكرون التقليد
بالائمة الاربعة وغير ذلك من الاقوال والعقائد الفاسدة التي فيها الكذب صريح
للكتاب والسنة مع صلاتهم وصيامهم واعمالهم فهؤلاء منطوق الحديث بلا شك

وشبهة فعلى المؤمن اتباع السنة والجماعة وان لا يكاثر اهل البدع ولا يداينهم
ولا يسلم عليهم لان من سلم على اهل بدعة فقد اجبه لقول النبي صلى الله عليه
وسلم افشوا السلام بينكم تحابوا ولا يجالسهم ولا يقرب منهم ولا ينيهم وليعاديهم
لله عز وجل معتقدا ابطالان مذهب اهل البدعة والضلالة محتسبا بذلك الثواب
الجزيل والاجر الكثير وقد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من نظر الى
صاحب بدعة بغضا له في الله ملأ الله قلبه ايمانا ومن انتهر صاحب بدعة
بغضا له في الله آمنه الله يوم القيامة ومن استخف صاحب بدعة رفعه الله
تعالى في الجنة مائة درجة ومن لقيه بالبشر او بما يسره فقد استخف بما انزل
الله تعالى على محمد صلى الله عليه وسلم وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابى الله عز وجل ان يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته وقال فضيل
ابن عياض رضي الله عنه من احب صاحب بدعة احبط الله عمله واخرج
نور الايمان من قلبه واذا علم الله عز وجل من رجل انه مبغض لصاحب
بدعة رجوت الله تعالى ان يغفر ذنوبه وان قل عمله واذا رايت مبتدعا
في طريق فخذ طريقا آخر لان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من
احدث حدثا او آوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين
ولا يقبل الله منه الصرف والعدل يعني بالصرف الفريضة وبالعدل
النافلة وقال سفيان بن عيينة رضي الله عنه من تبع جنازة مبتدع
لم يزل في سخط الله تعالى حتى يرجع وقد فسر ابن حجر رحمه الله قوله
صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى يخرج ثلثون دجالا كل واحد منهم يزعم
انه رسول الله يحتمل ان يكون الذين يدعون النبوة منهم ما ذكر من الثلثين او نحوها
وان من زاد على العدد المذكور يكون كذابا فقط لكن يدعو الى الضلالة من غير ادعاء

النبوة اقول ہؤلاء الوہابیۃ الذین سموا انفسہم بل الحدیث منطوق کلام ابن حجیر
رضی اللہ عنہ انہم یدعون الناس الی الضلالۃ من غیر ادعاء النبوۃ ولذا قال
الشیخ عز الدین بن عبد السلام ان اظہار شعائر الاسلام یکون سببا قاطعا علی المتاخرین
لعدم المعین وکثرۃ المنکر فیہم والیہ یشیر قولہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون لقائمین
علی دینہ کالقابض علی الجمر اما المتقدمون فلیسوا کذلک لکثرۃ المعین وعدم المنکر
فیہم وہذا بتیسیر الکفیت بہ فی بیان ہذہ الفرقۃ الضالۃ فہدیہم
اللہ تعالے الی یوم الدین یقول العبد الضعیف محمد عبد القادر
ابن الفاضل المرحوم محمد ادریس غفر اللہ لہ ولوالدیہ
قد فرغت من تالیف ہذا الکتاب بسلخ شوال سنۃ
ست وتسعین بعد الف ومائتین
من ہجرۃ صاحب الرسالۃ علیہ
افضل الصلوات وازکی
التحیات

60/12

قطعۂ تاریخ زیبندۂ کلک مشکین حضرت منشی احمد علی کسمنڈوی سلمہ

چھپی جب یہ کتاب رد معقول		ہوئی نزدیک اہل عقل مقبول
اگر تاریخ کی ہے فکر احمد		رقم کر ہے کتاب خوب ومعقول
۱۲	۹۰	